نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے منتخب واقعات کا مجموعہ

نبی کریم ﷺ کے واقعات

مرتبہ

محمد الیاس عادل

Marfat.com

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ سے منتخب واقعات کا مجموعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات

DATA ENTERED
17-2-2016

مرتبہ

محمد الیاس عادل

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ: اردو بازار، لاہور

Marfat.com

247-4921
10 15 E
۱۲۵۹۵ / ب

ہماری کتابیں ۔ معیاری کتابیں
خوبصورت اور کم قیمت کتابیں

ناشر: مشتاق احمد
اہتمام: سلمان منیر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ......☆...... نبی کریم ﷺ کے واقعات

مرتبہ ......☆...... محمد الیاس عادل

پروف ریڈنگ ......☆...... محمد شبیر قمر

مطبع ......☆...... اسد نیر پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ......☆...... **گُل گرافکس**

ٹائٹل ......☆...... عاطف بٹ

اشاعت ......☆...... 2008ء

قیمت ......☆...... 160 روپے

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمپوزنگ یا طباعت کی غلطی رہ گئی ہو تو ادارہ کو مطلع فرما کر شکریہ ادا کرنے کا موقع دیں۔

Marfat.com

حُسنِ ترتیب

☆ ابتدائیہ ---------- 9
☆ ولادت باسعادت ---------- 11
☆ اخلاق وصفات کی منادی ---------- 12
☆ نام مبارک رکھا جانا ---------- 14
☆ بچپن کے معمولات ---------- 15
☆ شق صدر کا پہلا واقعہ ---------- 16
☆ کاہن کا شور مچانا ---------- 17
☆ آنکھوں کا دُکھنا ---------- 19
☆ شام کا سفر اور بحیرہ راہب ---------- 20
☆ قبائل کو جھگڑنے سے بچالیا ---------- 24
☆ تجارت کا کامیاب سفر ---------- 25
☆ پہلی وحی کا نزول ---------- 27
☆ ورقہ بن نوفل کا واقعہ ---------- 30
☆ کفار کی مجلسِ مخالفت ---------- 31
☆ کفار کی پیشکش ---------- 33

Marfat.com

☆ کفار کا ایذائیں پہنچانا ---------- 36
☆ عقبہ کی گستاخی ---------- 37
☆ چچا کی بھتیجے سے محبت ---------- 38
☆ اہل طائف کے مظالم ---------- 40
☆ طائف کے ایک باغ میں ---------- 42
☆ جنات کا ایمان قبول کرنا ---------- 45
☆ معراج کی شب ---------- 47
☆ نمازوں کا تحفہ ---------- 48
☆ معراج سے واپسی ---------- 50
☆ کفار کا انکار ---------- 52
☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تصدیق ---------- 54
☆ راستے کی نشانیاں اور اہم واقعات ---------- 56
☆ ہجرت مدینہ اور کفار کے مشورے ---------- 58
☆ ابوجہل کی تجویز ---------- 60
☆ دشمنوں کی ناکامی ---------- 62
☆ مدینہ طیبہ کی طرف روانگی ---------- 64
☆ سراقہ کے لیے امان نامہ ---------- 67
☆ مدینہ منورہ میں آمد ---------- 68
☆ مسجد قبا کی بنیاد اور مسلمانوں کی خوشی ---------- 69
☆ مدینہ منورہ میں استقبال اور قیام ---------- 71
☆ مسجد نبوی کی تعمیر ---------- 73
☆ تعمیر میں حصہ لینا ---------- 75
☆ غزوۂ بدر کے لیے صف بندی ---------- 77

Marfat.com

☆ ابوجہل کا قتل ---------- 80
☆ مسلمانوں کی فتح ونصرت ---------- 82
☆ جب رسول کریم ﷺ زخمی ہو گئے ---------- 85
☆ ابوسفیان کی سرکوبی کا حکم ---------- 86
☆ واقعہ صلح حدیبیہ ---------- 90
☆ مخالفین کا اعتراض ---------- 94
☆ یہودیہ نے زہر کھلا دیا ---------- 97
☆ حاتم طائی کی بیٹی اور بیٹا ---------- 100
☆ نصاریٰ نجران کا وفد ---------- 103
☆ واقعہ مباہلہ ---------- 106
☆ غزوۂ تبوک کی تیاری ---------- 109
☆ منافقین کے بارے میں آگاہی ---------- 112
☆ حجۃ الوداع کے موقع پر ---------- 114
☆ وصال سے قبل ---------- 116
☆ اُمت کی فکر ---------- 118
☆ حالت نزع اور وصال مبارک ---------- 121
☆ اخلاق حسنہ ---------- 123
☆ ہدایت کی دعا ---------- 124
☆ رزق حلال کی تلقین ---------- 125
☆ پانی میٹھا ہو گیا ---------- 126
☆ سر کے بال سفید نہ ہوئے ---------- 126
☆ کھانا کم نہ ہوا ---------- 126
☆ کھانے میں برکت ---------- 127

Marfat.com

☆ مہمان کی رضامندی کا خیال ---------- 128
☆ یہودی کا قرضہ ---------- 128
☆ عظیم سخاوت ---------- 129
☆ ایک مسلمان اور یہودی کا جھگڑا ---------- 130
☆ عدل وانصاف کا معاملہ ---------- 130
☆ دنیا سے بے رغبتی ---------- 131
☆ کفار کا ایک سپہ سالار ---------- 132
☆ حلم وکرم کی عظیم مثال ---------- 133
☆ پرندوں کی ماں ---------- 134
☆ عطایا وعنایات ---------- 134
☆ چادر مبارک ---------- 135
☆ ناگواری کی وجہ ---------- 136
☆ میں ثواب کا زیادہ مستحق ہوں ---------- 137
☆ قرض ادا ہو گیا ---------- 138
☆ اونٹ نے سجدہ کیا ---------- 138
☆ لہسن والا سالن ---------- 140
☆ فارس کے بادشاہ کے لیے بددُعا ---------- 141
☆ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی ---------- 142
☆ ہم گواہی دیتے ہیں ---------- 144
☆ خوشبو کی مہک نہ گئی ---------- 144
☆ دست مبارک کی خوشبو ---------- 145
☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد ---------- 146
☆ پسینہ مبارک کی خوشبو ---------- 147

Marfat.com

☆ بچوں سے پیار -- 148
☆ زمانہء جاہلیت کا رواج -- 148
☆ اختیار کی بات -- 149
☆ اونٹ کی شکایت -- 149
☆ اللہ کے نزدیک گراں قدر -- 150
☆ شانِ بے نیازی -- 151
☆ صبر و برداشت -- 153
☆ طاقت و قوت -- 153
☆ دلیری و بے خوفی -- 154
☆ آخرت ہمارے لیے ہے -- 155
☆ سب سے زیادہ امانت کا ادا کرنے والا ہوں -- 156
☆ یہ شاعروں کا کلام نہیں -- 156
☆ وہ دیکھ ہی نہ سکی -- 157
☆ سوسمار کی گواہی -- 158
☆ سانپ کی حاضری -- 161
☆ دعا کی برکت -- 161
☆ میں نے تمہارا قصور معاف کر دیا -- 163
☆ فتح و کامیابی کی پیشین گوئی -- 165
☆ اونٹ کی فریاد -- 167
☆ جھوٹے اور گستاخ کا انجام -- 168
☆ اللہ تعالیٰ نے پردہ اُٹھا دیا -- 169
☆ ہجرت کے سفر کے دوران -- 171
☆ دودھ کا پیالہ -- 173

Marfat.com

☆ فرشتوں کی مدد ---------- 175
☆ اونٹ کی گمشدگی ---------- 177
☆ غریب مسافر کی مدد ---------- 178
☆ درخت بھی حکم مانتے ہیں ---------- 179
☆ اعرابی کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا ---------- 181
☆ گھی اور جو میں برکت ---------- 183
☆ کھجوروں میں برکت ---------- 185
☆ دنیا کے خزانوں کی پیش کش ---------- 186
☆ دشمنوں پر رعب و دبدبہ ---------- 187
☆ یہودیوں کی سازش ---------- 192
☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی ---------- 197

Marfat.com

ابتدائیہ

اللہ رب العزت جل جلالہ رب العالمین ہے جبکہ اُس کے پیارے ومحبوب رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کے لیے رحمت وشفقت ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہم سب کے لیے صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کے لیے کافی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر سب سے بڑا انعام اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں پیدا فرمایا۔ بلاشبہ سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ بنی نوع انسان کے لیے مشعل ہدایت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ واقعاتی انداز میں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر خاص وعام دلچسپی اور ذوق وشوق کے ساتھ مطالعہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے آگاہی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو سنوارنے اور اپنے آپ کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے کا سامان کر سکے۔

زیرِ نظر کتاب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے ایمان افروز واقعات سے مزین ہے عقیدت ومحبت کے ساتھ مرتب کی گئی اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اضافہ ہوتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت دل میں موجزن ہوتی ہے اور قلب عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرشار ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے تمام گوشوں سے چیدہ چیدہ واقعات کا انتخاب کر کے شامل کیا گیا ہے اور ان

Marfat.com

واقعات کو نہایت جامعیت کے ساتھ کتاب ہذا کی زینت بنایا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے لے کر وصال مبارک تک ایسے ایسے واقعات اسلامی تاریخ کا حصہ ہیں کہ جن میں خوشیوں اور مسرتوں کا سامان بھی ہے ایمان میں اضافے اور استقامت کے دلچسپ اور اثر انگیز پہلو بھی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے ہر انسان کو فلاح اور حقیقی کامیابی کا درس ملتا ہے۔ دنیا و آخرت میں کامیابی کے راز عیاں ہوتے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے حوالے سے یہ موضوع اس قدر وسیع ہے کہ کوئی بھی ایک کتاب اس کا احاطہ نہیں کر سکتی اور اس موضوع پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے یہ ایمان افروز واقعات جہاں ہمارے لیے سبق آموز ہیں وہاں پر تمام عالم جن وانس کے لیے ہدایت کا ایک ایسا پیغام ہیں کہ جس پر عمل پیرا ہو کر فلاح کی منزل حاصل کی جا سکتی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے موضوع پر زیر نظر کتاب واقعاتی انداز میں پیش کرتے ہوئے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ کتاب جامعیت اور استناد کے مسلمہ اصولوں پر بھی پوری اترے اور دوران مطالعہ قاری کی دلچسپی بھی قائم و برقرار رہے یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا جائے تو ایک ہی نشست میں کتاب مکمل طور پر پڑھنے کو دل چاہتا ہے اور پھر بار بار اس کا مطالعہ ایمان کو تقویت و پختگی عطا کرتا ہے۔ موضوع کے اعتبار سے کتاب ہذا کی افادیت گران قدر ہے اور اس کا ہر گھر میں ہونا برکت کا باعث ہے تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف واقعات وقتاً فوقتاً پڑھ کر ایمان تازہ اور پختہ کی جا سکے۔

محمد الیاس عادل

☆☆☆

Marfat.com

ولادت باسعادت

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل ۱عام الفیل مطابق ۲۵ اپریل ۵۷۱ء مطابق ۲۸ بیساکھ ۶۲۸ بکرمی مکہ مکرمہ میں بروز پیر صبح صادق کے وقت ہوئی یہ موسم بہار کا تھا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت آیا تو اُس وقت میں گھر میں تنہا تھی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب اُس وقت طواف کعبہ میں مشغول تھے اچانک میں نے ایک زوردار آواز سنی جس سے میں ڈر گئی پھر میں نے دیکھا کہ انتہائی سفید رنگ کا ایک پرندہ میرے قریب آیا اُس نے اپنا پر میرے سینے پر ملا اس سے میرا ڈر ختم ہو گیا اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک پیالہ شربت سے بھرا ہوا میرے قریب پڑا ہے میں نے اسے پی لیا اس سے مجھے سکون مل گیا پھر میں نے دیکھا کہ میرے پاس دراز قد خوبصورت عورتیں آئیں ان عورتوں کا قد عبد مناف کے قبیلے کی عورتوں جیسا لمبا تھا مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ان کو میری حالت کا علم کیسے ہوا ہے ان عورتوں میں سے ایک نے کہا میں آسیہ، فرعون کی بیوی ہوں، دوسری نے کہا میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ عورتیں جنت کی حوریں ہیں۔ اب مجھے تکلیف کا احساس ہونے لگا اس کے ساتھ ہی ایک اور گرجدار آواز سنائی دی اور میں نے دیکھا کہ آسمان وزمین کے درمیان ایک سفید ریشمی چادر پھیلا

Marfat.com

دی گئی ہے، پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک جماعت کی شکل میں زمین و آسمان کے درمیان کھڑے ہیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے سفید آفتابے ہیں اور مجھے کستوری سے زیادہ اچھی خوشبو آنے لگی، پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کی ایک ڈار میرے سامنے آگئی ہے ان پرندوں کے پر یاقوت اور چونچیں سبز زمرد سے بنی ہوئی تھیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری نگاہوں کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا اور مجھے مشرق و مغرب کے افق نظر آنے لگے مجھے تین علم نظر آئے جو لہرا رہے تھے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں جبکہ ایک علم مجھے خانہ کعبہ کے اوپر لہراتا نظر آیا۔ اسی حالت میں جبکہ میں یہ مشاہدہ کر رہی تھی مجھے درد ہوا، اب ان عورتوں نے اپنے ہاتھوں سے میری مدد کی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادتِ مبارکہ ہوئی، میں نے دیکھا کہ آپ سجدے کی حالت میں تھے اور اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اُٹھائی ہوئی ہے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے رو کر التجا فرما رہے ہوں۔

سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عین اسی وقت میں نے سفید رنگ کا ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لپیٹ کر اُٹھا لیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میری نظروں سے چھپا دیا اس دوران میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی منادی کر رہا ہے۔ وہ ندا یہ تھی کہ "انہیں مشرق و مغرب میں لے جاؤ بحر و بر پر لے جاؤ اور سیر کراؤ تا کہ ہر کوئی آپ کو پہچان لے اور اچھی طرح جان لے کہ آپ کی صفت ماحی ہے تا کہ دنیا سے شرک کے آثار ختم ہو جائیں۔" پلک جھپکتے ہی بادل کا یہ ٹکڑا اوجھل ہو گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ریشم کے سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے میرے سامنے تھے۔

(زرقانی۔ مدارج النبوۃ، مدارج النبوۃ، سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

اخلاق و صفات کی منادی

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے کہ میں نے ایک بہت بڑا نورانی بادل دیکھا جو پہلے والے بادل سے بڑا تھا مجھے

Marfat.com

اس بادل سے گھوڑوں کے ہنہنانے اور پروں کے پھڑ پھڑانے اور لوگوں کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں اس بادل کے ٹکڑے نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دوبارہ میری نظروں کے سامنے سے اوجھل کر دیا یہ وقفہ پہلے سے زیادہ طویل تھا اس وقت میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین کے تمام گوشوں کی سیر کراؤ تمام پیغمبروں کے سامنے لے جاؤ تمام جن وانس کی روحوں کی زیارت سے مشرف ہونے دو، فرشتوں، پرندوں اور چرندوں کو زیارت کراؤ۔ اس بچے کو حضرت آدم علیہ السلام کے اخلاق وصفات، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی رقتِ و شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فصاحت و بلاغت، حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال، حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یونس علیہ السلام کی طاعت، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت وزہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم دو۔ تمام انبیاء کرام کے اخلاق کو یکجا کر کے فطرتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رکھ دو۔''

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد بادل کا یہ ٹکڑا اوجھل ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبز ریشمی کپڑے میں اچھی طرح لپٹے ہوئے ہیں اور اس ریشم سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں، مجھے ایک منادی کی آواز آئی، مبارک ہو، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس شان سے دنیا میں تشریف لائے ہیں دنیا کی تمام مخلوق آج سے آپ کے تابع ہے سب ہی کو آپ کے قبضہءقدرت میں دیا گیا ہے تمام مخلوق آپ سے فرمانِ خداوندی حاصل کرے گی'' اس کے بعد میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نگاہ کی تو میں نے دیکھا کہ گویا آپ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک رہے

Marfat.com

ہیں اور آپ کے بدنِ اطہر سے مشک وعنبر کی خوشبوئیں آ رہی ہیں اس دوران مجھے تین شخص کھڑے نظر آئے جن کے چہرے آفتاب سے زیادہ روشن تھے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ ہے اس آفتابے سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تھا اس کے چار پہلو تھے ہر پہلو پر مروارید رکھا ہوا تھا تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک ایسی انگشتری نکالی کہ جس کے دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں اس انگشتری کو آفتابے کے سفید پانی سے سات مرتبہ دھویا پھر اس انگشتری سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت رکھی گئی اس پر حریر کا ٹکڑا باندھا گیا اور تھوڑی دیر تک اپنی آغوش میں لینے کے بعد میرے بچے کو میری گود میں رکھ دیا۔

(معارج النبوۃ، مدارج النبوۃ، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

نام مبارک رکھا جانا

اس ضمن میں سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں بتایا گیا کہ بچے کا نام "احمد" رکھنا چنانچہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام احمد رکھا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب کو پوتے کی ولادت کی خبر ملی تو سنتے ہی گھر آئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں اُٹھا کر خانہ کعبہ لے گئے اور دعا مانگ کر واپس آئے پھر ساتویں دن قربانی کی اور تمام قریش کو دعوت دی دعوت کھانے کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ بچے کا نام کیا رکھا ہے؟ جناب عبدالمطلب نے کہا' محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ لوگوں نے حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ نے اپنے خاندان کے تمام رائج ناموں کو چھوڑ کر یہ منفرد نام کیوں رکھا ہے؟ جناب عبدالمطلب نے جواب دیا کہ میری خواہش ہے کہ میرا یہ بچہ تمام دنیا میں تعریف وستائش وتوصیف کا شایان شان قرار پائے۔

Marfat.com

چنانچہ اس طرف رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک والدہ ماجدہ نے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکھا اور دادا نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکھا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، البدایہ والنہایہ جلد دوم)

بچپن کے معمولات

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچپن میں دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی، حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے مرتبہ باتیں کیں تو میں حیران رہ گئی، آپ نے اپنی زبانِ اطہر سے سب سے پہلے اللّٰہ اکبر الحمدِ للّٰہ رب العالمین و سبحان اللّٰہ کے الفاظ ادا فرمائے، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کرتے دیکھا آپ جس طرف اپنی انگشت مبارک سے چاند کو اشارہ فرماتے چاند اُسی جانب جھک جاتا اور فرشتے آپؐ کو جھولا جھلاتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی بھی کپڑوں میں یا بستر پر پیشاب نہیں کیا تھا آپ کے پیشاب وغیرہ کرنے کا ایک وقت مقرر تھا آپ معمول پر اُٹھتے، میں پیشاب کراتی مقررہ وقت پر دُودھ نوش فرماتے، مقررہ وقت پر آرام فرماتے۔ جب بھی میں ارادہ کرتی کہ آپ کے دہن مبارک کو دودھ وغیرہ سے پاک وصاف کروں تو یہ کام غیب سے خود بخود ہو جاتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تھوڑے سے بڑے ہوئے تو گھر سے باہر آنے جانے لگے، محلے کے بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود الگ کھڑے رہتے اور اُن کے ساتھ کھیل کود میں مشغول نہ ہوتے۔

(زرقانی۔ خصائص الکبریٰ۔ سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

شق صدر کا پہلا واقعہ

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے پوچھنے لگے کہ میرے بھائی کہاں ہیں آج دکھائی نہیں دے رہے؟ میں نے کہا وہ بکریاں لے کر چرانے کو گئے ہیں شام کو آجائیں گے۔ چشمان اطہر میں آنسو بھر کر فرمانے لگے میں بھی کل ان کے ساتھ جاؤں گا۔ میں نے کہا میرے بیٹے! جیسے تمھاری خوشی۔ چنانچہ دوسرے دن خوشی خوشی اُٹھے میں نے ہاتھ منہ دُھلا کر سر مبارک پر تیل لگایا کنگھی کی آنکھوں میں سرمہ لگایا، نیا لباس پہنایا اور ایک چھڑی دست اطہر میں پکڑا دی اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ باہر تشریف لے گئے اور بکریاں چرانے میں مشغول ہو گئے۔ جب نصف دن گزر گیا تو میرا بیٹا ابان جان! امی جان! پکارتا بھاگتا ہوا گھر آیا وہ ڈرا ہوا تھا اور خوف سے کانپ رہا تھا کہنے لگے، امی جان! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خبر لو نہ معلوم اب زندہ بھی ہے یا نہیں؟ میں نے پوچھا' کیا ہوا؟ اس پر اُس نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارے ساتھ کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا اور اُن کے قریب آکر انہیں ہمارے درمیان سے پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور لٹا کر ان کا شکم مبارک چاک کر دیا آگے ہم نہیں جانتے کہ ان کا کیا حال ہوا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سنتے ہیں میں اور میرا خاوند چراگاہ کی طرف دیوانہ وار بھاگے وہاں جا کر دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہاڑ کی چوٹی پر زندہ سلامت تشریف فرما ہیں، میں آگے بڑھی سر مبارک اور منہ چوما اُٹھا کر گلے لگایا اور احوال پوچھا، فرمانے لگے میں اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ کھڑا تھا کہ اچانک میری نظر تین اشخاص پر پڑی ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تھا جو برف سے بھرا ہوا تھا انہوں نے مجھے پکڑا، میرے تمام ساتھی یہ دیکھتے ہی بھاگ گئے اس کے بعد ان تینوں میں سے ایک نے مجھے بڑے آرام سے زمین

Marfat.com

پر لٹایا اور ایک نے میرے سینہ کو جوڑوں کے پاس سے ناف تک شق کیا اور مجھے کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں ہوئی اس کے بعد پیٹ کی رگوں کو نکالا اور برف کے ساتھ خوب اچھی طرح صاف کیا اور اپنی جگہ پر رکھ کر کھڑا ہو گیا اس کے بعد دوسرا شخص آگے بڑھا اور پہلے سے کہنے لگا اب تم ہٹ جاؤ اس کے بعد اس نے میرے دل کو اپنے ہاتھ سے نکالا میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا پھر دل کو چاک کیا اور اس سے سیاہ لوتھڑا نکال دیا اور ایک طرف پھینک کر کہنے لگا یہ شیطان کا حصہ ہے پھر دل میں کوئی چیز جو اُن کے پاس تھی رکھ دی پھر اُس نے اپنے داہنے اور بائیں کچھ اشارہ کیا گویا وہ کسی چیز کو مانگ رہا ہے تو انہوں نے ایک نورانی انگوٹھی اُسے دی اس انگوٹھی کی نورانیت سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں اس کے بعد میرے دل پر مہر لگائی اور میرا دل نور سے لبریز ہو گیا اور اس کی ٹھنڈک میرے رگ و جان میں پھیلتی گئی۔ اس کے بعد تیسرا آگے بڑھا اُس نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر ملا اور وہ شگاف مل گیا اس کے بعد مجھے انتہائی محبت سے اٹھایا اور مجھے اپنے سینے سے لگایا اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہنے لگے یا حبیب اللہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ روشن رہیں گی اور آپ ہمیشہ خوش رہیں گے۔ اس کے بعد وہ مجھے چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور میں دور تک ان کو دیکھتا رہا۔

(سیرت ابن ہشام، جلد اول، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

کاہن کا شور مچانا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے یہ باتیں سنیں تو بڑی فکر مند ہوئی اور اُن کو جلدی سے اُٹھا کر اپنے گھر لے آئی میرے خاوند اور دوسرے لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ میں ان کو کسی کاہن کے پاس لے جاؤں تاکہ یہ واقعہ سن کر وہ کچھ بتائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ مجھے کسی

Marfat.com

کاہن کے پاس لے جانے کی ضرورت نہیں میں ٹھیک ہوں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں کے بے حد اصرار اور مجبور کرنے پر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک کاہن کے پاس لے گئی اور اُس کو تمام واقعہ سنایا کاہن مجھ سے کہنے لگا کہ میں تمام واقعہ اس بچے کی زبانی سنوں گا اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام کیفیت بیان فرمادی سنتے ہی اچانک کاہن اپنی جگہ سے اُچھلا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکڑ کر کہنے لگا لوگو! آؤ اس بچے کو قتل کردو اور مجھے بھی اس کے ساتھ ہی قتل کردو اگر یہ زندہ رہ گیا تو پھر جوان ہو کر تمہیں اپنے دین سے برگشتہ کردے گا، توحید کا درس دے گا تم کو ایسے دین کی طرف بلائے گا جس سے تم بیگانہ ہو۔

حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کاہن ابھی یہ شور مچا ہی رہا تھا کہ میں نے اُس کے ہاتھوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھینا اور جلدی سے اپنے گھر لے آئی اس کے بعد میرے شوہر اور لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ اس سے پہلے کہ آپ کو کوئی گزند پہنچے بہتر یہی ہے کہ حضور ؐ کو حضرت عبدالمطلب کے حوالے کردیا جائے اور اس امانت سے دستبردار ہو جایا جائے چنانچہ میں نے پکا ارادہ کرلیا کہ آپ کو واقعی ان کی والدہ اور جدِامجد کے حوالے کردینا چاہیے۔ میں نے یہ ارادہ کیا اور اپنی سواری پر سوار ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے آگے بٹھایا، اچانک کسی منادی کی آواز میرے کانوں میں آئی، وہ کہہ رہا تھا:

"اے مکہ کی سرزمین تم کو مبارک ہو آج سے تمہارا نور تمہارا کمال اور تمہارا چاند واپس آرہا ہے آج سے مکہ کی سرزمین قحط و آفات سے محفوظ ہوگئی ہے اور اب قیامت تک خزانوں سے بھری رہے گی۔"

(الخصائص الکبریٰ جلد اول، سیرت ہادی عالم صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم)

Marfat.com

آنکھوں کا دُکھنا

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے جبکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک سات برس کی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں مرض سے دُکھنے لگیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب نے بہت علاج کیے لیکن افاقہ نہ ہوا۔ایک دن کسی نے جناب عبدالمطلب سے کہا کہ عکاظ بازار کے نزدیک ایک طبیب رہتا ہے جو کہ راہب بھی ہے آپ اپنے عزیز کو اس کے پاس لے جائیں تو اس کے علاج سے ضرور آنکھیں اچھی ہو جائیں گی۔ جناب عبدالمطلب یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور اگلے ہی روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر راہب کے پاس پہنچے رات کا وقت تھا راہب کا دروازہ بند تھا ارد گرد کے رہنے والے لوگوں سے پوچھا کہ راہب کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ راہب اپنے گھر کے اندر ہی ہے لیکن وہ اب دروازہ نہیں کھولے گا کیونکہ وہ ایک سال مسلسل مکان کے اندر بند رہتا ہے۔

جناب عبدالمطلب ابھی لوگوں سے اس بارے میں گفتگو کر ہی رہے تھے کہ اچانک راہب کے مکان میں زلزلہ آ گیا گھر کی دیواریں اور چھتیں لرزنے لگیں راہب گھبرا کر باہر کی طرف بھاگا اور حیران و پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔اس کی نگاہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑی تو وہ نزدیک آیا اور جناب عبدالمطلب سے دریافت کیا' یہ برخوردار آپ کا ہی ہے؟ اور آپ اس کو لے کر یہاں پر کیوں آئے ہیں؟ جناب عبدالمطلب نے جواب دیا کہ یہ میرا پوتا ہے اس کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ تم آنکھوں کا علاج بہت اچھا کرتے ہو۔راہب یہ سن کر مزید حیرت زدہ ہوا اور بولا آپ طبیب کو مریض کے پاس، مقدس کو گناہ گار کے پاس اور شفائے عالم کو مجسمہء امراض کے پاس لے آئے ہیں۔

Marfat.com

جناب عبدالمطلب راہب کی بات کو سمجھ نہ پائے تو راہب پھر گویا ہوا کہا' اے عبدالمطلب! میں اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا عبادت کر رہا تھا کہ یکدم پورا مکان لرزنے لگا اگر میں مکان سے باہر نہ نکلتا تو خدشہ تھا کہ دب کر مر جاتا۔ یہ تمہارا صاحبزادہ بڑے جاہ وعظمت والا اور بلند مرتبہ ہوگا یہ نبی آخرالزمان ہے اس کے چہرۂ انور سے نور ٹپک رہا ہے۔ اسے یہودیوں سے بچانا اُن کمبختوں نے اگر ان کو دیکھ لیا تو ان کی جان کے درپے ہو جائیں گے ان کو لے کر فوراً واپس چلے جاؤ اور انہی کا لعاب دہن جو کہ سراسر شفا ہے ان کی آنکھوں میں لگا دو آنکھیں اچھی ہو جائیں گی۔ راہب کی بات سن کر جناب عبدالمطلب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر واپس آ گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان اطہر میں لگایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان اطہر اچھی ہو گئیں۔

(الخصائص الکبریٰ جلد اول، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

شام کا سفر اور بحیرہ راہب

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، بیت اللہ کی اس مسند پر جس پر جناب عبدالمطلب کے سوا کوئی اور نہ بیٹھ سکتا تھا اگرچہ وہ ان کا کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو مگر وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس پر بیٹھنے سے منع نہ کیا کرتے تھے بلکہ بعض اوقات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔

جب حضرت عبدالمطلب کے وصال کا وقت قریب آیا تو اُن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وسلم کی فکر دامنگیر ہوئی۔ ایک روز اُنہوں نے اپنے بیٹے حضرت ابو طالب کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا، اے میرے بیٹے! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت محبت ہے میں نے ان کی پرورش بڑے پیار سے کی ہے، اب میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم میرے حقوق کی حفاظت کس محبت سے کرتے ہو اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کس طرح خیال رکھتے ہو۔ یہ سن کر حضرت ابو طالب نے حضرت عبدالمطلب سے کہا، اے میرے عزیز والد! یہ بات مجھ اچھی طرح معلوم ہے، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے بیٹے ہیں میرے بھائی (حضرت) عبداللہ کے فرزند ہیں۔ میں ان کا خیال اپنی ذات اور اہل وعیال سے بھی زیادہ رکھوں گا۔ چنانچہ جب حضرت عبدالمطلب وصال فرما گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابو طالب کی کفالت میں آ گئے حضرت ابو طالب نے واقعی حق ادا کر دیا اور ہر معاملے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت وشفقت روا رکھی۔

جب حضرت ابو طالب نے سفر تجارت کا ارادہ کیا اور شام کی طرف روانہ ہونے لگے اور سامانِ سفر باندھا اس پر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اشتیاق ظاہر فرمایا اور فرمایا، اے عم محترم! آپ مجھے یہاں ہی چھوڑ جائیں گے؟ حضرت ابو طالب کا دل بھر آیا اور کہا، خدا کی قسم! میں ضرور آپ کو ساتھ لے چلوں گا آپ ہرگز مجھ سے جدا نہ ہوں گے اور نہ میں کبھی آپ سے جدا ہوں گا چنانچہ حضرت ابو طالب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی سواری پر آگے بٹھالیا اور یہ قافلہ شام کی طرف چل پڑا۔

جب یہ قافلہ شام کے مقام بصریٰ میں اُترا تو اس وادی میں ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈالا، اس مقام کے قریب ہی ایک کلیسا تھا جس میں بحیرہ نامی راہب رہتا تھا اُس کے پاس ایک کتاب تھی، جس کا علم اُس راہب کو تھا وہ راہب ہر روز تین مرتبہ چھت پر چڑھتا اور دیکھا کرتا کہ عرب کی طرف سے کون آ رہا ہے اس دن اس نے دیکھا کہ ایک قافلہ درخت کے نیچے آرام کر رہا ہے اور بادلوں کا ایک ٹکڑا قافلہ والوں پر سایہ کیے ہوئے ہے بحیرہ نے یہ دیکھا تو کلیسا کی چھت سے نیچے اُترا اور کہنے لگا خدا کی قسم! یہ بادل اس وقت تک سایہ

Marfat.com

انداز نہیں ہوسکتا جب تک کہ ان میں پیغمبر نہ ہو اس کے بعد اُس نے بہت سا کھانا پکانے کا حکم دیا جب کھانا تیار ہو گیا تو اُس نے اپنے غلام کو بلایا اور کہا کہ قافلہ میں چلے جاؤ اور انہیں کہو اے گروہ قریش! بحیرہ نے تمہارے لیے کھانا تیار کیا ہے اُس کی خواہش ہے کہ تم سب کے سب آؤ خواہ تم میں کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، غلام ہو یا آزاد، قافلے میں سے ایک آدمی نے کہا، ہم تو بحیرہ کے پاس سے کئی بار پہلے بھی گزرے ہیں مگر ایسا برتاؤ تو وہ ہمارے ساتھ کبھی نہیں کرتا تھا آج کون سی غیر معمولی بات ہے اس پر بحیرہ نے کہلا بھیجا! تم سچ کہتے ہو آج میرا دل چاہتا ہے کہ تم تمام لوگ میری دعوت قبول کرو اور مجھے شرف مہمانی بخشو اور یہ بھی یاد رکھو کہ تم میں سے کوئی شخص دعوت سے علیحدہ نہ رہے۔

بحیرہ راہب کے اس پیغام پر سب کے سب اس کے پاس جمع ہو گئے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کم عمری کے سبب قافلوں والوں کے کجاووں کے پاس اسی درخت کے نیچے رہ گئے۔ بحیرہ پھر چھت پر چڑھ کر دیکھنے لگا کہ کوئی باقی تو نہیں رہ گیا اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ بادل کا ٹکڑا ابھی تک وہاں ہی ہے تو نیچے آ کر کہنے لگا اے گروہ قریش! تم وہاں کسی کو چھوڑ آئے ہو؟ اُنہوں نے کہا' اے بزرگ! ایک لڑکا وہاں چھوڑ آئے ہیں جو عمر میں سب سے چھوٹا ہے اس لیے وہ ہمارے کجاووں کے پاس رہ گیا ہے، بحیرہ نے کہا ایسا نہ کرو اُسے بھی بلواؤ کہ وہ اس کھانے میں تم سب کے ساتھ شریک ہو چنانچہ بحیرہ کے کہنے پر قریش کا ایک شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو گود میں اُٹھا کر لے آیا اور ان لوگوں کے ساتھ بٹھا دیا۔ بحیرہ نے دیکھا کہ اب بادل کا ٹکڑا اس کی اپنی چھت پر آ گیا ہے بحیرہ نے کھانا پیش کیا جب قافلے والے کھانے سے فارغ ہوئے تو بحیرہ کہنے لگا، اے لڑکے! لات وعزیٰ کی قسم دے کر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ جو بات میں تجھ سے پوچھوں بتاتے جانا۔

بحیرہ نے ایسا اس لیے آپ سے کہا کہ اُس نے آپ کی قوم کو ان دونوں کی قسمیں کھاتے ہوئے سنا تھا بحیرہ کے اس سوال پر ہمارے پیارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

180458

Marfat.com

نے فرمایا، ''لات وعزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ خدا کی قسم! مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اور کسی چیز سے کبھی نہیں رہا۔'' اس پر بحیرہ نے آپ سے کہا، خدا کی قسم! آپ مجھے وہ بتایئے جو میں آپ سے پوچھتا جاؤں، آپ نے فرمایا، جو تمہیں مناسب معلوم ہو مجھ سے دریافت کرو۔ چنانچہ بحیرہ نے آپ سے چند سوالات کیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا پھر بحیرہ نے آپ کی پشت مبارک دیکھی دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت موجود تھی۔

جب بحیرہ ان باتوں سے فارغ ہوا تو کہنے لگا ''یہ بچہ محمد کس کا بیٹا ہے؟ قافلہ والوں نے بتایا یہ ابو طالب کا بیٹا ہے۔ بحیرہ نے کہا اس کے ماں باپ زندہ نہیں ہو سکتے تم سچی سچی بات کرو، ابو طالب نے بتایا یہ بچہ میرے بھائی جناب عبداللہ کا بیٹا ہے یتیم ہے اور میں ہی اس کی پرورش کرتا ہوں بحیرہ نے یہ سن کر کہا اب تم نے سچ بات کی ہے اب علیحدہ ہو کر میری بھی ایک بات غور سے سن لو۔ یاد رکھو، یہ بچہ اللہ کا آخری نبی ہے ان کے کندھوں میں ایک مہر نبوت ہے یہ وہی فرزند ہے جس کی تعریف وتوصیف توریت وزبور اور انجیل میں آئی ہے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ یہود ونصاریٰ سے ان کی خوب حفاظت کرو تم ان کا خیال رکھنا، بحیرہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہر نبوت پر بوسہ دیا اور آپ پر ایمان لایا پھر کہنے لگا، اے ابو طالب! تم اپنے بھتیجے کو لے کر اس شہر سے فوراً نکل جاؤ خدا کی قسم! اگر یہود ونصاریٰ نے انہیں دیکھ لیا اور ان کے بارے میں جو کچھ میں نے جانا ہے انہوں نے بھی جان لیا تو ضرور ان کو نقصان پہنچانا چاہیں گے۔

حضرت ابو طالب نے جب یہ تمام باتیں بحیرہ راہب سے سنیں تو قافلے کو لے کر شام کے سفر تجارت پر آگے بڑھے اور تھوڑے ہی دنوں بعد واپس مکہ مکرمہ آ گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، معارج النبوۃ، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

قبائل کو جھگڑنے سے بچالیا

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ برس قبل کا واقعہ ہے کہ بیت اللہ شریف کی چھت کو آگ لگ گئی جس سے وہ مسمار ہو گیا۔

اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک ۳۵ کی تھی قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا اور اس شگاف کو جو اس میں پڑ گیا تھا بند کرنے کے ساتھ ساتھ کعبہ پر چھت ڈالنے کا بھی ارادہ کیا اس مقصد کے لیے سب نے مل کر حصہ لیا تمام قریش پتھر اُٹھا کر لاتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی انہی میں شامل تھے آپ بھی پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے۔

جب خانہ کعبہ کی تعمیر رکن حجر اسود کے مقام تک پہنچی تو حجر اسود کو اپنے مقام پر نصب کرنے کے معاملہ پر تمام قبائل میں جھگڑا ہو گیا ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ وہ حجر اسود کو مقرر مقام پر رکھنے میں سبقت لے جائے اور اس اعزاز کا دعویٰ دار بھی بنتا تھا یہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر قبیلہ ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گیا یہ اختلاف شدید تر ہو گیا سب نے لڑنے مرنے کی قسمیں کھالیں اور تمام کے تمام لڑائی کے لیے تیار ہو گئے ایک قبیلے نے یہاں تک کیا کہ خون سے بھرا ہوا ایک کٹورا لا کر رکھ دیا اور دوسرے قبیلے کے ساتھ مل کر اس کٹورے میں ہاتھ ڈال کر لڑ مرنے کی قسم کھائی، چار پانچ روز تک تمام قبائل اپنی اسی حالت میں رہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس لیے ان کے مابین جنگ کی نوبت نہ آئی ان سب نے باہم جمع ہو کر مشورہ کیا کہ کوئی ایسی صورت نکالی جائے جو سب کو قابل قبول ہو آخر کار ان کے مابین یہ بات طے پا گئی کہ جو صبح کے وقت سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہو اُسے ثالث مان لیا جائے اور جو وہ فیصلہ کرے سب مان لیں۔

آپ جانتے ہیں کہ صبح کے وقت سب سے پہلے کون مسجد حرام میں داخل ہوئے، سب سے پہلے ہمارے پیارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد حرام میں داخل ہوئے، قریش نے جب آپ کو دیکھا تو تمام کے تمام پکار اُٹھے، یہ تو وہ صادق اور امین ہیں جن کو

Marfat.com

سب جانتے ہیں یہ محمدؐ ہیں، ہمیں ان کا کیا ہوا فیصلہ منظور ہے۔ جب تمام لوگ آپ کی ثالثی پر رضامند ہو گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاملہ کی نزاکت کو مدِنظر رکھتے ہوئے وہ تاریخی فیصلہ کیا جو آج بھی ایک اعلیٰ اور عظیم مثال کے طور پر مانا جاتا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک کپڑا لاؤ چنانچہ آپ کو ایک کپڑا پیش کیا گیا آپ نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو اُٹھایا اور اس کپڑے کے درمیان میں رکھ دیا، پھر فرمایا ہر قبیلہ کا ایک ایک شخص آئے اور اس کا کنارہ پکڑے، سب قبیلے کے افراد آئے اور انہوں نے چادر کو کونوں سے پکڑ کر اُٹھایا اس طرح حجر اسود کو وہ مقرر مقام تک لے کر پہنچے پھر آپ نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر اُس کی جگہ پر نصب فرما دیا اور تعمیر مکمل کرنا شروع ہوئی۔ اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فہم و فراست، عقل و دانش اور سوجھ بوجھ کے ساتھ بڑے مسئلے کو چند منٹوں میں حل کر دیا اور قبائل کو ایک بہت بڑی خونریز جنگ سے بھی بچا لیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی، مدارج النبوۃ جلد دوم)

تجارت کا کامیاب سفر

قریش کے لوگ زیادہ تر تجارت ہی کیا کرتے تھے انہی تاجر پیشہ لوگوں میں مکہ مکرمہ کی انتہائی شریف اور مالدار عورت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں ان کے پاس مال و دولت کی اس قدر فراوانی تھی کہ وہ اپنا مال دے کر لوگوں کو تجارت میں لگا دیا کرتی تھیں اور جن لوگوں کو اپنا مال تجارت دے کر بھیجتی تھیں اُن کو منافع میں سے ایک حصہ ادا کرتی تھیں جب ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی، دیانتداری، اعلیٰ اخلاق، اور امانتداری کے واقعات کی خبر ملی تو انہوں نے آپ ؐ کو اپنے پاس بلوایا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے درخواست کی کہ آپ میرا

Marfat.com

سامانِ تجارت لے کر تجارت کے لیے تشریف لے جائیں اس سفر میں میرا ایک غلام میسرہ آپ کے ساتھ ہوگا جو معاوضہ میں دوسرے تاجروں کو دیتی ہوں اُس سے زیادہ آپ کو دُوں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ درخواست قبول فرمائی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ سامانِ تجارت لے کر شام کے لیے روانہ ہو گئے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب شام پہنچے تو ایک کلیسا کے قریش درخت کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے، کلیسا کا راہب کلیسا کے اوپر سے دیکھ رہا تھا اُس نے پکار کر میسرہ غلام سے کہا، اس درخت کے نیچے کون تشریف فرما ہے، میسرہ نے اُسے جواب دیا یہ شخصیت حرم والے قریشیوں میں سے ہے راہب نے یہ سنا تو کہنے لگا نبی کے سوا کوئی بھی شخص کبھی اس درخت کے نیچے نہیں اُترا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو سامانِ تجارت لے کر نکلے تھے اُس کو اچھے داموں پر فروخت کیا اور جو سامان خریدنا چاہتے تھے وہ خریدا، میسرہ غلام جو بھی غیر معمولی واقعات اس دوران دیکھتا رہا اُن سے بڑا متاثر ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا اور گرمی کی شدید تپش ہوتی تو میسرہ دیکھا کرتا تھا کہ آپ اونٹ پر سوار جا رہے ہوتے اور دھوپ سے بچاؤ کے لیے دو فرشتے آپ پر سایہ کیے رکھتے تھے۔ اس کامیاب سفر کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس مکہ تشریف لائے اور شام سے خریدا گیا تمام سامان حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا اس سے بہت زیادہ منافع حاصل ہوا۔ اس کے ساتھ ہی جب میسرہ نے راستے کے تمام واقعات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت سے بہت متاثر ہوئیں چونکہ آپ خود انتہائی دانشمند اور فہم وفراست رکھنے والی خاتون تھیں اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خود ہی نکاح کی درخواست کی اور اپنی سہیلی نفیسہ کی زبانی نکاح کا پیغام بھجوایا۔

پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب نکاح کا یہ پیغام ملا تو آپ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہمراہ گئے اور

Marfat.com

خویلد بن اسد کے پاس جا کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کی نسبت طے کرادی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام قریش کی عورتوں میں نسب وشرف کے اعتبار سے افضل واعلیٰ تھا اور پھر تمام عورتوں میں سب سے زیادہ مالدار تھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے نکاح کا خطبہ حضرت ابو طالب نے پڑھا جب حضرت ابو طالب نے خطبہ مکمل کیا تو ورقہ بن نوفل جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچازاد بھائی تھے اُنہوں نے بھی خطبہ پڑھا۔

نکاح کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک پچیس سال تھی اور یہ پہلی بی بی تھیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عقد مبارک میں آئیں ان کی زندگی مبارکہ میں آپ نے کوئی دوسرا نکاح نہ فرمایا یہاں تک کہ وہ انتقال فرما گئیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق مہر میں بیس جوان اونٹنیاں دیں۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول ۔ طبقات ابن سعد جلد اول ۔ سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

پہلی وحی کا نزول

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی تو آپؐ پر وحی کا نزول ہوا یہ رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ تھا اس کا واقعہ یوں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے نزدیک واقع جبل نور کی غار حرا میں اکثر و بیشتر عبادت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے اسی مقام پر خلوت نشینی اختیار فرمائی ہوئی تھی آپ اپنے کاشانہ مبارک سے کچھ کھانے پینے کی اشیاء ہمراہ لے جاتے اور جب کھانا ختم ہو جاتا یا جب آپ واپسی کا ارادہ فرماتے تو غار سے باہر آ کر مکہ مکرمہ کی بستی میں تشریف لے آتے۔ جب وحی کے نزول کے دن نزدیک آئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت وخلوت میں اضافہ ہو گیا اور آپ بکثرت غار حرا میں قیام فرماتے۔

Marfat.com

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (غار حرا میں) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام اُس وقت تشریف لائے جب میں سو رہا تھا اور ایک ریشمی کپڑا ان کے پاس تھا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ پھر مجھ سے کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ کو خوشخبری ہو کہ میں جبرائیلؑ ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے آپ اُمت کی جانب خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا، پڑھیے، میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں (مطلب یہ کہ میں اُمی ہوں کسی سے میں نے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا) اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اپنی آغوش میں لے کر بھینچا اور پوری قوت صرف کر دی یہاں تک کہ میں نے خیال کیا اب موت ہے، پھر اُنہوں نے چھوڑ دیا اور کہا، پڑھیے، میں نے کہا، میں پڑھنے والا نہیں ہوں اُنہوں نے پھر مجھے آغوش میں لے کر بھینچا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا اب موت ہے اس کے بعد پھر چھوڑ دیا، پھر کہنے لگے پڑھیے، میں نے کہا کیا پڑھوں، پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا، ''پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کی پھٹک سے خلق کیا، پڑھیے آپ کا رب بڑی شان والا ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، انسان کو وہ سکھایا جو نہ جانتا تھا۔'' میں نے یہ پڑھا اور قرأت ختم ہو گئی۔

حدیث میں آیا ہے کہ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے زمین پر پاؤں مارا اور چشمہ نکلا اس پانی سے وضو کیا جو کلی کرنے، ناک میں پانی ڈالنے، چہرہ اور دونوں ہاتھ پاؤں دھونے اور سر کا ایک بار مسح کرنے پر مشتمل تھا اس فعل کے ذریعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وضو کی تعلیم دینا مقصود تھا اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی وضو کیا پھر جبرائیل علیہ السلام نے ایک چلو پانی لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور پر چھینٹا دیا اور آگے بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھائی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے مقتدی بنے اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اسی طرح وضو کرنا اور نماز پڑھنا۔

Marfat.com

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں غارِ حرا سے نکلا یہاں تک کہ جب پہاڑ کے درمیان میں تھا تو ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ میں نے دیکھنے کے لیے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے کنارے پر ایک آدمی کی شکل میں جبرائیل علیہ السلام ہیں جن کے قدم آسمان کے اُفق میں ہیں وہ کہہ رہے ہیں' اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں، میں ان کی طرف دیکھتا کھڑا رہ گیا نہ آگے بڑھتا ہوں نہ پیچھے ہٹتا ہوں اور میں اپنی توجہ ان کی جانب سے پھیر کر آسمان کے کنارے پر ڈال رہا ہوں آسمان کے جس کونے کی طرف نگاہ ڈالتا ہوں ان کو اسی حالت میں دیکھتا ہوں چنانچہ میں اسی حالت میں کھڑا ہوا گیا نہ اپنے سامنے کی طرف بڑھتا ہوں اور نہ اپنے پیچھے کی جانب لوٹتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو گئے اور سیدھے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھاؤ اُنہوں نے آپ کے جسم اطہر پر کمبل ڈالا اور چہرۂ انور پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیئے تاکہ طبیعت عالیہ بحال ہو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سارا حال بیان فرمایا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا آپ غم نہ کھائیے اور خوش رہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو کسی خطرے میں نہ ڈالے گا اور نہ آپ کو کسی کے سامنے رسوا ہونے دے گا یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اچھائی ہی فرمائے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی فرماتے، مہمان نوازی فرماتے، غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ اچھا سلوک فرماتے، لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے، یتیموں کو پناہ دیتے، سچ بولتے اور امانتیں ادا فرماتے ہیں، مجبور اور بے کسوں کی دستگیری کرتے، سچے لوگوں کی مدد فرماتے اور برائی سے احتراز فرماتے ہیں۔ ان باتوں سے

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلی واطمینان دلایا۔

(زرقانی۔ضیاء النبی ﷺ۔سیرت سید المرسلین ﷺ۔سیرت سرکار دو عالم ﷺ)

ورقہ بن نوفل کا واقعہ

چونکہ اس سے قبل اس طرح کا واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ پیش نہیں آیا تھا اس لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مناسب سمجھا کہ اس بارے میں کسی بڑے اہل علم سے بھی پوچھا جائے کہ یہ معاملہ کیا ہے چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں سے اُٹھ کر سیدھی اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس چلی گئیں ورقہ بن نوفل نے دین نصرانی اختیار کر رکھا تھا تورات اور انجیل کا علم ان کو خوب آتا تھا وہ عبرانی زبان کو بھی جانتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا، اے میرے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے کی بات تو سنیے وہ کیا فرماتے ہیں پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے وہ تمام باتیں بیان فرمائیں جن کے دیکھنے اور سننے کی خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی اس پر ورقہ بن نوفل نے کہا، اے خدیجہؓ! اگر تو نے مجھ سے سچ کہا ہے تو یہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا وہ ان کے پاس آپہنچا اور بے وہ اس اُمت کے نبی ہیں تم ان سے کہہ دو کہ ثابت قدمی اختیار کریں۔

کچھ مدت کے بعد حضور اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ اس دوران ورقہ بن نوفل آپ سے ملے اور کہنے لگے، اے میرے بھائی کے بیٹے! جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا وہ مجھ سے تو بیان کرو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام حال ان سے بیان فرمایا! اس پر ورقہ بن نوفل نے کہا، قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے آپؐ اس اُمت کے نبی ہیں بے شک آپ کے پاس وہ ناموس اکبر آگیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا اب آپ کو جھٹلایا جائے گا اور تکلیف پہنچائی جائے گی آپ کو

Marfat.com

اس شہر سے نکالا جائے گا اور آپ سے جنگ کی جائے گی اگر مجھے وہ دن نصیب ہو تو میں ضرور اللہ تعالیٰ کے دین حق کی مدد کروں گا پھر ورقہ بن نوفل نے سر جھکا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک کے درمیان میں بوسہ دیا اس کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والوں اور آپ کی تصدیق کرنے والوں میں ایسے بہت سے حضرات ہیں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوتِ ظہور اسلام سے پہلے ہی آپ پر ایمان لائے تھے ان میں ورقہ بن نوفل سرفہرست ہیں جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا تھا اگر میں نے آپ کا زمانہ پایا تو میں آپ کی پوری پوری نصرت و مدد کروں گا۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، معارج النبوۃ، سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

کفار کی مجلسِ مخالفت

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والسلام کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے ضمن میں لوگوں کے اجتماع میں تشریف لے جاتے اور انہیں دین اسلام کی دعوت دیتے فرماتے ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت میں جہاں دیگر کفار تھے وہاں پر آپ کے چچا ابولہب کا کردار خاص طور پر قابل ذکر ہے جہاں بھی آپ دین حق کی دعوت دیتے ابولہب آپ کے پیچھے آکر کھڑا ہو جاتا اور لوگوں سے کہتا، اے لوگو! یہ تمہیں تمہارے باپ دادا کے دین سے پھیرنا چاہتے ہیں ان کے قریب ہرگز نہ جانا'' اسی طرح بعض کفار تو حد بھی آگے بڑھ جاتے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جادوگر، شاعر، کاہن اور نعوذ باللہ مجنون تک کہہ دیتے تھے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ قریش نے آپس میں متفق ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ حج کے دنوں میں عرب کے کونے کونے سے لوگ آئیں گے جب وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں یہ باتیں سنیں گے تو وہ یقیناً آپ کے پاس جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ آپ ؐ کی باتیں سن کر دین حق قبول کر لیں اس لیے متفقہ طور پر کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے لوگوں کے دلوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پھیر دیا جائے اور وہ ان کی طرف رغبت نہ کریں کفار نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم ان کو کاہن کہیں گے، ان سب میں سے زیادہ دانشمند اور سمجھدار ولید بن مغیرہ تھا اُس نے کہا، ہم نے بہت سے کاہنوں کو دیکھا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام کاہنوں کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتا چنانچہ اگر تم اُن کو کاہن مشہور کرو گے تو عرب کے قبائل اُن کا کلام سن کر تم کو جھوٹا کہیں گے یہ سن کر کفار مکہ سوچ میں پڑ گئے کہ اب کیا کرنا چاہیے اُن میں سے ایک نے بڑی سوچ بچار کے بعد کہا اچھا تو پھر ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجنون مشہور کر دیتے ہیں، اس پر ولید بن مغیرہ پھر کہنے لگا ہم سب یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ ؐ کو کسی قسم کو جنون نہیں ہے آپ خوب فہم و فراست والے ہیں دیوانگی سے آپ کو کوئی نسبت نہیں اس لیے اس بارے میں بھی آنے والے عرب کے قبائل تم کو جھوٹا کہیں گے۔ یہ سن کر کفار پھر سوچ میں پڑ گئے اور آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم شاعر مشہور کر دیتے ہیں، اس بار بھی ولید بھی مغیرہ ہی بولا اور کہنے لگا، ہم نے شاعروں کو اچھی طرح دیکھا ہوا ہے شاعری کو بھی خوب اچھی طرح سمجھتے اور جانتے ہیں اور شعر کے اسرار و رموز کو بھی خوب پہچانتے ہیں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا کلام شعر سے کوئی نسبت نہیں رکھتا اس لیے اگر ان کو شاعر مشہور کیا گیا تو ہم جھوٹے پڑ جائیں گے۔

کفار کسی بھی نتیجہ پر نہیں پہنچ رہے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ جھٹلانے کے لیے بڑی بڑی اسکیمیں تیار ہو رہی تھیں مگر وہ ناکام تھے اور خود ہی اپنی اسکیمیں فیل کرتے جا رہے تھے، کفار کے اس اجتماع میں آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وسلم کو جادوگر مشہور کر دیتے ہیں مگر اس تجویز کی مخالفت بھی ولید بن مغیرہ نے کی اور کہنے لگا جادو کی تو آپ ؐ کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہیں ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے جادوگر لوگ نحس و پلید ہوتے ہیں جبکہ آپ ؐ میں طہارت، پاکیزگی و نظافت اعلیٰ درجہ کی پائی جاتی ہے کوئی بھی آپ ؐ کو جادوگر نہیں مان سکتا اور پھر ایک بات اور ہے کہ وہ کلام جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اس میں ایسی حلاوت ولذت ہے جو کسی اور کلام میں ہے ہی نہیں اور پھر حد تو یہ ہے کہ ان کا کلام دل و دماغ پر اس طرح اثر کرتا ہے کہ باپ، بیٹے، بھائی، بہن، شوہر اور بیوی کے مابین جدائی ڈال دیتا ہے۔ اس لیے ایسے کلام کی مناسبت سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ کسی قدر سحر سے مشابہت رکھتا ہے اس لیے چاہیں تو یہ کہہ دیں مگر پھر بھی مجھے نظر آرہا ہے کہ ایسا کہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

کفار کی یہ مجلس اپنا وقت ضائع کرنے کے سوا کوئی مقصد حاصل نہ کر سکی اور برخواست ہوگئی۔

(معارج النبوۃ، مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

کفار کی پیشکش

ایک روز کا ذکر ہے کہ کفار کے بڑے بڑے سردار خانہ کعبہ میں جمع تھے وہ تمام کے تمام سخت تشویش میں مبتلا تھے، وہ یہ سوچ سوچ کر ہلکان ہوئے جا رہے تھے کہ دن بدن اسلام کی دعوت قبول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے کفار کے اس اجتماع سے پرے کچھ فاصلے پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔

کفار کے اجتماع میں ایک سردار عتبہ بن ربیعہ بھی بیٹھا ہوا تھا اُس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھ کر کر کفار سے کہا، اے گروہ قریش! میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے اس معاملہ میں کوئی فیصلہ کن بات کروں اور انہیں لالچ

Marfat.com

دے کر کسی نہ کسی طرح راضی کرلوں ہوسکتا ہے کہ وہ کسی اچھی پیشکش کو قبول کرلیں اور اسلام کی تبلیغ سے باز آجائیں۔

عتبہ کی بات سن کر کفار بڑے خوش ہوئے اور اس سے کہنے لگے اے ابوالولید! اس کام میں دیر نہ کر اور جلدی سے جا کر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ بات کر۔ چنانچہ عتبہ جلدی سے اُٹھا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب جا کر بیٹھ گیا، چند لمحے توقف کے بعد کہنے لگا، اے بھتیجے! تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ ہماری نظروں میں خاندان کے اعتبار سے تم اونچے مرتبہ والے ہو اور نسب کے اعتبار سے بھی بلند و بالا اور اعلیٰ حیثیت رکھتے ہو تم اپنی قوم کے پاس جو مسئلہ لے کر آئے ہو وہ بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ درست ہے کہ اس دعوت کے ذریعے سے تم نے اس قوم کو منتشر کردیا ہے اور ان کے عقلمندوں کو بے وقوف بنادیا ہے ان کے دین کو غلط اور ان کے معبودوں کو عیب دار کردیا ہے اور ان کے اگلے بڑوں بزرگوں کو کافر قرار دے دیا ہے جو یقیناً بہت بڑی بات ہے۔ ہم نے بڑے ہی غور وفکر کے بعد چند باتوں کا فیصلہ کیا ہے اور میں قوم کی طرف سے تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تم بھی اس پر غور وفکر کرو، ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کچھ باتیں تم کو قابل قبول ہوں اور تم قبول کرلو اس طرح معاملہ طے ہوجائے۔

پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عتبہ کی تمام باتیں بڑی توجہ سے سماعت فرمارہے تھے جب وہ اپنی بات کرچکا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے فرمایا، اے ابوولید! تم جو کہنا چاہتے ہو کہو، میں سنتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ پاکر عتبہ نے کہنا شروع کیا، اے بھتیجے! جو دین تم لے کر آئے ہو اور جس کی دعوت دیتے ہو اس کا مقصد اگر مال و دولت حاصل کرنا ہے تو ہم تمہارے لیے اتنی دولت اکٹھی کرکے تمہیں دے دیں گے کہ ہم سب میں سے زیادہ دولت مند تم ہی ہوجاؤ گے۔ اگر تمہارا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے کوئی اعلیٰ مرتبہ مل جائے تو ہم تمہیں اپنا سردار مان لیں گے اور کوئی بھی بات تمہاری مرضی کے بغیر نہیں کریں گے۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اس کے ذریعے سے حکومت مل

Marfat.com

جائے تو ہم یہ بھی کرنے کے لیے تیار ہیں ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اور اگر یہ بات ہے کہ جو کوئی تمہارے پاس آتا ہے اور تم سمجھتے ہو کہ یہ کوئی جن یا مؤکل ہے جسے تم دیکھتے ہو اور اپنے آپ اُس کو اپنے پاس سے دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو ہم اس بات کے لیے بھی تیار ہیں کہ تمہارے لیے جھاڑ پھونک کا بندوبست کریں چاہے اس کے لیے ہمیں کافی مال ودولت خرچ کرنی پڑے تمہیں اس سے نجات دلائیں گے کیونکہ بعض اوقات یہ ہو جاتا ہے کہ کوئی تابع جن یا موکل آدمی پر غلبہ پا لیتا ہے اور پھر علاج کیے بغیر وہ نہیں جاتا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عتبہ کی تمام باتیں سنتے رہے اور جب وہ اپنی بات ختم کر چکا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا، اے ابوالولید! تم نے جو کچھ کہنا تھا کہہ لیا؟ اُس نے کہا، ہاں! پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن پاک کی یہ سورت تلاوت فرمائی۔

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، حٰم۔ یہ رحمٰن اور رحیم کی جانب سے نازل کی ہوئی کتاب ہے اس کی آیات میں خوب تفصیل کی گئی ہے جاننے والے لوگوں کے لیے صاف بیان مجموعہ ہے۔ خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا۔ پھر بھی اکثر لوگوں نے روگردانی کی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ سنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے۔"

غرضیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سورت کو بہت آگے تک تلاوت فرمایا اور عتبہ خاموشی سے سنتا رہا اُس نے اپنے ہاتھ پیچھے رکھے ہوئے تھے جن سے وہ ٹیک لگائے ہوئے تھا، پھر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے کے مقام تک پہنچے تو سجدہ کیا اس کے بعد عتبہ سے فرمایا، اے ابوالولید! تم نے جو سنا وہ تو سن ہی لیا اب تم جانو اور وہ۔

عتبہ نا اُمیدی کے عالم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے اُٹھا اور کفار کے پاس چلا گیا۔ عتبہ کی حالت دیکھ کر ان میں سے بعض کہنے لگے، ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تمہارے پاس ابوالولید کا آنا اس طرح کا نہیں ہے جس طرح کا جانا تھا۔ جب عتبہ

Marfat.com

خاموشی کے ساتھ ان کے درمیان جا کر بیٹھ چکا تو وہ پھر بولے اے ابوالولید! وہاں کی خبر کیا ہے؟ وہ کہنے لگا وہاں کی خبر تو یہ ہے کہ جو بات میں نے سنی ہے رب کعبہ کی قسم! ایسی بات کبھی بھی نہیں سنی۔ خدا کی قسم! نہ وہ شعر ہے، نہ سحر اور نہ کہانت۔ اے گروہ قریش! میرا مشورہ تو یہ ہے کہ اس بارے میں بات ہی نہ کرو اس شخص کو اُس کے حال پر چھوڑ دو اور خود اس سے الگ رہو کیونکہ خدا کی قسم! جو بات میں نے اُس کی سنی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے بڑی اہمیت حاصل ہوگی۔ اگر عربوں نے اس کو ختم کر دیا تو پھر سمجھ لینا انہوں نے تمہیں اس سے بے نیاز کر دیا اور اگر بالفرض اس نے عربوں پر غلبہ پالیا اور حکومت حاصل کر لی تو اس کی حکومت تمہاری حکومت شمار ہوگی اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور پھر اس کی وجہ سے تم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوشحال ہو جاؤ گے۔

قریش نے عتبہ کی یہ باتیں سنیں تو کہنے لگے، اے ابوالولید! ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اس نے تجھ پر اپنی زبان کا جادو کر دیا ہے اسی لیے تمہاری یہ حالت ہے، عتبہ نے کہا، میں نے اپنی رائے تم لوگوں کو دے دی ہے میرا مشورہ تو اس کے بارے میں یہی ہے تم جو مناسب سمجھتے ہو کرو۔

اس طرح سے کفار اپنے مقصد میں ناکام ہوئے اور شکستہ دلوں کے ساتھ اپنے اپنے گھر کو روانہ ہو گئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول، زرقانی، سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

کفار کا ایذائیں پہنچانا

دعوت حق کے اظہار و تلقین کے آغاز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی مخالفت ہوئی کہ کفار نے ذاتی طور پر بھی آپ ؐ کو نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کیا، اکثر کفار کی یہ عادت تھی کہ وہ آپ ؐ کے راستوں میں کانٹے بچھا دیتے تاکہ آپ کو ان سے تکلیف ہو، بعض

Marfat.com

بد بخت کفار تو اس حد تک گر جاتے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرِ اقدس پر کوڑا کرکٹ پھینکتے آپ کے جسم اطہر پر پتھر پھینکتے، آپ کے دروازہ پر خون ڈالتے۔ غرضیکہ اُن کی ہر وقت یہ کوشش ہوتی کہ کسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی جائے اور وہ کوئی بھی موقع ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک بد بخت کافر نے اُس وقت جبکہ آپؐ سجدے کی حالت میں تھے اتنی شدت سے گردن مبارک کو دبایا کہ قریب تھا آپؐ کی چشمانِ مبارک باہر نکل پڑتیں اسی طرح ایک مرتبہ ایک کافر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گردن مبارک اس شدت سے پکڑی کہ آپؐ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی عین اُس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمیان میں آگئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گلے پڑنے والے بد بخت کافر کو پیچھے ہٹایا وہ کافر آپؐ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چڑھ دوڑا اور ان پر حملہ آور ہو گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کو پکڑ کر اس قدر زور سے گھسیٹا کہ داڑھی مبارک کے اکثر بال اُکھڑ گئے اور سر پھٹ گیا، ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اُس بد بخت نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اور چہرۂ مبارک پر اتنی جوتیاں ماریں کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے مگر آفرین ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کہ اس حالت میں بھی برابر یہی فرماتے رہے کہ تم ایسے شخص کو مار ڈالنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور وہ یقیناً اپنے رب کی جانب سے دلائل اور نشانیاں لائے ہیں۔

(طبقات ابن سعد، البدایہ والنہایہ، تاریخ اسلام، سیرت خلفائے راشدینؓ)

عقبہ کی گستاخی

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خانہ کعبہ کے نزدیک نماز ادا فرما رہے تھے جبکہ کفار پاس ہی ایک جگہ پر اکٹھے ہو کر بیٹھے ہوئے تھے کفار سے ایک نے حضور علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کی طرف دیکھ کر کہا، تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو؟ پھر اس ذلیل نے کفار کو مخاطب کر کے کہا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو جائے اور فلاں قبیلہ سے ذبح کردہ اونٹ کی اوجھڑی لائے تاکہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں جائیں تو وہ ان کے کندھوں کے اوپر ڈال دے اس پر ایک بدبخت عقبہ بن ابی معیط فوراً اٹھا اور بھاگ کر گیا تھوڑی ہی دیر میں اونٹ کی اوجھڑی لے کر آ گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک شانوں کے درمیان اُس وقت رکھ دی جبکہ آپ سجدے کی حالت میں تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حال میں سجدے سے سر مبارک نہ اٹھایا تمام کفار یہ دیکھ کر ہنسنے لگے اور خوشی کا اظہار کرنے لگے کسی کافر نے بھی آگے بڑھ کر اُس اوجھڑی کو نہ اٹھایا حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر ہوئی وہ آئیں اور اُنہوں نے حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک شانوں سے اُس اوجھڑی کو اُٹھا کر پھینکا اور ان بدبخت کافروں کو بُرا بھلا کہا۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز مکمل فرمائی تو طبیعت عالیہ میں اس واقعہ کی وجہ سے ملال پیدا ہو گیا تھا دل رقت انگیز تھا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، ”اے اللہ! ان بدبخت قریشیوں کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔“

(بخاری شریف، سیرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا)

چچا کی بھتیجے سے محبت

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایمان نہیں لائے تھے تب بھی وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت فرمایا کرتے تھے اور حضور ﷺ بھی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لگاؤ رکھتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوہ صفا کے نزدیک تھے وہاں سے ابوجہل کا گزر ہوا اُس لعین نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے آپ ﷺ

Marfat.com

کو سخت سُست کہنا شروع کر دیا دین اسلام کی عیب جوئی کی اور گالیاں بھی دیں غرضیکہ ہر وہ بات کی جسے آپؐ ناپسند فرماتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی خاموشی کے ساتھ ابو جہل کی تمام باتیں سنتے رہے اور اُسے کچھ بھی نہیں فرمایا اس واقعہ کو ایک لونڈی دیکھ رہی تھی اور ابو جہل کی تمام باتیں بھی سن رہی تھی وہ یہ بھی دیکھ رہی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو جہل کی کسی بھی بات کا کوئی جواب دیے بغیر تشریف لے گئے ہیں اور ابو جہل زیادتی کر کے خانہ کعبہ کی طرف چلا گیا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے، یہ قریش میں سب سے زیادہ غیرت مند اور بہادر شمار کیے جاتے تھے شکار کا بڑا شوق تھا اکثر اوقات شکار کے لیے نکل جایا کرتے تھے تیر سے شکار کرتے تھے۔ جب بھی شکار سے فارغ ہو کر واپس آتے تو سب سے پہلے خانہء کعبہ کا طواف کرتے اس کے بعد قریش کی مجلس میں تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر کر اُن سے سلام دعا اور گفتگو فرماتے تھے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے تھے مدت سے اُن کی یہی عادت تھی۔

جب ابو جہل لعین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بدزبانی اور زیادتی کی تو اُس کے تھوڑی دیر بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمان گلے سے لٹکائے شکار سے واپس آئے اور سیدھے خانہ کعبہ کی طرف جانے لگے چونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت طبیعت اور قریش میں بلند مرتبہ رکھنے والے جوان تھے پھر ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت بھی بہت تھی وہ لونڈی یہ بات اچھی طرح جانتی تھی چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس لونڈی کے قریب سے گزرے تو اُس نے جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کی کنیت کے ساتھ پکار کر کہا، اے ابو عمارہ! کاش آپ اُس مصیبت کو دیکھتے جو آپ کے بھتیجے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ابو جہل کی طرف سے آئی تھی۔ ابو جہل نے زیادتی کی انتہا کر دی لیکن...... محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خاموشی سے اُس کی باتیں سنتے رہے اور اُس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا، ابو جہل زیادتی کر کے چلتا بنا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لونڈی کی یہ باتیں سن کر سخت غصے میں آ گئے اور

Marfat.com

انتہائی تیزی سے چلتے ہوئے خانہء کعبہ کی طرف گئے تا کہ اگر ابوجہل وہاں پر مل جائے تو اُس کے ساتھ مقابلہ کریں جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ابوجہل کفار کے درمیان بیٹھا ہوا ہے اور بڑی ڈینگیں مار رہا ہے ابوجہل کو دیکھتے ہی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت غصے کے عالم میں اُس کی طرف بڑھے اور اپنے کندھے سے کمان اُتار کر اس زور سے ابو جہل کے سر پر رسید کی کہ اس لعین کا سر زخمی کر دیا پھر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو گالیاں دیتا ہے اور تکلیف پہنچاتا ہے، جا پھر میں بھی ان کے دین پر ہوں میں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں اگر تجھ میں ہمت ہے تو وہی برتاؤ مجھ سے بھی کر کے دیکھو۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سن کر چند کفار آپ کی جانب لپکے تا کہ ابوجہل کی مدد کریں لیکن ابوجہل نے ان کو منع کر دیا اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدھے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے پھر جب اسلام قبول کر لیا تو قریش یہ بات جان گئے کہ اب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کی جانے والی کسی بھی زیادتی کو برداشت نہیں کریں گے چنانچہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے سے بہت حد تک باز آ گئے۔

(تاریخ طبری، تاریخ اسلام، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اہل طائف کے مظالم

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں طائف کی جانب تشریف لے گئے تو آپؐ کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب طائف میں پہنچے تو وہاں کے قبیلہ بنی ثقیف کے سردار کے پاس تشریف فرما ہوئے اُس سردار کا نام عبدیا لیل بن کلال تھا اُس کے دو بھائی بھی تھے جو

Marfat.com

وہاں کے سرداروں میں شمار ہوتے تھے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اسلام کی دعوت دی ان تینوں نے بڑی توجہ کے ساتھ سنا پھر اس دعوت کے جواب میں ایک نے کہا، اللہ تعالیٰ کو تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ملا جسے وہ رسول بنا کر بھیجتا؟ دوسرا غصے میں کہنے لگا، اگر اللہ تعالیٰ نے واقعی آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تو میں کعبہ کا غلاف ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ تیسرا اس سے بھی آگے بڑھ گیا اور انتہائی بے ادبی کے ساتھ کہنے لگا، رب کعبہ کی قسم! میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا اگر واقعی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے جیسا کہ تو کہہ رہا ہے تو پھر اس لحاظ سے تو بہت ہی خطرناک آدمی ہے اس بارے میں تجھ سے گفتگو کرنے اور تیرا جواب دینے میں خطرہ ہے اور اگر تو اللہ پر جھوٹ باندھ رہا ہے تو پھر بھی مجھ پر لازم ہے کہ تجھ سے کلام نہ کروں۔

ان تینوں کی گفتگو سن کر حضور نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہائی رنجیدہ خاطر ہو کر وہاں سے اُٹھے اور تشریف لے گئے ابھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طائف کی وادی ہی میں تھے کہ اُن تینوں نے وہاں کے بدمعاشوں، غلاموں اور بچوں کو اُبھار کر پیچھے لگا دیا تاکہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنگ کریں اور تکلیف پہنچائیں وہ اوباش اور ناسمجھ شور وغل کرتے اور گالیاں دیتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے چلتے رہے پھر انہوں نے پتھر مارنا شروع کر دیے جن سے آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ جب وہ بدنصیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پائے اقدس پر پتھر مارتے تو آپ تکلیف کی شدت سے زمین پر تشریف فرما ہو جاتے اور اپنے دستِ مبارک سے پائے اقدس کو تھام لیتے اس کے بعد دوبارہ کھڑے ہو جاتے لیکن جب چلنے لگتے تو وہ لوگ پھر پتھروں کی بارش کر دیتے اور ہنستے ان ظالموں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنے پتھر برسائے کہ آپؐ کا پائے اقدس لہولہان ہو گیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس سفر میں حضور کے ہمرکاب تھے ڈھال کی طرح آپؐ کے ہمراہ رہے جدھر سے پتھر آتا وہ خود آگے ہو جاتے کہ کہیں پتھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ لگ جائے مگر پتھروں کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی تھی کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب

Marfat.com

نہ ہو پائے تھے مگر پھر بھی جتنی کوشش وہ کر سکتے تھے انہوں نے کی بے شمار پتھر انہوں نے اپنے جسم مبارک پر کھائے یہاں تک کہ ان کا سر بھی پھٹ گیا اور خون بہہ نکلا لیکن انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

جب طائف والوں نے ظلم کی انتہا کردی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مقام پر رُکے قریب ہی ایک باغ تھا جو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا تھا آپ مجبور ہو کر اس باغ میں داخل ہو گئے تا کہ طائف کے اوباشوں سے پیچھا چھوٹ سکے اور یہی ہوا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے وہ اوباش بدنصیب واپس ہو گئے۔ آپ سخت پریشانی کے عالم میں بیٹھ گئے اور اپنے پروردگار سے دُعا کے لیے دستِ مبارک دراز فرما دیے، فرمایا:

"اے میرے اللہ! میں اپنی قوت کی کمزوری اور اپنی تدبیر کی کمی اور لوگوں کی طرف سے اپنی رسوائی کی شکایت تجھ سے کرتا ہوں، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے! تو نے مجھے ایسے دُور والے دشمنوں کے سپرد کر دیا ہے جو میری شکل دیکھتے ہی غصہ میں آجاتے ہیں ایسوں کے لیے تو نے مجھے مالک بنایا ہے اگر یہ مجھ پر تیرا غضب نہیں تو میں کوئی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ میرے لیے تیری عافیت بہت وسیع ہے میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے تاریکیاں دُور ہو جاتی ہیں دنیا و آخرت کے کام سدھرتے ہیں اس بات سے کہ مجھ پر تیرا غضب نازل ہو یا مجھ پر تیری خفگی ہو (میں) تیری ہی رضامندی کا طالب ہوں حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیرے سوا کسی میں کوئی قوت و طاقت نہ ہے۔"

(سیرت ابن ہشام، زرقانی، تاریخ اسلام، معارج النبوۃ جلد دوم)

طائف کے ایک باغ میں

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب

Marfat.com

میں باغ میں طائف والوں کی وجہ سے مغموم ہو کر بیٹھا تھا تو اچانک میں نے اپنا سر اُٹھایا، دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے پھر جب میں نے غور سے دیکھا تو اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں انہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی حرکتیں اور باتیں ملاحظہ فرمائی ہیں یعنی جو انہوں نے آپ کے ساتھ بدسلوکی کی ہے اور جو جواب دیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمتِ اقدس میں پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے اور اس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے تابع کر دیا ہے آپؐ اسے جو حکم فرمانا چاہیں فرمائیں۔ اس کے ساتھ ہی پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے مخاطب ہو کر سلام عرض کیا اور کہا، میں پہاڑوں کا فرشتہ ہو ساری دنیا جہان کے پہاڑ میرے قبضہ واختیار میں ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوم کی باتیں سنی ہیں اور مجھے آپؐ کی خدمت اقدس میں بھیجا ہے تاکہ آپ جو چاہیں مجھے حکم فرمائیں اگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم فرمائیں تو میں ان کو دو پہاڑوں کے درمیان کچل کر ہلاک کر دوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا میں نہیں چاہتا کہ انہیں ختم کیا جائے کیونکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اس کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب باغ میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔ ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ نے وہ سلوک دیکھ لیا تھا جو لوگوں نے آپؐ کے ساتھ کیا تھا اُن کے دل میں رحم کا جذبہ اُبھرا اور اُنہوں نے اپنے ایک نصرانی غلام کو بلایا جس کا نام عداس تھا اُنہوں نے عداس کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ دیا اور اُسے کہا کہ اسے تھالی میں رکھ کر اس شخص کے پاس لے جانا تاکہ وہ اس کو کھالے چنانچہ مالک کے فرمان کے مطابق عداس انگور کا خوشہ لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور آپؐ کے سامنے رکھ کر کہنے لگا: تناول فرمایئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگور کی طرف دیکھا تو تناول فرمانے کے

Marfat.com

لیے دستِ مبارک بڑھایا تو فرمایا، بِسمِ اللّٰہ۔ یہ دیکھ کر عداس آپ ؐ کی شکل مبارک کی طرف دیکھنے لگا اور حیران ہو کر کہنے لگا خدا کی قسم! میں نے اس طرح کی بات یہاں کے لوگوں کے منہ سے کبھی نہیں سنی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا، اے عداس! تم کس شہر کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ عداس نے جواب دیا میں نینوا شہر کا رہنے والا ہوں اور نصرانی ہوں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم نیک شخص حضرت یونسؑ بن متی کی بستی کے رہنے والے ہو۔

یہ سن کر عداس نے کہا، آپ حضرت یونس علیہ السلام کو کیسے جانتے اور پہچانتے ہیں آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ یونس بن متی کون تھا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر عداس نے کہا، آپ کا اسم مبارک کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا میرا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے۔ عداس یہ سنتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھک پڑا اور آپ کا سر مبارک، دست مبارک اور پائے مبارک چومنے لگا پھر کہنے لگا، میں نے مدت سے آپ کا اسم مبارک دیکھا ہے اور توریت میں آپ کی تعریف پڑھی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مکہ کی مقدس وادی میں معبوث فرمائے گا اول مکہ والے آپ کی دعوت قبول نہ کریں گے اور آپ کو اس شہر سے نکل جانا پڑے گا آخر کار آپ کی مدد ہوگی اور پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی عداس نے اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ہو گیا روایت میں آتا ہے کہ جب عداس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک اور قدمہائے مبارک کے بوسے لے رہا تھا تو ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ یہ دیکھ رہے تھے جب عداس ان دونوں کے پاس آیا تو اُنہوں نے اس سے کہا، اے کم بخت عداس! تمہیں کیا ہو گیا تھا کہ اس شخص کا سر، ہاتھ اور پاؤں کو چوم رہا تھا، عداس نے کہا، اے میرے سردار! روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی ہستی نہیں اُنہوں نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

Marfat.com

عداس کی باتیں سن کر دونوں نے کہا، کم بخت! کہیں وہ تجھے تیرے دین سے برگشتہ نہ کر دے تیرا دین تو اُس کے دین سے بہتر ہے۔

عداس پر اُن کی باتوں کا ذرا بھی اثر نہ ہوا وہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہو چکا تھا اور اس خوشی میں سرشار اپنے آپ میں مگن تھا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُمت کے کس قدر خیر خواہ اور ہمدرد تھے کہ اتنی شدید تکالیف اور مصائب پر بھی اپنی رحمت کے پھول نچھاور فرمائے جبکہ قوم آپ پر پتھروں کی بارش کر رہی تھی۔

(صحیح بخاری شریف، سیرت ابن ہشام، تاریخ اسلام، سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

جنات کا ایمان قبول کرنا

جیسا کہ پہلے واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وادیٔ طائف میں تبلیغ اسلام کی غرض سے تشریف لے کر گئے تو اہل طائف نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت تنگ کیا اور تکلیفیں پہنچائیں آپؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی مگر اُنہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا، آپؐ جب مغموم حالت میں طائف سے مکہ مکرمہ کی جانب واپس تشریف لا رہے تھے تو مکہ مکرمہ سے ذرا پہلے ایک مقام وادیٔ نخلہ میں قیام فرمایا یہ رات کا وقت تھا جب آپؐ نے اس شب نماز کی ادائیگی کے لیے قیام فرمایا اور قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اس دوران وہاں سے ملک شام کے شہر نصیبین کے رہنے والے سات جنوں کی جماعت کا گزر ہوا اُنہوں نے جب تلاوت کی آواز سنی تو وہ ٹھہر گئے اور قرآن پاک کی تلاوت سنتے رہے پھر جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز سے فارغ ہوئے تو جنات کی یہ جماعت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئی آپ علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام نے ان جنات کو ایمان قبول کرنے کی دعوت دی وہ جنات فوراً ایمان لے آئے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو حکم دیا کہ اپنی قوم کی طرف لوٹ جائیں چنانچہ وہ اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے اُن کو اس پیغام کے بارے میں بتایا اور اُن کو ڈرایا۔

اس واقعہ کا ذکر قرآن پاک میں بھی مذکور ہوا ہے۔

جنات کے ایمان لانے کے بارے میں ایک روایت قدیم کتب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی ملتی ہے جس میں جنات کے ایمان لانے کا واقعہ مذکور ہے جس کے مطابق جب جنات کی ایک جماعت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرآن پاک کی تلاوت سنی تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ظاہر نہ ہوئے اور خاموشی کے ساتھ قرآن پاک سن کر فوراً اپنی قوم کی طرف گئے اور اُن کو قرآن پاک کی تلاوت سننے کے بارے میں بتایا اس پر جنات کی قوم جماعتوں کی شکل میں آئی اور قرآن پاک سن کر ایمان قبول کرتی رہی مگر وہ ظاہر ہو کر سامنے نہ آئے بلکہ ویسے ہی اسلام قبول کر کے مسلمان ہوئے۔

اس طرح منقول ہے کہ حرم پاک کے نزدیک درختوں میں سے ایک درخت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمکلام ہوا اور اُس نے یہ اطلاع دی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مکہ مکرمہ کے نزدیک مقام حجون پر جنات کی قوم ٹھہری ہوئی ہے اور وہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا چاہتی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ خبر سنی تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر جنات کے استقبال کے لیے مکہ مکرمہ سے باہر حجون کے مقام پر تشریف لے گئے جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جگہ پر پہنچے تو اپنی انگشتِ مبارک سے ایک دائرہ زمین پر کھینچ دیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس دائرے سے باہر قدم نہ نکالنا تاکہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات پر عمل کیا اور دائرے سے باہر نہ نکلے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے اس نماز میں سورۂ طٰہٰ کی تلاوت فرمائی۔

Marfat.com

جنات یہ کلام پاک سن رہے تھے اور روایات میں آیا ہے کہ اس روز چھ ہزار جنات حاضر ہوئے تھے، بعض نے لکھا ہے کہ بارہ ہزار جنات نے غرضیکہ جنات کی ایک بہت بڑی تعداد اس موقع پر موجود تھی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو وہ تمام کے تمام آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے خوشی کے ساتھ قبول کیا اور تمام کے تمام مسلمان ہو گئے۔ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اس موقع پر جنات کی قوم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نبوت کے بارے میں کسی گواہی کا مطالبہ کیا اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وادی کے کنارے کھڑے ایک درخت کی طرف اشارہ فرمایا اور اُس درخت کو اپنے پاس بلایا وہ درخت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلانے پر اپنی جگہ سے ہلا اور سامنے آکر کھڑا ہو گیا جنات کی قوم یہ معجزہ دیکھ رہی تھی کہ درخت بولا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اس کے بعد جنات کی قوم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فوراً ایمان لے آئی اور واپس اپنی وادی کی طرف لوٹ گئی۔

(تفسیر ابن کثیر، معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم)

معراج کی شب

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ معراج شریف کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام جب مجھے دوسرے آسمان پر لے کر گئے تو میں نے اُس میں دیکھا کہ دونوں خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام موجود ہیں، تیسرے آسمان پر میں نے دیکھا کہ ایک ایسا خوبصورت شخص ہے جس کی شکل چودھویں رات کے چاند کی مانند ہے میں نے کہا، اے جبرائیل علیہ السلام! یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا، یہ آپ کے بھائی حضرت یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں۔

Marfat.com

پھر جب وہ مجھے چوتھے آسمان پر لے کر گئے تو میں نے ایک شخص کو دیکھا اور جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں، پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ادھیڑ عمر کا ایک شخص سفید سر، سفید بڑی داڑھی، میں نے ادھیڑ عمر کے کسی شخص کو اس سے زیادہ حسین نہیں دیکھا، میں نے کہا، جبرائیل علیہ السلام! یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا، یہ اپنی قوم کے محبوب حضرت ہارون علیہ السلام ہیں۔ پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے گئے تو اس میں دیکھا کہ ایک گندمی شخص اونچے قد والا ہے، میں نے کہا، جبرائیل علیہ السلام یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا، یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ عمر کا شخص بیت المعمور کے دروازے کے قریب کرسی پر تشریف رکھے ہوئے ہے اس (دروازے) میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت کے روز تک پھر اس میں سے واپس نہیں آتے میں نے کہا جبرائیل علیہ السلام! یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا، یہ آپ کے والد (یعنی جدِ امجد) حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر (اس کے بعد) وہ مجھے لے کر جنت میں داخل ہوئے۔

(زرقانی، معارج النبوۃ، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

نمازوں کا تحفہ

حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمراہ لے کر ہر آسمان پر جاتے اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تو پوچھا جاتا اے جبرائیل علیہ السلام! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے۔ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اندر سے آواز آتی کیا بلوائے گئے ہیں؟ یہ جواب دیتے ہاں۔ اس پر آواز آتی اللہ تعالیٰ اس بھائی اور دوست کو زندہ رکھے۔ حتیٰ کہ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر ساتویں آسمان پر پہنچے، اس کے بعد آپ ؐ کو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچایا گیا اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر روزانہ پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔

اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ پھر میں واپس آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا اُنہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپؐ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں؟ میں نے کہا، روزانہ پچاس نمازیں۔ اُنہوں نے کہا، نماز بڑی ثقیل چیز ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کمزور ہے اس لیے آپؐ اپنے رب تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جائیے اور درخواست فرمائیے کہ آپ پر سے اور آپ کی اُمت پر سے بوجھ کم کر دے۔ چنانچہ میں واپس گیا اور اپنے رب تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ پر سے اور میری اُمت پر سے بوجھ کم کر دیا جائے پس دس نمازیں کم کر دیں گئیں، پھر میں لوٹا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا اُنہوں نے مجھ سے پھر ویسا ہی کہا، میں پھر لوٹ گیا اور درخواست کی تو دس اور کم کر دیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب لوٹا تو وہ اسی طرف مجھ سے کہتے رہے کہ آپؐ لوٹ جائیے اور رب تعالیٰ سے درخواست کیجیے۔ حتیٰ کہ یہ تعداد روزانہ پانچ نمازوں تک پہنچ گئی پھر میں لوٹا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک سے گزرا انہوں نے پھر مجھ سے ویسا ہی کہا تو میں نے کہا، میں اپنے رب تعالیٰ کے پاس بار بار گیا اور درخواست کی یہاں تک کہ مجھے اب شرم آنے لگی ہے چنانچہ اب تو میں ایسا نہیں کروں گا۔ پس ان نمازوں کو تم میں سے جو شخص ایمانداری سے ثواب کی نیت سے ادا کرے گا (اللہ تعالیٰ) اُسے پچاس نمازوں کا اجر عطا فرمائے گا۔

نمازوں کی تخفیف کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نماز فرض کی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے اور اُن کے کہنے کے مطابق واپس گئے دس نمازیں کم ہو گئیں دوسری مرتبہ گئے اور کم ہو گئیں اسی طرح جاتے رہے اور نمازوں میں کمی ہوتی رہی یہاں تک کہ پانچ وقتوں کی ایک دن میں پانچ نمازیں مقرر ہو گئیں پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام اصرار فرماتے رہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ السلام! آپ پھر واپس جایئے اور مزید تخفیف طلب فرمایئے کیونکہ میں آپؐ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں ان پانچ اوقات میں بھی سستی کریں گے۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، میں اتنی مرتبہ گیا ہوں اور اس قدر تخفیف طلب کی ہے کہ اب مجھے شرم محسوس ہوتی ہے میں اس تعداد پر راضی ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں اس مقام سے آگے بڑھ گیا تو آواز آئی، میں نے بندوں پر اپنا فرض نافذ کیا، ہر نماز کو دس گنا قبول کیا۔ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جب مجھ پر نماز فرض کی تو مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں نے آپ ؐ کی اُمت کی نماز قیام، قرأت، رکوع، سجود اور قعدہ پر مشتمل بنائی ہے تا کہ آپؐ اور آپؐ کی اُمت کی عبادت عرش سے تحت الثریٰ تک کے تمام فرشتوں کی عبادت جیسی ہو۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت کو قیام سے ثواب قائمین، رکوع سے ثواب راکعین، سجود سے ثواب ساجدین، تہلیل سے تہلیل کہنے والوں کا ثواب ملتا رہے ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ درجات عنایت فرماؤں گا۔

(سیرت ابن ہشام، زورقانی، سیرت سرکار دو عالم ﷺ، سیرت مصطفےٰ ﷺ)

معراج سے واپسی

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج شریف کی رات جنت و دوزخ کے عجائبات وغرائب کا مشاہدہ فرمالیا تو ارشاد فرمایا، اے جبرائیل علیہ السلام! مجھے اجازت دیجئے تا کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس جاؤں، اُنہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہاں۔ مطلب یہ تھا کہ ضرور تشریف لے جائیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب میں دوبارہ حاضری کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو مجھے خطاب فرمایا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! جنت کی نعمتوں اور جہنم کی سختیوں کو آپ نے کیسے پایا؟ عرض کیا، یا اللہ! میں نے اس قدر نعمتیں جنت میں دیکھی ہیں کہ جن کی تعداد تیرے سوا کوئی نہیں جانتا اور جہنم کی اس قدر سختیاں تھیں کہ تو ہی ان کو بیان کر سکتا ہے ارشاد ہوا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آگ کی جو مقدار اور اس کے عذاب کے اوصاف جو آپؐ نے سنے اور دیکھے آپ اور آپ کی اُمت آگ کی سختیوں سے ہمارے امن وامان میں رہے گی۔ اب واپس جایئے اور مخلوق کو ایمان لانے اور جنت کی نعمتوں کی طرف بلانے کی کوشش فرمائیں اور جہنم کے عذاب اور سختیوں سے اجتناب فرمائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وصیتیں فرمائیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی غم و تکلیف لاحق ہو تو مجھے یاد کیجئے کیونکہ اُس وقت میں آپ کے نفس سے بھی زیادہ آپ کے قریب ہوں۔ مظلوم کی بددُعا سے ڈریئے کیونکہ میرے اور مظلوم کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں اس کی دُعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مصائب پر صبر کیجئے عناد، بُغض، جبر اور تکبر سے بچیئے، دنیا پر مغرور نہ ہونا اور اس سے مطمئن نہ ہو جایئے گا کیونکہ دنیا زوال پذیر ہے اس نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کیا، یا اللہ! میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں، تجھ ہی سے ڈرتا ہوں، تجھ ہی سے اُمید رکھتا ہوں اور میں علم الیقین سے جانتا ہوں کہ میرا رب اور مجھے پیدا کرنے والا، عزت عطا کرنے والا، خلعتِ نبوت عطا کرنے والا تو ہی ہے۔

بارگاہِ رب العزت کی طرف سے ارشاد ہوا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! نماز کو وقت پر ادا کیجئے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیجئے کیونکہ اسی سے دین قائم ہے۔

غرضیکہ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بے شمار پوشیدہ رازوں کو

Marfat.com

اپنے سینہء پاک میں محفوظ فرما کر وہاں سے روانہ ہوئے اور واپسی کا سفر شروع ہوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اپنے پَر پر بٹھا کر آسمان کے کئی طبقات سے گزارا پھر واپس لائے۔ معراج سے واپسی کے سفر میں ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یاج ماجوج کو دیکھا اور رجال الغیب سے ملاقات فرمائی تھی۔

(معارج النبوۃ، مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

کفار کا انکار

حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ جناب ابو طالب کی صاحبزادی تھی بیان فرماتی ہیں کہ جس رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج مبارک ہوئی اُس رات آپؐ میرے ہی گھر میں تھے اور میرے ہی گھر میں آرام فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشاء پڑھی اس کے بعد آرام فرمایا اور ہم بھی سو گئے جب فجر سے ذرا پہلے کا وقت تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں جگایا اور نماز پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا، اے اُم ہانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! آج رات مجھے بیت المقدس لے جایا گیا وہاں سے آسمانوں پر پہنچایا گیا پھر صبح سے پہلے واپس لایا گیا۔

حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تا کہ باہر تشریف لے جائیں تو میں نے آپ کی چادر کا کنارہ پکڑ لیا میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ بات لوگوں کے سامنے بیان نہ فرمایئے وہ یقین نہیں کریں گے اور آپ کو جھٹلائیں گے اور تکلیف دیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں تو ضرور یہ بیان کروں گا۔ چنانچہ جب سورج طلوع ہوا تو آپؐ صبح سویرے ہی گھر سے نکل پڑے۔ میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پیچھے جانا کہ تو سن سکے کہ آپ

Marfat.com

لوگوں سے کیا فرماتے ہیں اور آپ ؐ کو لوگ اس بات کا کیا جواب دیتے ہیں۔

اسی واقعہ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف لائے اور بیٹھ گئے کیونکہ قریش کی طرف سے تکذیب اور کم ظرفوں کے مذاق کا خدشہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف فرما تھے کہ ابوجہل آیا اور طنزیہ انداز میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور مذاق کے لہجے میں کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کوئی نئی چیز ظاہر ہوئی ہے اور عجیب وغریب معانی سے کوئی حقیقت حاصل ہوئی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہاں آج میں نے ایک ایسا سفر کیا ہے جو کسی نے نہیں کیا اور ایسی خبر لایا ہوں کہ آج تک کوئی نہیں لایا۔ ابوجہل کہنے لگا کہاں تک کا سفر کیا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بیت المقدس اور پھر وہاں سے آسمانوں کے طبقات تک گیا۔ اُس نے کہا، آج رات گئے اور صبح کو مکہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا، ہاں، کہنے لگا، ایسی بات کو قوم کے سامنے بیان فرمائیں گے؟ ارشاد فرمایا، ہاں۔ چنانچہ یہ بات سنتے ہی ابوجہل چیخ کر اُٹھا اور زور زور سے کہنے لگا، اے گروہ نبی کعب، اے گروہ بنی لوی! ادھر آؤ۔ جب لوگ اُس کے اردگرد اکٹھے ہو گئے تو وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ نے جو کچھ مجھ سے فرمایا ہے ان لوگوں کے سامنے بھی بیان فرمایئے، چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، رات مجھے بیت المقدس لے گئے پھر وہاں سے آسمان پر لے گئے۔

تمام لوگ یہ سن کر حیران ہو گئے کیونکہ اُن کی ناقص عقلوں میں یہ بات ناممکنات میں سے تھی۔

(زرقانی جلد دوم، تاریخ اسلام، مدارج النبوۃ جلد دوم)

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصدیق

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب بیت المقدس سے جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ صحرائے ذی طوی میں جو کہ مکہ مکرمہ کے قریب ہے پہنچے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اس معراج کے واقعہ کی میری کون تصدیق کرے گا اور میری یہ بات کون تسلیم کرے گا کہ مجھے اس تھوڑے سے وقت میں یہ دولت و سعادت حاصل ہوئی ہے کہ دونوں جہانوں سے باہر لے جا کر پھر واپس اس جہان میں لایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا پرواہ مت کیجئے اگر یہ تصدیق نہ کریں تو آپ کی تصدیق سب سے پہلے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کریں گے۔

ابوجہل لعین اور دیگر لوگوں نے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ اطہر سے معراج کی بات سنی تو بہت ہی زیادہ حیرانی میں کھو گئے ابوجہل کے ہاتھ میں تو گویا کوئی بات آ گئی تھی وہ اپنی دانست میں بڑا خوش تھا کہ اس واقعے کی تصدیق تو کوئی بھی نہیں کرے گا کیونکہ بظاہر تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے اُسے یہ علم تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریبی ساتھیوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ قریب ہیں لہٰذا کیوں نہ سب سے پہلے اُن کو یہ عجیب بات بتائی جائے تاکہ وہ بھی سن کر تعجب کا اظہار کریں اور اسے ناممکنات میں شمار کریں اس سے شاید قریش کو کچھ فائدہ مل جائے چنانچہ یہ سوچ کر ابوجہل لعین منافقین کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، آپ اپنے ساتھی کے پاس جائیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ وہ کیا کہتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے پوچھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ ابوجہل نے کہا، کہتے ہیں رات مجھے بیت المقدس میں لے گئے حالانکہ رات وہ قوم میں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا یہ بات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے، ابوجہل نے کہا، ہاں۔

Marfat.com

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً بولے، کوئی حیرانی کی بات نہیں میں آپ ؑ کی آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں کہ میں ساتویں آسمانوں سے بھی آگے نکل گیا اور پھر واپس آ گیا تو بھی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں۔ ابوجہل نے یہ دیکھا تو کہنے لگا، میں نے کسی ساتھی کو اپنے ساتھی کی اس طرح تصدیق کرنے والا نہیں دیکھا جیسا کہ آپ ہیں۔ وہ بھی یہی دعویٰ کرتا ہے۔

ابوجہل یہاں سے ناکام و نامراد ہو کر واپس ہوا اُس کے جانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے رات آسمانوں پر لے جایا گیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہاں، میں نے کہا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، آپؐ نے سچ فرمایا، پھر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیسے ہوا؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع سے آخر تک بیان فرمایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان فرماتے جاتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہر بات ختم کرنے پر کہتے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے سچ فرمایا۔ جب حضور واقعہ سنا چکے تو فرمایا، اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم میری ہر بات کی تصدیق کرتے ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیسے تصدیق نہ کروں، وہ اللہ جس نے جبرائیل علیہ السلام کو ہزار مرتبہ نیچے اتارا وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی زمین سے آسمانوں پر لے جا سکتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس روز سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کا لقب عطا ہوا کیونکہ سب سے پہلے جس نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معراج کی تصدیق کی وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور جس شخص نے سب سے پہلے جھٹلایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی وہ ابوجہل لعین تھا۔ چنانچہ اس سے ثابت ہوا ہے کہ

Marfat.com

جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معراج مبارک کی تصدیق کرتا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیروکار ہے اور جو شخص انکار کرتا ہے وہ ابوجہل کی پیروی کرتا ہے۔

(معارج النبوۃ، سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

راستے کی نشانیاں اور اہم واقعات

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج مبارک کی خبر جب مکہ مکرمہ میں چاروں طرف پھیل گئی تو منکرین کی ایک جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اور کہا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہمیں آسمانوں کے حالات کی کوئی خبر نہیں ان واقعات کو ہم چھوڑتے ہیں کہ آسمان پر کیا ہوا لیکن ہم میں سے ایک جماعت نے بیت المقدس کو دیکھا ہے ہمیں یہ بھی علم ہے کہ آپ اپنی زندگی میں کبھی بیت المقدس میں نہیں گئے اگر آپ کا بیان سچ ہے تو پھر اس کی نشانیاں بیان فرمائیں۔

اس لمحے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُس وقت مجھ پر ملال طاری ہوا کہ کیونکہ تیز رفتاری کی وجہ سے اطراف و جوانب کی تفریح اور بیت المقدس کی نشانیاں دیکھنے کی فرصت نہیں تھی چنانچہ فوری طور پر جبرائیل علیہ السلام نے بیت المقدس کو جناب عقیل کے گھر کے پاس میری نظروں کے سامنے رکھ دیا، مجھ سے جو کچھ وہ پوچھتے رہے میں اُن کو جواب دیتا رہا۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت المقدس کی تمام نشانیاں اُن کو بتا دیں تو وہ کہنے لگے مسجد کی نشانیاں تو ٹھیک ہیں اب آپ ہمارے قافلے اور قبائل جو اس راہ میں ہیں ان کے بارے میں آپ کو اگر کوئی خبر ہے تو بتائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میں نے تین قافلے دیکھے، فلاں قبیلے کے قافلہ کے پاس سے گزرا جو فلاں وادی

Marfat.com

میں تھا تو اس قافلے کے اونٹوں کو میری سواری کے اس جانور کے احساس نے بدکا دیا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تو میں نے اس اونٹ کی جانب ان کی رہنمائی کی اُس وقت میں شام کی طرف جا رہا تھا پھر میں واپس آیا یہاں تک کہ جب مقامِ ضجنان میں فلاں قبیلے کے پاس سے گزرا تو میں نے ان لوگوں کو سوتا ہوا پایا۔ اور ان کا ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا انہوں نے اس پر کوئی چیز ڈھانک دی تھی میں نے اس کا ڈھکنا کھولا اور جو چیز اس میں تھی وہ پی لی، پھر جیسا تھا اس پر ویسا ہی اسے ڈھانپ دیا اس کی ایک اور نشانی یہ ہے کہ ان کا قافلہ اس وقت مقام بیضاء کے کوہِ تنعیم سے اتر چکا ہے اس کے آگے ایک بھورا سیاہی مائل اونٹ ہے جس پر دو تھیلے ہیں ان میں سے ایک تو سیاہ ہے اور دوسرا مختلف رنگوں کا ہے ان کے یہاں پہنچنے کا وقت طلوع آفتاب ہے۔

قریش یہ سن کر فوراً اس پہاڑی کی طرف دوڑے اُنہیں اُمید تھی کہ یہ خبر ضرور جھوٹی ہوگی وہ طلوع آفتاب کا انتظار کرنے لگے اُن کا خیال تھا کہ ہوسکتا ہے کہ سورج طلوع ہو جائے اور قافلہ نہ آئے اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ آجائے۔ اچانک اُن میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ وہ دیکھو سورج طلوع ہوگیا، ابھی اُس کی آواز ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ ان میں سے دوسرا شخص فوراً پکارا خدا کی قسم اونٹوں کا قافلہ آ گیا اور اس کے آگے بھورا سیاہی مائل اونٹ بھی ہے جس پر دو تھیلے لدے ہوئے ان میں سے ایک کی رنگت سیاہ اور دوسرے کی مختلف رنگت ہے۔

جب قافلہ ان کے قریب پہنچا تو ان لوگوں نے قافلے والوں سے ان چند نشانیوں کی تحقیق کی اُنہوں نے قافلہ والوں سے اس برتن کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے بتایا کہ اس میں پانی بھر کر رکھا تھا اور ڈھانپ بھی دیا تھا جب وہ اُٹھے تو اُنہوں نے اسے اسی طرح ڈھکا ہو پایا تھا جس طرح اُنہوں نے اسے ڈھانپ کر رکھا تھا لیکن اس میں پانی موجود نہ تھا۔

اس کے بعد قریش نے دوسرے لوگوں سے بھی جو مکہ مکرمہ میں آ چکے تھے کچھ

Marfat.com

نشانیاں تصدیق کے طور پر پوچھیں اُنہوں نے بھی کہا کہ بالکل سچ ہے بے شک ہمارے اونٹ اسی وادی میں جس کا کہ ذکر کیا گیا ہے بدکے تھے اور ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا تو ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو ہمیں اس جانب بلا رہا تھا حتیٰ کہ ہم نے وہ اونٹ پکڑ لیا تھا۔ قریش نے جب ان تمام نشانیوں کی جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائیں تھیں پوری طرح تصدیق کر لی تو پھر بھی انکار کے راستے پر ہی رہے اور اپنی ضد پر ڈٹے رہ کر دین حق کی مخالفت کرتے رہے۔

ان نشانیوں کے حوالے سے ایک روایت میں آیا ہے کہ قافلہ ابھی دُور ہی تھا کہ اللہ رب العزت نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ زمین کو لپیٹ دے تاکہ قافلہ طلوعِ آفتاب کے ساتھ ہی پہنچ جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہو جائے۔ اس بارے میں ایک دوسری روایت یہ ہے کہ وہ فرشتہ سورج پر موکل تھا اُسے حکم ہوا کہ وہ سورج پر نگاہ رکھے تاکہ وہ جلد طلوع نہ ہو، اس طرف فرشتہ سورج پر کنٹرول کیے ہوئے تھے دوسری طرف زمین کو لپیٹا جا رہا تھا تاکہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات جھوٹی نہ ہو۔

(سیرت ابن ہشام، الخصائص الکبریٰ، سیرت سید المرسلین ﷺ)

ہجرت مدینہ اور کفار کے مشورے

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کے وقت ابھی مکہ مکرمہ میں ہی تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت ملنے کا انتظار فرما رہے تھے جب تمام صحابہ کرامؓ ہجرت کر گئے اور مکہ مکرمہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی دوسرا نہ رہ گیا تو مشرکین مکہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کے لیے ایک دوسری امن گاہ پیدا ہو گئی

Marfat.com

ہے اب اُنہیں یہ فکر اور تشویش تھی کہ کہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مدینہ طیبہ نہ چلے جائیں اُنہیں یہ خوف تھا کہ کہیں مسلمان کسی جنگ کی تیاری میں تو مصروف نہیں ہیں۔

اس خدشے کے پیش نظر وہ تمام دارالندوہ میں جمع ہوئے اور اس مسئلے کے بارے میں مشورے ہونے لگے کہ اب کیا کیا جائے یہ دارالندوہ قصی بن کلاب کے گھر بنایا گیا تھا۔ جو کوئی بھی فیصلہ کرنا ہوتا کسی بھی معاملے کے حل کے بارے میں گفت وشنید اور مشوروں کے لیے اسی مقام کو استعمال کیا جاتا تھا چنانچہ اب بھی اس معاملہ سے نپٹنے کے لیے وہ سب یہاں جمع تھے اس جرگے میں قریش کے بڑے بڑے نامور سردار جمع تھے۔

ابھی مشورے ہو ہی رہے تھے کہ ابلیس ایک خوش شکل بوڑھے آدمی کی صورت میں آیا اس نے ایک موٹی چادر اوڑھ رکھی تھی اور ہاتھ میں ایک عصا لیے ہوئے تھا اُس نے دارالندوہ کے دروازے پر آکر دستک دی۔ قریش نے اُس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ شیطان لعین کہنے لگا میں قبیلہء نجد سے تعلق رکھتا ہوں مجھے یہ علم ہوا تھا کہ تم ایک معاملہ کے بارے میں جمع ہوئے ہو چنانچہ میں بھی چلا آیا تاکہ تمہاری مدد کروں۔ قریش آپس میں کہنے لگے چونکہ یہ مکہ کا رہنے والا نہیں ہے اس لیے اگر یہ ہمارے مشورہ میں شریک بھی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں چنانچہ اُن سب نے اس کو اجازت دے دی اور کہنے لگے اچھی بات ہے آجاؤ، آخر ابلیس اُن کے ساتھ شریک ہو گیا، ابلیس شیخ نجدی کی صورت میں اُن کے درمیان بیٹھ گیا اور اپنی چرب زبانی سے ایسی باتیں کیں کہ مشرکین اس کے احسان مند ہوئے اور اُن کی موجودگی کو بڑی اہمیت دینے لگے پھر اُنہوں نے شیخ نجدی کو اس مشاورتی مجلس کا سربراہ مقرر کر دیا۔

جب شیخ نجدی اس مشاورتی مجلس کا سردار بن گیا تو باری باری ہر ایک کا مشورہ سنتا اور پھر کسی بات کو بنیاد بنا کر مشورے کو رد کر دیتا۔ ان میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ایک مکان میں قید کر دینا چاہیے اور سوراخ میں سے کھانا پانی دیتے رہنا چاہیے تاکہ وہ اسی قید خانے میں ہلاک ہو جائیں۔ شیخ نجدی نے سن کر کہا یہ مشورہ

Marfat.com

بُرا ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وہ ساتھی جو بکھرے ہوئے ہیں یہ خبر سن کر اکٹھے ہو جائیں گے بنی ہاشم کے ساتھ مل کر انہیں قید خانے سے نکال لیں گے اور تمہارے درمیان جنگ شروع ہو جائے گی۔ ایک دوسرے نے مشورہ دیا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو مکہ مکرمہ سے نکال دینا چاہیے جہاں چاہے جائے۔ شیخ نجدی نے کہا یہ مشورہ بھی کمزوری کی علامت ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شیریں بیان ہیں ان کے کلام میں لطافت ہے ہوسکتا ہے کہ وہ کسی ایسی قوم کے پاس چلے جائیں جو ان کی باتوں سے متاثر ہو کر ان کی اطاعت قبول کر لے اور پھر وہ تمہارے ساتھ جنگ کے لیے نکل کھڑے ہوں اور تمہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیں۔ چنانچہ یہ مشورہ بھی رد کر دیا گیا۔

(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت ہادئ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

ابوجہل کی تجویز

مشرکین شیخ نجدی کی باتوں کو مستحسن خیال کرتے ہوئے اُس کی طرف تحسین آمیز نظروں سے دیکھنے لگے اور اُس کی قابلیت کی داد دینے لگے۔ ان لوگوں میں سے ابوجہل لعین بڑا سمجھدار تصور کیا جاتا تھا چنانچہ سب اُس کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہ بھی اس بارے میں کوئی تجویز پیش کرے اس پر ابوجہل نے کہا، میری اس بارے میں ایک رائے ہے میں نہیں سمجھتا کہ اب تک تم میں سے کسی نے اس کا خیال کیا ہو۔ سب نے کہا جلدی بتائیے کہ وہ کیا تجویز ہے۔ ابوجہل کہنے لگا صحیح تجویز یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک جواب مرد جو کہ طاقتور ہو اُسے لیا جائے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار بھی دے دی جائے یہ سب اکٹھے ہو کر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس پہنچیں تلواروں سے اس طرح ایک ساتھ وار کریں کہ گویا ایک ہی شخص کا وار ہے اس طرح ان کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیں، اس طرح ان سے ہم چین اور سکھ پا سکتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے سے ان کا خون تمام قبیلوں میں بٹ

Marfat.com

جائے گا بنی عبد مناف اپنی قوم کے تمام افراد سے جنگ نہ کر سکیں گے پھر ہم سے خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم ان کو خون بہا ادا کر دیں گے۔

اسی واقعہ کے بارے میں قرآن پاک کی آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے محبوب! اُس وقت کو یاد کیجئے جبکہ کفار آپ کے بارے میں خفیہ طور پر منصوبہ باندھ رہے تھے کہ یا تو آپ کو قید کریں یا آپ کو قتل کر دیں یا آپ کو نکال دیں۔ وہ بھی خفیہ باتیں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کے مکر کا بدلہ دینے میں تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ بہترین مکاروں کو بدلہ دینے والا ہے۔''

شیخ نجدی نے جب ابو جہل لعین کی تجویز کو سنا تو کہنے لگا، یہ ٹھیک بات ہے جو اس شخص نے کہی ہے یہ ایسا مشورہ ہے جس کے سوا اور کوئی مشورہ درست نہیں۔ چنانچہ اس تجویز پر سب لوگوں کا اتفاق ہو گیا اس کے بعد جب رات ہوئی تو مشرکین کی ایک جماعت جس میں ابو جہل، ابولہب اور اُمیہ بن خلف بھی شامل تھے طے شدہ منصوبے کے مطابق اکٹھی ہو کر آ گئی اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سو جانے کا انتظار کرنے گے تا کہ انہیں قتل کر دیں۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ابولہب نے کہا کہ رات بھر ہم ان کی نگرانی کرتے ہیں اور جب صبح ہو گی تو ان کو قتل کر دیں گے تا کہ بنی ہاشم کو معلوم ہو جائے کہ یہ کام ہم نے اجتماعی طور پر کیا ہے۔

جب حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ صبح کے وقت ہجرت کر جائیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہجرت کرنے کا حکم دیتا ہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ ہجرت کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔

اُدھر کفار اپنے مشورے پر متفق ہو چکے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ آج کی رات آپ اُس بستر پر آرام نہ فرمائیں جس پر آپ روزانہ آرام فرمایا کرتے ہیں۔ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو قریش

Marfat.com

طے شدہ منصوبے کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دروازے کے نزدیک جمع ہو گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کو ملاحظہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا، اے علیؓ! مجھے مدینہ کو ہجرت کی اجازت مل گئی ہے جو امانتیں میرے پاس ہیں انہیں میں تمہارے سپرد کرتا ہوں تم انہیں مالکوں تک پہنچا دینا مشرکین آج رات مجھے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ لو اور اسی چادر میں سو جاؤ مطمئن رہو تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر عمل کرتے ہوئے وہ چادرِ اطہر جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوڑھتے تھے، اوڑھ کر انتہائی اطمینان سے سو گئے اور اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان کرنے کا تہیہ کر لیا۔

(زرقانی جلد دوم، مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت رسول کریم ﷺ)

دشمنوں کی ناکامی

اب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر سے باہر تشریف لائے ابو جہل لعین نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مذاق کیا" یہ فرماتے ہیں کہ اگر تم میرے دین کے تابع ہو جاؤ تو عرب وعجم کے حکمران ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے اور بہشت میں تمہارا ٹھکانہ ہوگا۔ اگر تم میری پیروی نہ کرو گے تو دنیا میں تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور آخرت میں تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا ہاں! میں یہی کہتا ہوں اور ایسا ہی ہوگا اور تو بھی دوزخیوں میں سے ایک ہوگا جیسے کہ مجھے اس کی خبر کر دی گئی ہے۔

اسی حالت میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے سامنے کاشانہ اقدس سے تشریف لے گئے اور مٹھی بھر خاک دستِ مبارک میں لے کر ان کے سر پر ڈالی اس کے

Marfat.com

ساتھ ہی سورۂ یٰسین کی یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

''یٰسین ۔(اے انسانِ کامل) حکمت والے قرآن کی قسم! بیشک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں (اور) سیدھے راستے پر ہیں (یہ ان آیات تک تلاوت فرمائی پھر) اور ایک آڑ ہم نے اُن کے سامنے کردی اور ایک آڑ اُن کے پیچھے کردی جس سے ہم نے (ہر طرف سے) ان کو (پردوں سے) گھیر دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے۔''

یہاں تک کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آیات کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا جس کے سر پر خاک نہ پڑی ہو کہتے ہیں کہ اس وقت جس بھی کافر کے سر پر یہ خاک پڑی وہ سب کے سب غزوۂ بدر کے دن ہلاک ہوگئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کے درمیان سے صحیح سلامت نکل گئے اور کسی شخص کو علم نہ ہوا کہ آپ کہاں گئے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے تشریف لے گئے تو وہاں پر ایک شخص کمر جھکائے ہوئے آیا اور کفار کی جماعت سے پوچھا تم یہاں کس لیے کھڑے ہو اور کس کا انتظار کررہے ہو۔ کفار نے جواب دیا کہ ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا انتظار کررہے ہیں، اُس نے کہا، خرابی ہو تمہاری، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو نکل گئے اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے۔ جب انہوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو ان کے ناپاک سروں پر خاک پڑی ہوئی تھی، اس کے بعد اُنہوں نے ایک دراڑ میں سے اندر جھانکا تو کسی کو سوئے ہوئے پایا کہنے لگے وہ رہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی جگہ پر سویا ہوا ہے جب یہ سب حملہ کرنے کی غرض سے اندر داخل ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے جب ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ اس شخص نے ٹھیک کہا، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہاں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہی اپنے رسول کا حال

Marfat.com

زیادہ جانتا ہے۔ کفار حیران و پریشان اور شرمندہ ہو کر رہ گئے اور ناکام واپس لوٹ گئے۔

(معارج النبوۃ، سیرت سرکار دو عالم ﷺ، سیرت ہادی عالم ﷺ)

مدینہ طیبہ کی طرف روانگی

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کفار کا گھیرا توڑ کر نکلے تو سیدھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے کر گئے اور اُن کو ہمراہ لیا پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے کفار آپ ؐ کی تلاش میں سخت کوشش میں مصروف تھے مگر تلاش کر کر کے مایوس ہو چکے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غارِ ثور میں تین راتوں تک قیام فرمایا اس کے بعد وہاں سے نکلے اور مدینہ شریف کی جانب روانگی اختیار فرمائی، کفار ابھی تک تلاش میں لگے ہوئے تھے لیکن اُن کو کہیں بھی کامیابی کی راہ نہیں دکھائی دے رہی تھی آخر وہ تھک ہار گئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کے ساتھی کو قتل کر دے یا قید کرے ہر ایک کے بدلے اُسے سو اُونٹ انعام کے طور پر دیں گے اور اس کے تمام اخراجات کی کفایت کریں گے اس فیصلے کی کفار نے خوب تشہیر کی۔

اس واقعے کے بارے میں سراقہ بن مالک بن جعشم بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ہمیں میں سے ایک شخص وہاں پر آیا اور اُس نے کہا کہ میں نے ابھی ابھی تین مسافروں کو جاتے ہوئے دیکھا ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی تھے، میں یہ بات سن کر خوش ہوا اور دل میں خیال کیا کہ اُن کو پکڑ کر انعام حاصل کروں گا مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ وہ مسافر یقیناً محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اُن کے ساتھی ہی ہیں چنانچہ میں نے اُس شخص کو آنکھ کے اشارہ سے منع کیا کہ وہ

Marfat.com

خاموش رہے۔

اس کے بعد سراقہ نے ان لوگوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے یہ کہا کہ وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے جو اپنے گم شدہ جانور ڈھونڈ رہے تھے وہ شخص اشارہ سمجھ چکا تھا اس لیے اُس نے کہا شاید ایسا ہی ہو اور وہ خاموش ہو گیا۔ سراقہ تھوڑی دیر تک اُس مجلس میں بیٹھا رہا تاکہ اُس کے جلدی اُٹھ کر جانے سے کسی کو شک نہ ہو اس کے بعد اُٹھا اور گھر گیا اور لونڈی سے کہا کہ اس کے گھوڑے کو فلاں ٹیلے کے پیچھے تیار رکھے اس کے ساتھ ہی اُس نے پوشیدہ طور پر اپنا نیزہ پکڑا پھر اُس نے اپنے وہ تیر لیے جن سے وہ فال دیکھا کرتا تھا، اس نے زرہ پہن لی اور تیر نکال کر ان سے فال دیکھی تو وہ تیر نکلا جسے وہ ناپسند کرتا تھا یعنی فال کے مطابق وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکتا تھا لیکن پھر بھی اُسے اُمید تھی کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریش کے پاس لے آئے گا اور قریش سے سو اونٹنیاں بطور انعام وصول کرے گا اس اُمید کے ساتھ وہ گھر سے نکلا اور نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے گھوڑے تک پہنچا اور اس پر سوار ہو کر اسے سرپٹ چھوڑ دیا اور جس طرف قدموں کے نشان پاک جا رہے تھے اُسی طرف کو چل پڑا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس وقت تک مقام غدیر سے آگے بڑھ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے اور اطمینان کے ساتھ مدینہ منورہ کا راستہ طے فرما رہے تھے اچانک دُور سے سراقہ آتا ہوا دکھائی دیا جو کہ بڑی تیزی کے ساتھ ان کی جانب بڑھا چلا آ رہا تھا۔

جب سراقہ بالکل ہی قریب آ گیا اور اُس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لیا تو اچانک اُس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا اس کے ساتھ ہی سراقہ بھی سر کے بل گھوڑے سے گر پڑا لیکن پھر فوراً ہی وہ سنبھلا کیونکہ اُسے اپنی کامیابی صاف دکھائی دے رہی تھی سو اُونٹوں کا لالچ اُسے اس بات پر اُبھار رہا تھا کہ وہ جس کام کے لیے آیا ہے اُسے ضرور کر گزرے چنانچہ یہ سوچ کر فوراً ہی اُٹھا اور اپنے گھوڑے پر دوبارہ سوار ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقب میں گھوڑا دوڑا دیا حضور علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام نے سراقہ کو دیکھ لیا تھا لیکن آپؐ برابر آگے بڑھتے رہے تھے آپؐ پر کوئی کسی قسم کا بھی خوف طاری نہیں تھا بلکہ بڑے ہی سکون اور اطمینان کے ساتھ اپنی منزل کی طرف گامزن تھے سراقہ اپنا گھوڑا دوڑا کر اس قدر قریب پہنچ گیا کہ اُسے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز سنائی دینے لگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سراقہ کے درمیان صرف ایک نیزہ یا دو نیزہ کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ حضور پاکؐ نے رب تعالیٰ کے حضور دُعا فرمائی، اے اللہ! اس دشمن کے شر کو جس طرح تو چاہتا ہے دور فرما۔

ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان اطہر سے دُعا کے الفاظ ادا فرمائے ہی تھے کہ یکدم سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ گھبرا گیا اور فوراً چلایا، اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں سراقہ بن جعشم ہوں مجھے اتنی مہلت دو کہ تم سے صرف بات کروں میں جانتا ہوں کہ یہ جو میرے ساتھ ہوا ہے آپ کی دعا کا اثر ہے اب دُعا فرمایئے کہ میرا گھوڑا آزاد ہو جائے، مجھے آپؐ سے کوئی سروکار نہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں کوئی دعا نہیں کروں گا اور نہ میری جانب سے کوئی ایسی بات پہنچے گی جو آپؐ کو نا پسند ہو۔ میں ابھی واپس چلا جاؤں گا اور جو شخص آپؐ کے تعاقب میں آ رہا ہوگا اُسے بھی واپس لے جاؤں گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی اور فوری طور پر گھوڑے کے پاؤں زمین سے باہر نکل آئے پھر سراقہ نے کہا، اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری نگاہیں یہ دیکھ رہی ہیں کہ آپؐ کی نبوت کے چراغ کی روشنی تمام دنیا میں پھیل جائے گی مجھے آپ ایک تحریر لکھ دیں جو میرے پاس بطور نشانی کے رہے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے ابوبکرؓ! اسے لکھ دو۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

سراقہ کے لیے امان نامہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی ہڈی یا کاغذ یا ٹھیکری پر ایک تحریر لکھی اور سراقہ کی طرف پھینک دی۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جس وقت سراقہ نے تحریر مانگی اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے وہاں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ بھی ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا، اے عامر! کیا تیرے پاس قلم دوات ہے؟ عرض کیا ہاں، عامر بن فہیرہ نے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر امان نامہ لکھا اور سراقہ کو دے دیا سراقہ نے اسے لے کر اپنے ترکش میں رکھ لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اُس وقت سراقہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں توشہ اور سامان پیش کیا لیکن آپؐ نے قبول نہ فرمایا۔ ایک اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ سراقہ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور عرض کیا کہ اس نشانی کو لے لیں راستے میں میرے بہت سے مواشی ہیں جس چیز کی حاجت ہو اس نشانی کے ذریعے لے کر استعمال کریں تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمیں کوئی حاجت نہیں ہے اور تجھ سے کچھ نہیں چاہتے مگر صرف اتنا کہ ہمارا معاملہ تو پوشیدہ رکھے۔

سراقہ وعدہ کر کے واپس ہوا اور بہت سے تلاش کرنے والے جو اس راستہ پر اس کے پیچھے آ رہے تھے اُن کے پاس پہنچتا اور اُن کو کہتا میں بھی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش میں اس راستہ پر آیا تھا مجھے ان کا کوئی نشان نہیں ملا اس کی بات سن کر لوگ آگے کی طرف نہ جاتے اور واپس پلٹ جاتے یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہائی اطمینان سے اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا اور حنین و طائف کی جنگوں سے

Marfat.com

فارغ ہوئے تو سراقہ نے امان نامہ اپنی جیب میں ڈالا اور مقام جعرانہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا وہاں پر انصار کی ایک جماعت موجود تھی انہوں نے سراقہ کو دیکھا تو وہ لوگ اُسے برچھوں سے مارنے لگے اور بولے، ہٹ جا ہٹ جا تو کیا چاہتا ہے؟ لیکن سراقہ ہمت کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنے فاصلے پر پہنچ گیا کہ اُسے صاف دکھائی دے رہے تھے اُس نے تحریر نکالی اور ہاتھ بلند کر کے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں سراقہ بن جعشم ہوں میری نسبت یہ آپ کی تحریر ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سراقہ کی طرف دیکھا تو فرمایا، آج نیکی اور وعدوں کے پورا کرنے کا دن ہے، اسے میرے قریب لاؤ، چنانچہ سراقہ آپ کے نزدیک گیا اور اسلام قبول کر لیا۔

(زرقانی، تاریخ طبری، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، سیر الصحابہؓ)

مدینہ منورہ میں آمد

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد مبارک کی اطلاع مدینہ منورہ کے رہنے والوں کو ملی تو وہ ہر روز خوشی و مسرت سے انتظار کرنے لگے۔ کیونکہ اُن کو یہ پتہ چل چکا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے ہیں چنانچہ وہ ہر روز صبح سویرے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے صرہ کی طرف باہر نکل جاتے اور وہیں پر ٹھہرتے یہاں تک کہ دھوپ سایہ دار مقامات پر پھیل جاتی جب کہیں سایہ نہ ملتا وہ واپس چلے آتے ان دنوں گرمیوں کا موسم تھا جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ میں نزول فرمایا اُس دن بھی صبح کے وقت مدینہ کے لوگ انتظار میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ جب سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔

ابھی تمام لوگ گھروں میں پہنچے ہی تھے کہ اُس وقت اتفاق سے مدینہ طیبہ کا ایک یہودی قلعہ کی چھت پر کسی کام کی غرض سے آیا اُس نے دُور سے دیکھا کہ حضور نبی کریم علیہ

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کی جانب تشریف لا رہے ہیں وہ جانتا تھا کہ مدینہ کے مسلمان ہر روز جس مبارک ہستی کا انتظار کرتے ہیں وہ یہی ہیں چنانچہ اُس سے رہا نہ گیا اور بے اختیار پکار اُٹھا، اے بنی قیلہ! وہ ذی شان ہستی آ گئی جس کا تم انتظار کر رہے تھے، یہ مبارک خبر فوراً تمام مسلمانوں میں تیزی سے پھیل گئی اور تمام لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور آپ ؐ کی خدمت اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کی اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور کے درخت کے سائے میں ٹھہرے ہوئے تھے اور ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ایک جماعت جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی تھی وہ اس مجلس پاک میں آپؐ اور ابوبکر صدیقؓ میں امتیاز نہ کر سکے یہاں تک کہ سورج کی شعاعیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر پڑنے لگیں وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ اُٹھے اور آفتابِ رسالت پر اپنی چادر سے سایہ کیا، چنانچہ اُس وقت اُن لوگوں نے پہچان لیا کہ سرورِ کائنات تشریف فرما ہیں اس کے بعد تمام مسلمان متواتر آپؐ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرتے رہے ان میں مشہور صحابی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جنہوں نے اُسوقت آپ ؐ کی شان مبارک میں نعت کے چند اشعار بھی پڑھے۔

(معارج النبوۃ، مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

مسجد قبا کی بنیاد اور مسلمانوں کی خوشی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب لوگوں کی عقیدت مندی سے فارغ ہوئے تو قبیلہ بنی بکر بن عوف کے پاس اُترے اور ان کے پاس چار دن رات قیام فرمایا وہیں پر محلہ قبا میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور یہ پہلی مسجد قبا ہی تھی جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ میں

Marfat.com

نماز ادا کی اس مسجد کی بنیاد کو جب مکمل کیا گیا تو اُس دن جمعہ تھا اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شہر میں نزول کے ارادے سے قبیلہ بنی عمرو سے روانہ ہوئے اور جمعہ ہی کے دن بنی سالم بن عوف کے ہاں پہنچے اور جمعہ کی نماز آپؐ نے اس مسجد میں ادا فرمائی جو وادیٔ رانوناء کے درمیان بطن بتولی میں ہے جمعہ کی یہ پہلی نماز تھی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ادا فرمائی اور وہ جماعت جس نے آپؐ کے ساتھ نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی ان کی تعداد ایک سو تھی یہاں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ مبارک بھی دیا اور یہ سب سے پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا۔

اس کے بعد بنی سالم بن عوف کے چند لوگوں نے آپؐ کی خدمت میں حاضری دی اور عرض کی، اے اللہ کے رسولؐ! آپ ہمارے پاس تشریف فرما ہوں ہم تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونٹنی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور ہے جہاں اسے حکم ہوا اُسی جگہ پر ٹھہرے گی۔ چنانچہ ان لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ اونٹنی چلی یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی بنی بیاضہ کے احاطے کے برابر پہنچی تو ان کے چند افراد آئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارے پاس تشریف رکھیے کہ ہم تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔ارشاد فرمایا، اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے۔ان لوگوں نے بھی راستہ چھوڑ دیا اور اونٹنی آگے کی جانب بڑھ گئی۔

جب اونٹنی بنی ساعدہ کے احاطے سے گزری تو حضرت سعد بن عبادہؓ بنی ساعدہ کے چند لوگوں کو ہمراہ لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آگئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارے پاس تشریف رکھیئے کہ ہم تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں، ارشاد فرمایا، اس (اونٹنی) کی راہ چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے چنانچہ اُنہوں نے بھی راہ چھوڑ دی اور اونٹنی چل پڑی جب اونٹنی بنی عدی بن نجار کے احاطے سے گزری جو کہ آپؐ کے قریبی رشتہ دار تھے تو اس قبیلے والوں نے راستہ روک لیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنے ننھیال میں تشریف لائیے۔ (چونکہ عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو اس قبیلے سے تھیں اس لیے یہ رشتے میں آپ کے ماموں تھے) ہم تعداد، سازوسامان اور عزت میں زیادہ ہیں، ارشاد فرمایا، اس (اونٹنی) کی راہ چھوڑ دو یہ مامور ہے۔

(سیرت ابن ہشام، تاریخ اسلام، الاصابہ، وفاء الوفاء)

مدینہ منورہ میں استقبال اور قیام

مدینہ منورہ کے سب ہی لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استقبال کے لیے خوشی خوشی حاضر ہوئے تھے اور دل وجان سے اُن میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کی باگ اپنے قبضہء قدرت میں لاکر آپ کو اپنے گھر میں ٹھہرا کر دین ودنیا کی راحت حاصل کرے کیونکہ ایسی خوشی اُن کو کبھی بھی حاصل نہیں ہوئی تھی عورتیں اور بچے تک خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے یہ وہی وقت تھا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد مبارک پر قبیلہ بنی نجار کی عورتوں اور لڑکیوں نے بھی خوشی کے اظہار میں اشعار گائے اور حبشی افراد نے اپنی نیزہ بازی کے کرتب دکھائے لوگ خوشی سے نعرۂ تکبیر کی آوازے بلند کرتے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیں دیتے تھے ہر چھوٹا بڑا اس روز بہت ہی خوش نظر آتا تھا مدینہ منورہ اور اس کے رہنے والوں نے خوشی کے ایسے نظارے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے ہر جانب خوشی اور مسرت کا سماں تھا اس منظر کو دیکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بہت مسرور تھے اور خوش ہو کر فرمانے لگے خدا گواہ ہے کہ میں تمہیں دلی دوست رکھتا ہوں تم میں سے عام لوگوں کو میں گروہ خاص میں سمجھتا ہوں۔

ایسے خوش کن ماحول میں جب ہر کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کو روکنا سعادت سمجھ رہا تھا اور آپ ہر کسی کو ایک ہی جواب مرحمت فرما رہے تھے بنی عدی بن نجار والے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جواب سن کر راستے سے ہٹ گئے اور اونٹنی چل

Marfat.com

پڑی آخراونٹنی جب اس میدان میں آئی جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد کے بالمقابل ہے تو وہ بیٹھ گئی۔ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آ کر کہا، اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس جگہ پر اُتر یئے کیونکہ ابوایوبؓ نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کی، جس وقت آپؐ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے لوگوں نے اپنے گھروں کو سجایا تا کہ آپؐ وہاں قیام فرمائیں۔ حضرت ابوایوبؓ نے کہا، میں کمزور اور غریب آدمی ہوں میرے گھر میں قیام فرمانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے باعث عار تو نہ ہوگا؟ آپؐ میرے گھر میں کیسے ٹھہریں گے؟ چونکہ اُنہوں نے انکساری و تواضع اختیار کی (چونکہ اُن کی بھی خواہش تھی کہ آپؐ اُن کے گھر میں قیام فرمائیں مگر چونکہ غریب تھے اس لیے عاجزی کے جذبات دل میں لیے ہوئے تھے) اس لیے آپ ان کے ہاں ہی قیام فرمائیں۔

چنانچہ حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ٹھہرے حضرت ابوایوبؓ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سات ماہ تک ان کے مکان کی نچلی منزل میں رہائش پذیر رہے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ مکان کی بالائی منزل میں رہنے لگے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مکان کی نچلی منزل میں قیام فرمایا تو حضرت ابوایوب انصاریؓ آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اور میرے اہل وعیال رات بھر نہیں سو سکے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیوں؟ اُنہوں نے عرض کیا، اس خیال سے نہیں سو سکے کہ ایسا نہ ہو کہ بالائی منزل میں کوئی شخص حرکت کرے یا چھت پر چلے اور خاک یا غبار نیچے آئے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپؐ اوپر والی منزل میں تشریف رکھیں اور ہم نیچے والی منزل میں رہیں اس سے ہمارا فکر اور پریشانی دور ہو جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اے ابوایوبؓ! مجھے نچلے

Marfat.com

حصہ میں رہنے میں آسانی اور سہولت ہے اور مناسب بھی ہے کیونکہ میرے پاس لوگوں کی آمد ورفت رہتی ہے اور اوپر آنے میں دِقت ہوتی ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ بالکل درست ہے مگر ادب کے شایانِ شان نہیں بلکہ ادب کے خلاف ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نچلے حصہ میں ہوں اور ہم اوپر والے حصہ میں۔ غرضیکہ حضرت ابوایوبؓ نے جب بہت زیادہ اصرار کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبول فرمالیا اور ایک ماہ تک اوپر والی منزل میں قیام فرمایا، اس کے بعد آپؐ کی خدمت اقدس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ حکم بھی لائے کہ اب اپنے لیے گھر اور مسجد تعمیر کیجئے۔ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ میں سات ماہ تک قیام کرنے کے بعد مسجد اور حجرہ مبارک کی تعمیر شروع فرمائی۔

(سیرت ابن ہشام، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، معارج النبوۃ، وفاء الوفاء، زادالمعاد)

مسجد نبوی کی تعمیر

وہ جگہ جہاں پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی بیٹھی تھی وہ بنی مالک بن نجار کے زافع بن عمر کے دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی کھجوریں سکھانے کی جگہ تھی جو کہ مفاذ بن عفراء کے زیر پرورش تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ دونوں بچے اسعد بن زرارہ کے زیر پرورش تھے۔

حدیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عریش کی مانند میں ایک عریش بناؤں (یعنی چھت والا مکان) جس کی اونچائی سات گز سے زیادہ نہ ہو اور اس گھر کی چھت کو لکڑی اور کھجور کے پتوں سے ڈھانپوں۔"

Marfat.com

مسجد نبوی کی مجوزہ جگہ کے بارے میں مختلف روایات بیان ہوئی ہیں ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ جب اونٹنی ایک جگہ پر بیٹھ گئی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کا احاطہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ دو یتیم لڑکوں کا ہے اور وہ اس جگہ پر کھجوروں کو سکھاتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس احاطہ کو خرید لو۔ اس پر بنی نجار نے کہا کہ ہم ان دونوں یتیم لڑکوں کو اس کی قیمت ادا کر دیتے ہیں اور اس زمین کو آپ ؐ کی نذر کرتے ہیں، ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اس زمین کو سہل اور سہیل نے دل و جان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نذر کرنا قبول کیا اور کہا کہ ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے ہم اس کو آپ ؐ کی نذر کرتے ہیں لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمایا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس مال میں سے جو وہ اپنے ہمراہ لائے تھے زمین کی قیمت کے طور پر دس مثقال سونے کے عوض اسے خرید لیا۔ زمین کی قیمت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمائی۔

ایک روایت میں یہ واقعہ اس طرح بھی آتا ہے کہ جس جگہ پر مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی ہے یہ جگہ بنی نجار کے گھروں کے آگے ایک میدان تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے بنی نجار! اپنے اس احاطہ یعنی میدان کی قیمت لے لو، اُنہوں نے عرض کیا، ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے اور نہ ہی آپ ؐ سے اس کا بدلہ چاہیں گے مگر یہ کہ رب تعالیٰ جزا عطا فرمائے۔

طبرانی نے اپنی روایت میں اس بات کا اضافہ کیا ہے کہ مسجد نبوی کے برابر ایک انصاری کا مکان تھا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس انصاری کو اشارۃً فرمایا اور اُسے اختیار دیا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ تم اپنی زمین اس کے ٹکڑے کو اُس جگہ کے عوض فروخت کر دو جو تجھے رب تعالیٰ جنت میں عطا فرمائے گا تا کہ میں مسجد کو وسیع کر سکوں۔ چونکہ اُس انصاری کی اس معاملہ میں اتنی توفیق نہ تھی اس لیے اُس نے انتہائی عاجزی کے ساتھ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں عیال دار ہوں اور اتنی گنجائش نہیں رکھتا کہ زمین

Marfat.com

کو یونہی دے دوں۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس انصاری کا مکان دس ہزار درہم کے بدلے میں خرید لیا اور اُس انصاری کو دس ہزار درہم ادا کر دیے گئے۔

(طبرانی، سیرت رسول عربی ﷺ، سیرت مصطفیٰ ﷺ، سیرت ہادیٔ عالم ﷺ)

تعمیر میں حصہ لینا

مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے جہاں بھی نماز کا وقت آجاتا تھا پڑھ لیتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ اس جگہ پر مسجد بنائی جائے مسجد اور آپؐ کے حجرے مبارک بننے تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ہی میں قیام پذیر رہے۔ اس جگہ کے ساتھ ہی کچھ کھجوروں کے درخت بھی تھے اور کفار کی قبریں بھی تھیں اور غیر آباد جگہ بھی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے قبروں کو برابر کر دیا گیا اور کھجوروں کے درخت کو اُکھاڑ کرنا ہموار جگہ کو برابر کر دیا گیا جب زمین ہموار ہوگئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ مسجد کی تعمیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود حصہ لیا اور کام کیا تاکہ مسلمانوں کو اس کی تعمیر میں رغبت ہو مسجد کی تعمیر کے دوران مہاجر اور انصار صحابہ کرام پتھر اور اینٹیں لاتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اینٹیں اُٹھانے میں صحابہ کرام کے ساتھ موافقت کرتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے قریب ہی ایک جگہ اینٹیں تھاپنے کے لیے بنائی گئی تھی۔ مسجد نبوی کی دیواریں کچی اینٹوں سے بنائی گئیں اور کھجور کے پتوں سے چھت تعمیر کی گئی جبکہ کھجور کے تنوں سے ستون کا کام لیا گیا۔ صحیح بخاری شریف کی روایت ہے کہ اس دن تمام صحابہ کرام ایک ایک اینٹ اُٹھا کر لے جاتے تھے اور حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دو اینٹیں اُٹھا کر لے جا رہے تھے۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ ایک اینٹ اپنی طرف سے اور دوسری اینٹ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اُٹھاتے تھے۔

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے سر اور منہ سے مٹی جھاڑتے تھے اور فرماتے، لوگوں کو ایک اجر ہے تو ان کو دوگنا اجر ہے پھر بشارت دی کہ آخر عمر میں تمہاری غذا دودھ پینا ہوگا اور باغی لوگ تمہیں شہید کردیں گے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ تم باغیوں کو جنت کی طرف بلاؤ گے اور وہ باغی تمہیں جہنم کی طرف بلائیں گے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ مسجد کی تعمیر کے دوران حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے کہ اینٹوں کے بوجھ کی وجہ سے گراں بار تھے اور لوگوں نے ان کو اینٹوں سے گراں بار کردیا تھا عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! لوگوں نے مجھے مار ڈالا مجھ پر اس قدر بوجھ لاد دیتے ہیں جو وہ خود نہیں اُٹھاتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ حضرت اُم سلمٰی فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ ان کے سر کے بالوں کو اپنے دستِ مبارک سے جھٹکتے تھے وہ گھنگریالے بال والے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے۔ ''افسوس، ابن اُم سمیہ! یہ لوگ وہ نہیں جو تمہیں قتل کریں گے تمہیں تو صرف باغی گروہ ہی قتل کرے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دیگر صحابہ کرام بھی بڑی گرم جوشی اور زور شور سے مسجد نبوی کی تعمیر میں حصہ لے رہے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس روز بڑے شوق اور جوش سے مسجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے اور ساتھ ساتھ یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔ ''جو شخص مسجدوں کی تعمیر کرتا ہے ان میں قیام وقعود میں بسر کرتا ہے اور وہ شخص جو گرد وغبار سے کتراتا نظر آتا ہے دونوں برابر نہیں ہوں گے۔''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رجز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یاد کرلیا تھا اور پڑھتے تھے ایک صحابی اتفاق سے فارغ بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے یہ خیال کیا شاید یہ مجھ پر تعریض کررہے ہیں چنانچہ فوراً حضرت عمار بن یاسرؓ کی طرف بڑھے اور کہا، چپ رہو ورنہ میں اس لاٹھی سے جو میرے ہاتھ میں ہے تجھے ماردوں گا۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ سن کر غصہ آگیا اور فرمایا، کہ عمار بن یاسر میری آنکھیں ہیں کوئی شخص اسے

Marfat.com

نہیں مار سکتا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کے ساتھ مل کر اینٹیں اُٹھا کر لاتے تھے اور مٹی سے آپ کا شکم مبارک آلودہ ہو جاتا تھا جب صحابہ کرام یہ دیکھتے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم خود بنفیس نفیس اینٹیں اُٹھا اُٹھا کر لا رہے ہیں تو وہ بھی کام میں خوب تیزی دکھاتے اور ساتھ ساتھ یہ رجز پڑھتے جاتے "ہم بیٹھے رہیں اور نبی کریمؐ کام کرتے رہیں ایسا بیٹھنا یقیناً گمراہ کرنے والا عمل ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی صحابہ کرام کو کام کا شوق اور رغبت دلانے کے لیے یہ دعا فرماتے جاتے، "اے اللہ! کوئی چیز بہتر نہیں مگر آخرت کی نیکی، تو انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔" جب مسجد نبوی کی عمارت چھت تک پہنچی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق کھجوروں کی شاخیں چھت پر ڈال دیں گئیں اور کھجور کے تنوں کے ستون بنائے گئے ان میں سے بعض محراب میں بھی استعمال کیے گئے اور بیت المقدس کی جانب قبلہ مقرر ہوا مسجد میں تین دروازے رکھے گئے ایک وہ جسے باب الرحمۃ کہتے ہیں اور دوسرا وہ جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف لاتے اور تیسرا مسجد کے عقب میں جہاں سے لوگ مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ ابتدائی تعمیر کے وقت مسجد نبوی کی لمبائی قبلہ سے شمال تک چون گز اور مشرق سے مغرب تک ساٹھ گز تھی اس کے بعد کئی ادوار میں اس مبارک مسجد نبوی کی توسیع و مرمت ہوتی رہی۔

(صحیح بخاری شریف، سیرت ابن ہشام، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم)

غزوۂ بدر کے لیے صف بندی

غزوۂ بدر کے روز جب دونوں جانب سے جنگ کی تیاریاں پوری ہو چکی تھیں صف بندیاں ہو رہی تھیں اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب کی صفیں درست فرما رہے تھے آپؐ کے دستِ مبارک میں ایک تیر تھا جس سے صفیں سیدھی فرما رہے تھے۔

Marfat.com

(ایک روایت میں آیا ہے کہ دست مبارک میں لکڑی کی ایک چھڑی تھی) جب آپ صفیں سیدھی کرتے کرتے حضرت سواد بن عزیہ کے قریب پہنچے جو کہ بڑے خوش طبع اور خوش فہم صحابی واقع ہوئے ہیں تو وہ صحابی صفوں سے ذرا آگے نکل کر کھڑے ہو گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے پیٹ میں وہ لکڑی چھوئی اور فرمایا، اے سواد، صف کو برابر کرو۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کی لکڑی کی ضرب سے مجھے بڑی تکلیف پہنچی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کو حق اور راستی کے ساتھ بھیجا ہے آپ نے مجھے چوٹ لگائی ہے اس کا بدلہ دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لباس مبارک کو اپنے شکم مبارک سے دور کر کے فرمایا، اے سواد اپنا بدلہ لے لو، یہ سنتے ہی سواد آپ ؐ سے لپٹ گئے اور شکم مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے سواد! تمہیں اس پر کس بات نے اُبھارا ہے۔

حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اس جنگ میں قتل ہونے سے محفوظ رہوں گا نہیں میں نے چاہا کہ اپنی زندگی کے آخری وقت میں آپ ؐ کے بدن مبارک سے مساس کرلوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

اس کے بعد جب صفوں کو برابر کر چکے تو ارشاد فرمایا جب تک میں حکم نہ دوں دشمنوں پر حملہ نہ کرنا اور اگر وہ گروہ تمہارے قریب آجائیں تو تیر اندازی شروع کر دینا لیکن اتنے اندازے سے تیر پھینکنا کہ تیر ختم نہ ہو جائیں اُس خدا کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جو بھی ان سے جنگ کرے گا اُسے جنت ملے گی۔

اس کے بعد کافروں کے لشکر میں سے عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نکل کر سامنے آئے ان کے ساتھ ہی شیبہ بھی نکلا ان تینوں نے بلند آواز سے پکار کر اپنے مقابلے کے مسلمانوں میں سے کسی کو طلب کیا مسلمانوں کے لشکر میں سے فوری طور پر تین اصحاب ان کے مقابلے کے لیے نکل کر سامنے آئے یہ اصحاب حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ، حضرت م

Marfat.com

بن حارثؓ اور حضرت عوف بن حارثؓ تھے۔ان کو مقابلے پر آتے دیکھ کر کفار نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا ہم انصار میں سے ہیں، یہ جواب سن کر ان کافروں نے کہا، ہمیں تمہارے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہم اپنے چچاؤں کے بیٹوں کو بلاتے ہیں۔اس کے ساتھ ہی ان تینوں میں سے کسی ایک نے آواز دے کر للکارا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہماری قوم میں سے ہمارے مقابلے پر کسی کو بھیجو۔ان کی یہ للکار سن کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ بن الحارثؓ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان کے ساتھ مقابلہ کرو۔

یہ تینوں اصحاب نکل کر میدان میں کفار کے مقابل آئے ان کو دیکھ کر تینوں کافروں نے کہا، ہاں تم ہماری برابری کے ہو۔اس کے ساتھ ہی حضرت عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ اسی سالہ ضعیف العمر تھے عتبہ کے مقابلے پر آئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولید بن عتبہ کے مقابلے پر آئے جبکہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیبہ کو جہنم واصل کردیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ولید بن عتبہ کو ہلاک کردیا۔لیکن حضرت عبیدؓ اور عتبہ کے درمیان مقابلہ زور پکڑ گیا عتبہ نے ایک زوردار ضرب لگائی جو حضرت عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر لگی اسی اثناء میں حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ فوری طور پر حضرت عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لیے آگے بڑھے اور عتبہ کو جہنم میں پہنچانے کے لیے حضرت عبیدؓ کی مدد کی۔ پھر حضرت عبیدؓ کو اُٹھا کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لائے حضرت عبیدؓ کی پنڈلیوں سے خون جاری تھا اور اس حالت میں حضورؐ سے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہاں تم شہید ہو۔

(سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد، غزوات رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

ابوجہل کا قتل

اسی جنگ کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے میدان میں میں دوانصاری لڑکوں کے درمیان صفِ جنگ میں تھا میرے دل میں خیال گزرا کہ کاش میں دو پہلوانوں کے درمیان ہوتا جو آزمودہ کار بہادروں میں سے ہوتے۔ اچانک ان نوجوانوں میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا چچا جان! آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں، میں نے کہا ہاں۔ لیکن اس سے تمہارا کیا مطلب؟ اُس نے کہا میں نے سنا ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انتہائی دکھ اور تکلیف پہنچائی ہے لہٰذا میں نے یہ عہد کیا ہے کہ جب اس سے سامنا ہو تو اس کے ساتھ مقابلہ کروں حتیٰ کہ ہم دونوں میں سے ایک قتل ہو جائے دوسرے لڑکے نے بھی یہی بات کہی میں ان کی یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں ایک طرح کی طاقت محسوس کی، اچانک ہی اونٹ پر سوار ابوجہل مجھے نظر آیا، میں نے لڑکوں کو دکھایا دونوں باز کی مانند اُس کی طرف جھپٹے اور اس پر ٹوٹ پڑے اور اپنی تلواروں سے اُس کے پاؤں قلم کر کے اُس لعین کو زمین پر گرا دیا یہ دونوں لڑکے معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو عفراء کے بیٹے تھے یہ ان کی والدہ کا نام ہے والد کا نام حارث ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس روز کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کو ایک زخم لگایا جس سے اس کی پنڈلی جدا ہو گئی اس کا بیٹا عکرمہ (جو اُس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) میرے پیچھے آیا اور ایک تلوار کے وار سے مجھے زخمی کر دیا جس سے میرا ہاتھ میرے کندھے سے کٹ گیا چنانچہ وہ ہاتھ ایک جانب لٹک گیا اور میں اس کے باوجود جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ میں اس ہاتھ سے تنگ آ گیا اور اس ہاتھ کو اپنے دونوں پاؤں سے دبا کر اپنے پہلو سے جدا کر دیا اس کے بعد حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کی ایک ضرب لگائی اور ابوجہل کو زمین پر گرا لیا لیکن ابھی اس میں جان کی کچھ رمق باقی

Marfat.com

تھی۔

اس کے بعد دونوں بھائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے اور ابوجہل کے ہلاک کر دینے کی خبر سنائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم دونوں میں سے کس نے اُسے مارا ہے دونوں بھائی کہنے لگے میں نے اسے مارا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ اُنہوں نے کہا نہیں، اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی تلواریں دکھاؤ۔ دونوں نے اپنی اپنی تلوار بارگاہِ نبوی میں ملاحظہ کے لیے پیش کر دیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ تم دونوں نے ہی اسے مارا ہے پھر فرمایا ابوجہل کا سامان حضرت معاذؓ کو دے دیا جائے۔

جنگ بدر میں کافروں کی ہزیمت کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہے جو ابوجہل کی خبر لائے کہ اس کا کیا انجام ہوا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اس لعین کی تلاش میں نکلے اور لاشوں کے ڈھیر میں اس کو تلاش کرتے ہوئے اُس تک پہنچ گئے دیکھا تو وہ شدید زخمی حالت میں پڑا تھا چند سانسیں اس کی ابھی باقی تھیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لعین نے بڑی تکلیفیں پہنچائی ہوئی تھیں اُنہوں نے ابوجہل کو اس حالت میں دیکھا کہ ابھی زندہ ہے تو اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور اس کی داڑھی پکڑ کر کہا، تو ہی ہے اس حال میں ذلیل وخوار۔ اُس ملعون نے کہا اے شکاری تو یہ بتا کہ فتح ونصرت کس کو سزاوار ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، اللہ اور اس کے رسول کو سزاوار ہے۔ اس کے بعد ابوجہل لعین نے کہا، اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ایک شخص کو اس کی قوم نے مار ڈالا کاش کہ مجھے کوئی غیر دہقانی مارتا" دہقان سے اس کی مراد انصاری تھی چونکہ انصار اہل زراعت تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل لعین سے کہا، اے دشمن خدا! تو فرعون سے بھی بدتر ہے کیونکہ اس نے غرق ہوتے وقت ہی کم از کم اپنے ناپسندیدہ کردار کا اعتراف کرتے ہوئے انصاف سے کام لیا تھا تیرا بھی وہی حال ہے پھر بھی تو اس حالت

Marfat.com

میں گمراہی اور ضلالت پر اصرار کرتا ہے۔ ابو جہل نے کہا تم اپنے آقا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کہہ دو کہ میں اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں اور میرے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار نکالی تا کہ اس ملعون کا سر تن سے جدا کر دیں مگر تلوار کند ہو چکی تھی لہٰذا ابو جہل ہی کی تلوار میان سے نکالی اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لائے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ دشمن خدا ابو جہل کا سر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہی تمام تعریفوں کا مستحق ہے جس نے تجھے ذلیل و خوار کیا اے دشمن خدا۔" ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اپنے دین کو عزت بخشی اور اس اُمت کا فرعون مر گیا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو رکعت نماز ادا فرمائی، ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

(صحیح بخاری شریف، سیرت ابن ہشام، پیارے نبیؐ کے پیارے غزوات)

مسلمانوں کی فتح و نصرت

اسی جنگ بدر کے روز کا واقعہ ہے کہ جب کفار اور مسلمان آپس میں لڑ رہے تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مشاہدہ فرما رہے تھے کفار کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی مسلمان انتہائی تھوڑی تعداد میں تھے اور جب لڑائی شدت اختیار کر گئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عریش میں تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر دُعا مانگ رہے تھے اور اتنی زاری فرما رہے تھے "اے اللہ! اپنے اس وعدہ کو پورا فرما جو تو نے مجھ سے کیا ہے، اے اللہ! اگر تو نے مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کرا دیا تو روئے زمین پر تیری

Marfat.com

عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زاری کے ساتھ دُعا فرما رہے تھے کہ آپؐ کے دوش مبارک سے چادر گر پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چادر اطہر کو اُٹھایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر ڈال دیا اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دُعاؤں میں کمی فرمائیے جو آپؐ نے اپنے اللہ سے مانگا ہے بہت جلد اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو آپؐ کے ساتھ پورا فرمائے گا۔

روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنے عریش میں تھے کہ آپؐ کے سر مبارک کو ایک جنبش ہوئی اس کے بعد آپؐ بیدار ہوئے اور ارشاد فرمایا، اے ابوبکرؓ! خوش ہو جاؤ اب خدا تعالیٰ کی مدد آ گئی اور جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے آ گئے ہیں اور ان کے سامنے کے دونوں دانتوں پر غبار پڑا ہوا ہے۔

اس کے ساتھ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے عریش سے باہر نکلے اور مسلمانوں کو ترغیب دیتے ہوئے فرمایا، اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے آج جو بھی شخص ان لوگوں سے جنگ کرے گا اور صبر سے ثواب سمجھ کر قتل ہو جائے گا آگے بڑھتا ہوا ہو گا پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ "پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مٹھی بھر ریت اُٹھا کر کافروں کی جانب پھینکی۔ حکم بن خرام کا کہنا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مٹھی بھر ریت ہماری طرف پھینکی تو ہم نے ایک آواز سنی جو آسمان سے آ رہی تھی کنکریوں کی آواز کی طرح جو طشت میں گرتے وقت پیدا ہوتی ہے اور ہم اس آواز کو سن کر دوڑ پڑے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان جب حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا جو کہ بنی سلمہ سے تعلق رکھتے تھے اُس وقت اُن کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں جنہیں وہ کھا رہے تھے فرمان نبوی سنتے ہی انہوں نے کہا کہ میرے اور جنت کے درمیان بس اتنا ہی فاصلہ ہے کہ میں ان لوگوں کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں اس کے ساتھ ہی اُنہوں نے

Marfat.com

کھجوریں اپنے ہاتھ سے پھینک دیں اور تلوار ہاتھ میں لے کر کفار کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ شہادت کا رتبہ حاصل کر کے جنت کے باغات کی طرف تشریف لے گئے۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کے چودہ اصحاب شہید ہوئے جن میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصار میں سے تھے، انصار میں سے جو شہید ہوئے اُن آٹھوں میں سے دو کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا جبکہ چھ کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ اس جنگ میں جو کافر مارے گئے تھے ان کی تعداد ستر تھی، کفار کی چوبیس لاشوں کے بارے میں آپؐ نے حکم فرمایا کہ ان کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنویں میں ڈال دیا جائے یہ کنواں نجاست اور گندگی والا تھا لوگ اس میں کوڑا کرکٹ اور گندگی ڈالا کرتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عادتِ مبارکہ تھی جب کبھی کفار پر فتح حاصل کرتے تو تین دن تک اُسی مقام پر قیام رکھتے چنانچہ بدر کے میدان میں بھی آپؐ نے تین دن تک قیام فرمایا جب تیسرا دن ہوا تو حکم فرمایا کہ سواری لائی جائے سواری حاضر کی گئی تو آپ اُس پر سوار ہوئے۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت اس خیال سے آپؐ کے ہمراہ ہوگئی کہ شاید آپؐ کسی کام کے تشریف لے جا رہے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کنویں پر تشریف لے کر گئے جس میں کفار کی لاشوں کو ڈالا گیا تھا اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایک کافر کا نام لے کر مثلاً اے ابوجہل بن ہشام، اے شیبہ بن ربیعہ وغیرہ آواز دی اور فرمایا، کیا تمہیں یہ خوش معلوم نہیں ہوتا کہ تم اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے اب جبکہ پردہ اُٹھ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو (تم لوگوں نے) دیکھ لیا ہے تو تم مسلمان ہونے کی خواہش کرتے ہو۔" بلاشبہ ہم نے اسے حق سے پالیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا کیا تم نے بھی اسے حق سے پالیا ہے جو تم سے عذاب کی وعید فرمائی گئی تھی۔"

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطاب فرمایا،

Marfat.com

''اے کنویں میں پڑے ہوئے لوگو! تم عاقبت نا اندیش اور بدخویش ہو کہ تم نے مجھے جھٹلایا اور دوسرے لوگ تصدیق کرتے ہیں۔'' اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ ان جسموں کو مخاطب فرمارہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، قسم ہے اُس اللہ کی جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ اس بات کے سننے والے نہیں ہو جو کچھ میں خطاب کررہا ہوں وہ خوب سن رہے ہیں لیکن وہ جواب دینے سے قاصر ہیں۔

(صحیح مسلم، سیرت ابن ہشام، کامل ابن اثیر، طبقات ابن سعد)

جب رسول کریم ﷺ زخمی ہوگئے

غزوۂ اُحد کے روز مشرکین میں سے چار کافروں نے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ قتل کردیں یہ چاروں کافر عتبہ بن ابی وقاص، ابی بن خلف، عبداللہ شہاب زہری اور عبداللہ بن قمیہ تھے۔ (ایک روایت میں آتا ہے کہ ان میں عبداللہ حمید اسدی بھی شامل تھا)۔ جب جنگ خوب زوروں پر شروع تھی تو ابن قمیہ لعین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس قدر پتھر پھینکے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خود کے حلقے چہرۂ اقدس میں گڑ گئے اور پیشانی مبارک زخمی ہوگئی جس سے مبارک خون بہہ کر داڑھی مبارک کو رنگین کرنے لگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی چادر اطہر سے اسے صاف کرتے اور فرماتے وہ قوم کیسے نجات پائے گی جو اپنے پیغمبر کے ساتھ ایسا سلوک کرتی ہے حالانکہ وہ اس قوم کو حق کی دعوت دیتے ہیں۔

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ جب اُس روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زخم آیا خون مبارک بہا تو اُسے اپنی چادر اطہر سے صاف کرتے تھے اور اسے زمین پر گرنے

Marfat.com

نہیں دیتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے اگر خون سے ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو یقیناً اللہ تعالیٰ آسمان سے اہلِ زمین پر عذاب نازل کرے گا۔ عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھینکا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نچلے لب مبارک پر لگا اور نچلے دو دندان مبارک شہید ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ دیکھا تو فوراً اُحد پہاڑ کے ایک چشمہ مہراس پر گئے اور وہاں سے اپنی زرہ میں پانی بھر کر لائے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پینے کے لیے پیش کیا آپؐ نے اس پانی میں بدبو محسوس کی اور کراہت کا اظہار فرمایا جس کی وجہ سے اس پانی کو نہ پیا بلکہ چہرہ مبارک کو اس سے صاف فرمانا شروع کیا اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے تھے "اللہ کا غضب اس شخص پر شدید ہو گیا جس نے نبی کا چہرہ خون سے آلودہ کیا۔"

کہا جاتا ہے کہ جب عتبہ بن ابی وقاص لعین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک شہید کیے تو اس کے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ عتبہ نے یہ کام کیا ہے تو اُنہوں نے اُس بدبخت کو میدانِ جنگ میں بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملا اُن کا مقصد تھا کہ اُسے ڈھونڈ کر اس حرکت کا مزہ چکھائیں اور انتقام لیں۔ خود حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں فرمایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے دل میں کسی آدمی کو قتل کرنے کا ایسا جذبہ کبھی نہیں پیدا ہوا جیسا اپنے بھائی عتبہ کو قتل کرنے کے لیے پیدا ہوا اگرچہ میں جانتا تھا کہ اس کی وجہ سے قوم میں مبغوض ہو جاؤں گا لیکن میرے لیے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی ارشاد کافی تھا کہ "اللہ کا غضب اس شخص پر شدید ہو گیا جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون سے آلودہ کیا۔

(زرقانی علی المواہب، سیرت ابن ہشام، غزوات رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

ابوسفیان کی سرکوبی کا حکم

یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول

Marfat.com

نہیں کیا تھا اور کفار کے سرکردہ لیڈروں میں سے تھے۔

کفار کو جب غزوۂ خندق میں ناکامی ہوئی تو وہ دن بدن نت نئے منصوبے بناتے رہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں ایک روز کا ذکر ہے کہ ابوسفیان مشرکین کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا اور اسی بارے میں صلاح مشورے ہو رہے تھے ابوسفیان نے کہا، تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو مدینہ طیبہ میں جائے اور کسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمارا بدلہ لے کیونکہ اُن سے بدلہ لینا انتہائی آسان ہے وہ جب بازار میں جاتے ہیں تو اکیلے جاتے ہیں اکثر و بیشتر ان کے ساتھ کوئی نہیں ہوتا اور جب تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں تو اس قدر مشغول ہوتے ہیں کہ دشمن اور دوست کی تمیز نہیں کرتے۔ اتفاق سے ایک اعرابی وہاں پر بیٹھا یہ باتیں سن رہا تھا جب مجلس برخواست ہوگئی تو وہ چپکے سے اُٹھا اور ابوسفیان کے گھر گیا اُسے تنہائی میں لے جا کر اعرابی نے کہا، اے ابوسفیان! اگر تم اس معاملہ میں میری مدد کرو تو میں اس مہم کو پورا کر سکتا ہوں کیونکہ میں سب راستوں سے خوب اچھی طرح واقف ہوں میرے پاس خنجر بھی بڑا تیز ہے اور مجھے کسی کا کوئی ڈر بھی نہیں ہے۔

ابوسفیان نے اس اعربی کا ایسا ارادہ دیکھا تو اس کی دل جوئی کی خاطر کچھ وعدہ کیا اور زادِراہ کے لیے ایک اونٹ اُسے دیا اور ساتھ ہی یہ بھی اُس سے کہا کہ اس گفتگو کو راز میں رکھنا۔ پھر اس اعرابی کو اُسی رات مکہ مکرمہ سے باہر نکال دیا۔ اعرابی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب فاصلے طے کرتا ہوا تھوڑی ہی مدت میں مدینہ طیبہ جا پہنچا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں دریافت کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس وقت قبیلہ بنی الاشہل میں تھے۔ وہ اعرابی اس جگہ پر پہنچا اُس نے اپنا اونٹ ایک جگہ پر مضبوطی سے باندھا اور خود پیدل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش میں چل پڑا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس وقت اس قبیلہ کی مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو وعظ و نصیحت کرنے میں مصروف تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ نے دور سے اس اعرابی کو آتا ہوا دیکھا تو اپنے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا، یہ شخص دھوکہ دینے کا خیال رکھتا ہے لیکن ہمارے اور اس کے درمیان لطف

Marfat.com

الٰہی حائل ہے۔

جب اعرابی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک پہنچا تو کہنے لگا تم ہی عبدالمطلب کے بیٹے ہو؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ابن عبدالمطلب۔ اعرابی یہ سن کر جلدی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف مزید آگے بڑھا اُس نے ایسے ظاہر کیا کہ جیسے وہ کسی مشورہ کے طور پر کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔ ابھی وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلدی سے اُسے پکڑ لیا اور کہا، اے لعین! رسول اللہ دُور رہو۔ اس کے ساتھ اُنہوں نے اعرابی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر ٹٹولا تو اس کے کپڑوں کے نیچے خنجر تھا حضرت اسید نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس کے کپڑوں کے نیچے خنجر ہے اور یہ عیار اور مکار آدمی ہے۔

وہ اعرابی جلدی سے حضرت اسید کے پاؤں پر گر پڑا اور گڑگڑا کر کہنے لگا میرا خون معاف کردو۔ حضرت اسید نے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعرابی کی طرف توجہ فرمائی اور اُس سے فرمایا، سچ کہو کہ تیرے آنے کا سبب کیا ہے اگر تم سچ کہو گے تو یہ سچ تجھے فائدہ دے گا ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے تمہارے خیال سے آگاہ کردے گا۔ اعرابی نے امن طلب کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو امان دے دی۔ اعرابی نے امان پا کر تمام صورت حال ٹھیک ٹھیک بیان کردی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اسید کو اشارہ کیا کہ اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو جب تمام باتیں ہوگئیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعرابی کو فرمایا کہ میں نے تم کو امان دے دی تم جہاں چاہو جاسکتے ہو لیکن تمہارے لیے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں، اعرابی نے پوچھا وہ کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دو اور میری رسالت کا اعتراف کرو۔ اعرابی نے کلمہ پڑھا اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگیا۔

جب اعرابی نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا تو کہنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں کسی شخص سے نہیں ڈرا لیکن جب میں نے آپ کو دیکھا تو میری عقل ختم ہوگئی

Marfat.com

اور مجھ پر کمزوری نے غلبہ پالیا۔ آپ ؐ کو میرے دل کی بات سے آگاہ کیا گیا حالانکہ اس بات کو میرے اور ابوسفیان کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا تھا کوئی بھی اس راز سے آگاہ نہیں تھا۔ میں جان گیا کہ آپ کو الہام کرنے والا اور مدد دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اعرابی یہ باتیں کہتا جاتا تھا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبسم فرماتے جاتے تھے۔ یہ عرابی چند روز تک بارگاہِ رسالت میں حاضر رہا پھر واپسی کی اجازت لے کر چلا گیا۔

اس واقعے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوسلمہ بن اسلم اور حضرت عمر بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرمایا کہ تم مکہ مکرمہ جاؤ اور ابوسفیان کو قتل کر دو دونوں صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے جب یہ حرم پاک کا طواف کر رہے تھے تو ایک کنیز نے ان کی آپس میں گفتگو سُن لی اور ان کے حالات سے باخبر ہو گئی اُس نے اُسی وقت چلا کر پکارا، اے اہل مکہ! یہ عمر بن امیہؓ ہے اس سے غفلت نہ کرنا۔ جب مکہ کے لوگوں نے یہ سنا تو وہ ان کی طرف بھاگے تا کہ ان کو پکڑ سکیں دونوں صحابہ کرامؓ نے جب یہ دیکھا تو دونوں مخالف سمتوں میں بھاگ اُٹھے ابوسلمہؓ تو کسی نہ کسی طرح وہاں سے بھاگ کر مدینہ منورہ پہنچ گئے عمر بن امیہؓ ضمری بعد میں مدینہ منورہ پہنچے کیونکہ وہ مکہ مکرمہ کے پہاڑوں اور غاروں میں چھپ گئے تھے کفار ان کی تلاش میں مصروف تھے اچانک ان میں سے ایک شخص عثمان بن مالک حضرت عمرو بن امیہؓ کے سامنے آ گیا انہوں نے یکدم تیزی کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور اس کے سینہ میں خنجر مارا اس نے ایسا زبردست نعرہ مارا کہ مکہ والوں نے اس کی آواز سن لی لوگ بھاگ کر آئے اور اس کی طرف متوجہ ہو گئے اس موقع کو غنیمت جان کر حضرت عمروؓ وہاں سے نکلے اور ایک غار میں گھس گئے اس غار میں ان کو ایک کانا شخص نظر آیا جو دوپہر کی گرمی کی وجہ سے اپنی بھیڑوں کو سائے میں لایا ہوا تھا اُس نے چند نازیبا کلمات اپنی ناپاک زبان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر تو صبر سے کام لیتے رہے اور جب وہ لعین سو گیا تو انہوں نے کمان کا ایک کنارہ اس کی آنکھ پر رکھا اور

Marfat.com

اس قدر طاقت کے ساتھ دبایا کہ اس کے دماغ تک پہنچ گیا وہ کافی تڑپا لیکن انہوں نے اسے یہاں تک دبائے رکھا کہ وہ لعین مر گیا اس کے بعد حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار سے باہر نکلے دیکھا تو کفار کے دو آدمی ان کی تلاش میں ان کے قریب آ رہے ہیں انہوں نے ایک کو تیر مار کر ہلاک کر دیا جبکہ دوسرا تیزی سے بھاگ گیا اس کے بعد حضرت عمروؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور حقیقت حال سے آگاہ کیا جب ابوسفیان کو اس بارے میں آگاہی ہوئی تو اُس نے اپنی حفاظت کے لیے مزید سخت انتظام کر لیا۔

(مدارج النبوۃ، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

واقعہ صلح حدیبیہ

جس روز صلح حدیبیہ کا واقعہ ہوا اُس روز قریش کی طرف سے مکرز بن حفص اور سہیل بن عمرو کو بھیجا گیا کہ وہ جس طرح مناسب سمجھیں مسلمانوں کے ساتھ ہماری طرف سے صلح کریں جب یہ دونوں مسلمانوں کے پاس آئے تو انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گفتگو کی سہیل نے اپنی گفتگو کا آغاز اس بات سے کیا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہمارے آدمیوں کی ایک جماعت جو آپ کی قید میں ہے اس کو آزاد کر دیجئے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ ان کے پچاس قیدی اُس وقت لگے تھے جب حدیبیہ میں قیام کے دوران قریش مکہ نے ان پچاس افراد کو اس اُمید پر مسلمانوں کی طرف بھیجا تھا کہ وہ رات کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں میں سے جو بھی قابو آجائے اُسے پکڑ کر لے جائیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کی حفاظت اور نگرانی کی ڈیوٹی حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لگائی ہوئی تھی اُنہوں نے رات کے اندھیرے میں کفار کی اس

Marfat.com

جماعت کو دیکھ لیا اور پھر مسلمانوں نے ان سب کو پکڑ کر اپنی قید میں کر لیا ان تمام کو باندھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لایا گیا آپ نے ان کو قید میں رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔

جب سہیل نے اپنے قیدیوں کا تقاضا کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تک قریش حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے دس دوسرے آدمیوں کو نہیں بھیجتے میں انہیں نہیں بھیجوں گا۔ یہ دس صحابہ کرام مہاجرین میں سے تھے جو حضرت عثمان غنیؓ کے مکہ مکرمہ میں جانے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے کر مکہ مکرمہ گئے تھے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سہیل کے مطالبے پر اُسے اپنا جواب دیا تو سہیل بن عمرو نے کہا، اس معاملے میں آپ حق بجانب ہیں سہیل بن عمرو کی بات سے اس کے ساتھیوں مکرز بن حفص اور حویطب بن عبدالعزیٰ نے بھی اتفاق کیا اور مکہ مکرمہ پیغام بھیجا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے آدمیوں کو بھیج دیں تاکہ وہ ہمارے قیدی بھی چھوڑ دیں۔ جب کفار کو یہ علم ہوا کہ جب تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو نہیں بھیجیں گے ان کے قیدیوں کی رہائی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔

چنانچہ کفار نے پہلے حضرت عثمان غنیؓ اور دس دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو واپس بھیجا اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی وعدہ کے مطابق کفار کے آدمیوں کو قید سے آزاد کر دیا اس کے بعد قریش کی جانب سے تین افراد مکرز بن حفص، سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ میں سے سہیل بن عمرو نے معاہدہ کرنے کی خاطر گفتگو کا دوبارہ آغاز کیا سہیل نے کہا کہ قریش آپ سے صلح کرنے پر رضامند ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ اس سال واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال عمرہ ادا فرمائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس معاملہ میں نرمی سے کام لیتے ہوئے قریش کے ساتھ اس معاہدے کے تحت صلح کی کہ دس سال تک مسلمانوں اور قریش کے مابین کوئی لڑائی نہیں ہوگی ان دس سالوں کے دوران ہر قسم کی قتل و غارت سے پرہیز ہوگا اور جنگی ہتھیار نہیں اُٹھائے جائیں

Marfat.com

گے اور ایک دوسرے کے شہروں میں آنا جانا رہے گا ایک دوسرے کے اموال اور جانوں سے تعرض نہیں کریں گے اور قریش میں سے جو کوئی بھی شخص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس معاہدہ میں شریک ہوگا قریش اس سے تعرض نہیں کریں گے جو شخص قریش کے ساتھ معاہدہ کرلے گا مسلمان اس سے مزاحم نہیں ہوں گے۔ آئندہ برس جب مسلمان عمرہ ادا کرنے کے لیے آئیں گے تو ان کی تلواریں میان میں ہوں گی اور یہ بھی مسلمانوں کے لیے شرط ہوگی کہ وہ تین دن سے زیادہ مکہ مکرمہ میں قیام نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کے حلیف سے بالکل تعرض نہیں کریں گے۔

اس معاہدے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ کفار سے جو شخص آئندہ بغیر اجازت مسلمان ہو کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں آئے گا اور اپنے دین کو چھوڑ کر دین اسلام اختیار کر کے مسلمانوں کی پناہ میں آجائے گا اُسے واپس بھیج دیا جائے گا اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص مرتد ہو کر قریش کے پاس پناہ حاصل کرے گا وہ اسے واپس مسلمانوں کے پاس نہیں بھیجیں گے۔ اس آخری شرط کے قبول کرنے پر صحابہ کرامؓ کو بڑی حیرانی ہوئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ اس شرط کو قبول فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے اور ارشاد فرمایا جب اس جماعت میں سے کوئی شخص ہمارے پاس آئے گا اور ہم اسے واپس کردیں گے اللہ تعالیٰ اس کے لیے وسعت اور راہ پیدا کردے گا اور جو شخص ہم سے اعراض کرے گا اور کافروں کے پاس جائے گا اس سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں بلکہ وہ کفار کے ساتھ ہی رہنے کے زیادہ مناسب ہے۔

اس معاہدے کو طے کرتے وقت مجلس میں شریک تمام لوگ بڑے غور سے معاہدے کو شرائط کر سن رہے تھے انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد بھی سن لیا تھا یہ مجلس مربع شکل میں بنی ہوئی تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپؐ کے عقب میں حضرت مسلم بن اسلم اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود پہنے ہوئے کھڑے

Marfat.com

تھے کئی صحابہ کرامؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد صف باندھے کھڑے تھے۔ سہیل بن عمرو حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھا ہوا تھا یہ کبھی اونچی آواز میں گفتگو کرتا اور کبھی پست آواز میں جب سہیل بن عمرو کی آواز گفتگو کے دوران اونچی ہو جاتی تو حضرت عبادہؓ اور حضرت مسلمؓ اس کو ڈانٹتے اور کہتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب اور لحاظ رکھیں اور اونچی آواز میں گفتگو نہ کریں۔ معاہدے کی شرائط ابھی طے ہو ہی رہی تھیں کہ اسی دوران سہیل بن عمرو کا بیٹا حضرت ابو جندلؓ جو اس سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور ان کے باپ نے اسلام قبول کرنے کی پاداش میں ان کو قید کر کے رکھا ہوا تھا کلمہء شہادت پڑھتا ہوا مکہ مکرمہ کی ڈھلوان سے لڑھکتا ہوا مسلمانوں کی جانب آیا سہیل بن عمرو نے جب اپنے بیٹے کو دیکھا تو اُس نے فوراً کہا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! معاہدے کی شرائط کے مطابق اس کو میرے حوالے کر دیجئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے جواب میں فرمایا ابھی ہم معاہدے کی کتابت سے فارغ نہیں ہوئے اور یہ شرط صلح کے تمام ہونے کے بعد نافذ ہو گی۔

سہیل بن عمرو نے اس معاملے میں انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیا اور کہنے لگا اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو ہم بھی صلح نہیں کرتے اور کسی بات میں بھی ہمارے اور آپؐ کے درمیان صلح نہیں ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس ایک شخص کو میرے لیے مستثنیٰ کر دو اور نرمی اور آسانی پیدا کرو۔ سہیل نے کہا میں نہیں کرتا۔ حضورؐ نے پھر فرمایا، مان لے، اس نے کہا میں نہیں مانتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر چند اس بارے میں اصرار فرمایا لیکن سہیل بن عمرو نے کسی طرح بھی قبول نہیں کیا۔ مکرز بن حفص جو کہ فاجر و فاسق تھا اُس نے جب یہ صورتحال دیکھی تو بولا کہ ہم مان لیتے ہیں مگر سہیل بن عمرو اپنی ضد پر قائم رہا اور اس نے قبول نہ کیا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سہیل بن عمرو سے فرمایا کہ کم از کم اس کے بعد سے تکلیف نہ دینا۔ مکرز بن حفص نے اس بات کی ضمانت دی کہ آج کے بعد حضرت

Marfat.com

ابوجندل کو تکلیف نہیں دی جائے گی۔ جب ابوجندلؓ نے دیکھا کہ اس کا باپ اسے واپس مکہ مکرمہ میں لے جائے گا اور اسے مشرکین کے حوالے کیا جارہا ہے تو حضرت جندلؓ نے فرمایا اے مسلمانو! مجھے کفار کے حوالے نہ کرو میں مومن اور مسلمان ہو کر آیا ہوں اور تمہارے پاس پناہ حاصل کی ہے تمہیں علم نہیں کہ مشرکین نے مجھے کیسے کیسے عذاب دیے ہیں میں نے اسلام کی خاطر بڑی تکلیفیں برداشت کی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ سے فرمایا، صبر کرو اور دل کو خوش رکھو اور ثواب کی اُمید رکھو اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ رکھو کہ وہ تمہارے لیے اور باقی مسلمانوں کو جو مکہ مکرمہ میں ہیں بہت جلد کشادگی اور آزادی کی راہ پیدا فرمائے گا اب ان لوگوں کے ساتھ شرط طے ہوگئی ہے اور عہد باندھا جاچکا ہے، معاہدہ کی خلاف ورزی ہمارا دستور نہیں اس لیے صبر کرو۔

(سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری، تاریخ اسلام، معارج النبوۃ، سیرت سید المرسلین ﷺ)

مخالفین کا اعتراض

جب گفت وشنید کے بعد صلح کی تمام شرائط طے پاگئیں تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلح نامہ کی کتابت کے لیے حضرت اوس بن خولی انصاریؓ سے فرمایا کہ وہ صلح نامہ لکھیں۔ (چونکہ یہ خط وکتابت میں مہارت رکھتے تھے۔) سہیل بن عمرو نے کہا کہ اس عہدنامہ کو آپ کا چچازاد بھائی علیؓ بن طالب لکھے یا پھر حضرت عثمانؓ۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سہیل نے کہا ربِ کعبہ کی قسم! ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کہ کون ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نے کہا الرحمٰن الرحیم کیا ہے؟ ہم اُسے نہیں جانتے اس لیے لکھو بِسمِكَ (جیسا کہ عام طور پر لکھا جاتا تھا)۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بغیر کوئی چیز نہیں لکھیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے علیؓ! لکھو باسم اللھم۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق لکھا۔ پھر ارشادِ نبوی ہوا، لکھو ھذا ما قاضیٰ بہِ مُحمدٌ رسول اللہ (اللہ تعالیٰ کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو فیصلہ فرمایا ہے یہ وہ ہے)۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکھا۔ سہیل بن عمرو نے کہا ہم آپ کی رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اگر ہم جانتے کہ آپ خدا کے رسول ہیں تو ہم اس کے گھر کی زیارت سے آپؐ کو نہ روکتے۔ اس میں لکھیے ''محمد بن عبداللہ'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے علیؓ! رسول کے لفظ کو مٹا دو اور اس جگہ محمد بن عبداللہ لکھ دو۔ میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، خدا کی قسم! میں آپؐ کے وصف رسالت کو محو نہیں کروں گا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ سہیل بن عمرو نے کہا اے علیؓ! رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دو ورنہ ہم یہ مصلحت نہیں کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاغذ کو ہاتھ سے رکھ دیا اور اپنا ہاتھ تلوار کی طرف لے گئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے علیؓ! چھوڑو اس کو، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے آپؐ کا ادب و احترام مانع ہے کہ میں اس کلمہ کو محو کروں اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے کاغذ لے کر لفظ رسول اللہ کو محو کر کے اس کی جگہ ابن عبداللہ لکھ دیا۔

جب صلح نامہ کی تحریر سے فارغ ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اے علیؓ! تمہیں بھی ایسا ہی معاملہ آگے پیش آئے گا۔ چنانچہ یہ واقعہ اُس وقت پیش آیا جب صفین کی جنگ میں صلح قرار پائی تو صلح نامہ میں لکھا گیا کہ یہ کتابت ''امیر المومنین علیؓ کی معاویہؓ بن ابو سفیانؓ کے ساتھ ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس وقت فرمایا کہ لفظ امیر المومنین کو کاٹ دو اور لکھو علیؓ بن ابی طالب کیونکہ اگر میں ان کو امیر المومنین جانتا تو ان کے ساتھ جنگ نہ کرتا اور ان کی پیروی و اطاعت کرتا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان یاد آ گیا اور فرمایا، اللہ

Marfat.com

کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا تھا اور جس طرح معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اُسی طرح لکھوایا۔

یہ معاہدہ قریش کے ساتھ طے پا گیا تو اُس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم! کیا آپ پیغمبر برحق نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا، میں نبی برحق ہوں، پھر فرمایا کیا ہم حق پر نہیں؟ اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں، تم حق پر ہو اور مخالفین باطل پر ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو پھر ہم یہ سب ذلت اور حقارت کیوں قبول کر رہے ہیں اور اس قسم کی صلح کر کے لوٹ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، اے خطاب کے بیٹے! میں خدا کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہ میرا معاون و مددگار ہے اور ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ فرمایا میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔

حضرعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا آپؐ نے ہم سے وعدہ نہیں فرمایا کہ ہم مکہ مکرمہ جائیں گے، کعبہ کا طواف کریں گے، ارشاد فرمایا، ہاں میں نے وعدہ کیا ہے لیکن اس سال نہیں، اے عمرؓ! غم نہ کرو تم خانہ کعبہ میں جا کر طواف کرو گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس طرح غمناک اور اندوہناک حالت میں حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک سے باہر آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور ان سے بھی ایسی ہی باتیں کیں جس طرح کہ حضورؐ سے کی تھیں اُنہوں نے بھی وہی جواب دیا جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا تھا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے عمرؓ جاؤ حضورؐ کی رکاب سے ہاتھ نہ اُٹھاؤ اور آپؐ کے قول و فعل سے اعراض نہ کرو آپؐ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں

Marfat.com

وحی سے کرتے ہیں اور اسی میں مصلحت ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اُن کا ناصر و مددگار ہے۔

کہا جاتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے عرصہ میں اس قدر لوگ مسلمان ہوئے کہ ابتدائے بعثت سے معاہدہ تک کے مسلمانوں کی تعداد کے برابر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی فتح صلح حدیبیہ کے برابر نہیں تھی کہ لیکن ہماری عقل میں اس بات کی سمجھ نہیں آتی۔ یہ ایک راز تھا جو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے درمیان تھا لیکن بندے جلد باز ہیں اور اللہ جلد بازی سے منزہ و پاک ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حجۃ الوداع میں میں نے دیکھا کہ سہیل بن عمروؓ جو کہ اُس وقت تک مسلمان ہو چکے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں قربانی کا اونٹ لائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دستِ مبارک سے اسے نحر کیا اور سہیل بن عمروؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے سرتراش مقرر کیا یہاں تک کہ آپؐ کے سر مبارک کے موئے مبارک تراشے، میں نے حضرت سہیلؓ کو دیکھا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک لیتے تھے اور اپنے سر اور آنکھوں سے ملتے تھے اور اس عمل کو دنیا و آخرت میں کامیابی کا باعث جانتے تھے میں سوچتا تھا کہ ایک وہ دن تھا کہ حدیبیہ کے روز صلح نامہ کے عنون بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے پر رضامند نہیں ہوتے تھے اور محمد رسول اللہ لکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ (اور آج یہ دن ہے کہ محبت و عقیدت میں بازی لے جا رہے ہیں۔

(سیرت ابن ہشام، معارج النبوۃ، مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت سرکار دو عالم ﷺ، سیرت ہادیٔ عالم ﷺ)

یہودیہ نے زہر کھلا دیا

کفار نے بے شمار موقعوں پر یہ کوشش کی کہ کسی طرح وہ نعوذ باللہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دیں ایسا ہی ایک موقع اُن کو اُس وقت ہاتھ آیا جب خیبر کے غزوہ میں خیبر کے تمام قلعے فتح ہو گئے تو یہودیوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زہر دینے کا

Marfat.com

پروگرام بنایا۔ زہر دینے والی مرحب کی بھتیجی اور سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث یہودیہ تھی اُس نے زہر دینے سے پہلے لوگوں سے معلوم کیا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بکری کے کون سے حصہ کے گوشت کو شوق سے تناول فرماتے ہیں۔

لوگوں نے اسے بتایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دستی اور شانے کے گوشت کو پسند فرماتے ہیں چنانچہ اُس نے ایک بکری ذبح کی اور اس کی دستی اور دونوں کندھوں میں زہر ملایا اور پھر بھون کر شام کے وقت ہدیہ کے طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے کر آئی اس گوشت میں اُس یہودیہ نے ایسا زہر ملایا جو فوری اثر کرنے والا تھا۔

اس مجلس مبارک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دیگر صحابہ کرامؓ بھی تشریف فرما تھے آپؐ نے ان کو بھی کھانے کی دعوت دی اور حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کھانے میں سے ایک لقمہ اُٹھا کر اپنے منہ میں رکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس گوشت میں سے کچھ حصہ لے کر سامنے کے دندان مبارک سے کاٹا اور اسے چبایا تو فوراً صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اس کھانے سے ہاتھ اُٹھا لو کیونکہ یہ گوشت مجھے کہتا ہے کہ میں زہر آلود ہوں حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لقمہ کھالیا تو اُنہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے لقمہ چباتے وقت کراہت اور نفرت محسوس کی میں نے ارادہ کیا کہ اسے منہ سے نکال دوں اور باہر پھینک دوں مگر پھر میں نے سوچا کہ مبادا اس سے آپ کو کھانے میں بے رغبتی پیدا ہو، اس کے بعد حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے اُٹھے بھی نہ تھے کہ اُن کے چہرے کی رنگت سبز و سیاہ ہوگئی اور ایک سال بیمار رہ کر انتقال فرما گئے ایک روایت میں آیا ہے کہ اسی وقت انتقال فرما گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسی وقت حکم دیا کہ تمام روسائے یہود اور زینب یہودیہ یہاں پر حاضر ہوں جب وہ تمام حاضر ہو گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا میں تم سے سوال کرتا ہوں سچ کہو گے؟ اُنہوں نے کہا، ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا فلاں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو، تمہارا باپ فلاں ہے

Marfat.com

یہودیوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی اور کہا آپؐ سچ فرماتے ہیں اور درست کہتے ہیں۔

پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ میں تم سے ایک اور خبر پوچھوں گا سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں اگر ہمارا جواب ٹھیک نہ ہوا تو آپؐ کو یقیناً علم ہو جائے گا جیسا کہ پہلے علم ہو گیا ہے یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے پوچھا کہ جہنمی کون لوگ ہیں؟ یہود نے جواب میں کہا کہ ہم لوگ جہنم میں چند دنوں تک رہیں گے اور جہنم کی آگ ہمیں صرف چند دنوں کے علاوہ ہرگز نہیں چھوئے گی اس کے بعد آپ لوگ (مسلمان) اس میں ہمیشہ کے لیے رہو گے۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودیوں سے فرمایا، دور رہو اور دوزخ میں جاؤ ہم تمہارے کبھی بھی آگ میں خلیفہ نہیں بنیں گے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں تم سے کچھ سوال کروں تو کیا تم سچائی سے جواب دو گے؟ اُنہوں نے کہا، ہاں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اس بکری کے گوشت میں تم نے زہر ملایا تھا۔ اُنہوں نے کہا، آپ کو یہ راز کیسے معلوم ہو گیا؟ آپؐ نے فرمایا مجھے اس گوشت نے بتایا ہے۔ زینب یہودیہ نے کہا، ہاں زہر ملایا تھا اور یہ جرأت میں نے کی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ ایسا کرنے کا سبب کیا تھا؟ زینب نے کہا کہ آپؐ نے میرے باپ، خاوند اور چچا کو قتل کیا، میں نے کہا کہ اگر آپؐ نبوت کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں تو لوگوں کو اس سے نجات ہو جائے گی اور اگر سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپؐ کو اس سے آگاہ کر دے گا اور آپؐ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ بعض کا کہنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے معاف فرما دیا۔ ایک روایت میں ہے حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا تو ان کے قصاص میں اس یہودیہ کو قتل کر دیا گیا۔

جو گوشت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر میں کھایا تھا اس میں موجود زہر کا اثر ہمیشہ آپؐ کے بدن اطہر میں موجود رہا اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مرض موت میں فرمایا کرتے تھے اے عائشہؓ! میں اُس گوشت کی اذیت ہمیشہ اپنے میں پاتا ہوں جسے خیبر میں کھایا تھا اور میں اس وقت بھی اس زہر سے اپنی ابہر کو کٹتا محسوس کر رہا ہوں۔ (ابہر دل کی ایک رگ کا نام ہے جب یہ کٹ جائے تو آدمی مر جاتا ہے)۔

یہ گوشت اس قدر تیز زہر آلود تھا کہ اس کا اثر جسم اطہر میں موجود رہا حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جتنا گوشت اس زہر آلود بکری سے چکھا اس کے نقصان کو دُور کرنے کے لیے اپنے دونوں مبارک کندھوں کے درمیان سے خون نکلوا دیا اور اپنے اُن صحابہ کرام سے بھی جنھوں نے اس گوشت کے لقمہ کو چبایا تھا ان سب کو حکم دیا کہ سر کے پچھنے لگوائیں۔

(تاریخ طبری، تاریخ اسلام، فتوح البلدان، سیرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

حاتم طائی کی بیٹی اور بیٹا

یہ نو ہجری کا واقعہ ہے کہ جب ہمارے پیارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سو پچاس سواروں کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبیلے طے میں اس لیے بھیجا کہ وہاں پر جو بت خانہ تھا اُس کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ چنانچہ فرمان نبویؐ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھی صحابہ کرامؓ کے ہمراہ انتہائی تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے عین صبح سویرے اُس وقت قبیلہ طے میں پہنچ گئے جبکہ ابھی وہ لوگ نیند سے بیدار ہی ہوئے تھے، اس اچانک بے خبری کے عالم میں قبیلہ طے والوں کو جالیا اور اُن کا بت خانہ جلا کر تباہ کر دیا یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ قبیلہ طے والوں کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا۔ مسلمانوں کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت، بھیڑ بکریاں اور اُونٹ ملے۔ اس قبیلے کا رئیس عدی بن حاتم بھاگ کر شام چلا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عن نے خمس نکالنے کے بعد مال غنیمت کو تقسیم کیا حاتم

Marfat.com

طائی کی بیٹی جو کہ بڑی ذہین عورت تھی اُسے غنیمت میں داخل کر کے مدینہ منورہ لے آئے اور اُس کو اُس سرائے میں جگہ دی جو قیدیوں کی حفاظت کے لیے خاص طور پر بنائی گئی تھی۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف لے جارہے تھے اور حاتم طائی کی بیٹی گھر سے باہر نکل کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ پر کھڑی ہوگئی اور کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا باپ مرگیا اور میرا بھائی غائب ہے مجھ پر احسان فرمایئے اللہ تعالیٰ آپؐ پر فضل وکرم فرمائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے دریافت کیا کہ تیرا فدیہ دینے والا کون ہے؟ حاتم کی لڑکی سقانہ نے جواب دیا کہ میرا بھائی عدیؓ بن حاتم، آپؐ نے ارشاد فرمایا، وہ تو خدا اور رسول سے بھاگا ہوا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات فرمائی اور مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔

جب دوسرا روز ہوا تو سقانہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گزرنے کے وقت اپنی درخواست کو دہرایا اور وہی جواب سنا تیسرے روز بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سرائے کے دروازے کے پاس سے گزرے حاتم کی بیٹی سقانہ پھر کھڑی ہوگئی اور کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اپنے قبیلے کے سردار کی بیٹی ہوں میرا باپ حاتم دنیا سے رخصت ہوگیا اور بھائی ملک شام میں بھاگ گیا مجھ پر احسان کیجئے اور مجھے آزاد کردیجئے اللہ تعالیٰ آپؐ پر فضل وکرم فرمائے گا۔

اس مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ فرمائی اور اس کی درخواست قبول کی چنانچہ یہ طے ہوا کہ جب سقانہ کے جاننے والوں کی ایک جماعت مدینہ منورہ میں آئے اسے ان کے ساتھ بھیج دیا جائے گا۔ چند روز کے بعد قبیلہ طے کی ایک جماعت مدینہ منورہ میں آئی حاتم کی لڑکی نے اس موقع کو غنیمت جانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بارے میں عرض کیا چنانچہ آپؐ نے حاتم کی لڑکی کو نیا لباس اور بیش قیمت انعامات دے کر اُسے اختیار دیا کہ وہ جہاں جانا چاہے جاسکتی ہے اس پر حاتم کی لڑکی اپنے بھائی کے پاس ملک شام میں چلی گئی۔

Marfat.com

جب سقانہ اپنے بھائی عدیؓ کے پاس پہنچی تو بھائی نے اپنی بہن سے دریافت کیا کہ اصل بات کیا ہے بہن نے جواب میں کہا کہ یا وہ پیغمبر ہے یا پھر بادشاہ، لیکن دونوں صورتوں میں اس کی اطاعت کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے،۔ بہن کی زبانی بھائی نے یہ بات سنی تو وہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا اور مدینہ طیبہ میں پہنچا اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف فرما تھے وہ مسجد میں آ گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو دیکھا تو اس سے دریافت فرمایا، تو کون ہے؟ اُس نے جواب دیا میں عدیؓ بن حاتم ہوں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس جگہ سے اُٹھے اور گھر کی طرف تشریف لے چلے عدیؓ بھی ساتھ ہو لیے اور راستے میں جو واقعات پیش آتے گئے اُن کو بڑی اچھی طرح ملاحظہ فرمایا۔ راستے میں ایک انتہائی عاجز اور کمزور بوڑھی عورت سامنے آئی اُس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ باتیں کیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ دیر تک اُس بوڑھی عورت کے ساتھ کھڑے ہو کر گفتگو فرماتے رہے اور اس کی ضرورت پوری فرمائی۔ عدیؓ بن حاتم نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عظیم خلق دیکھا تو دل میں اپنے آپ سے کہا، یہ صفت تو یقیناً انبیاء میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ جب حجرۂ مبارک میں آئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عدیؓ کے بیٹھنے کے لیے چمڑے کا تکیہ جسے کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تھا زمین پر بچھا دیا اور اس سے فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ عدیؓ پہلے تو تھوڑی دیر کے لیے رُکے مگر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اصرار فرمایا تو اس جگہ پر بیٹھ گئے اس کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین پر تشریف فرما ہو گئے۔

عدیؓ نے جب یہ دیکھا تو اپنے دل میں کہا، یہ بادشاہوں کی عادت ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ تو انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے محاسن و خصائل سے ہے۔ عدیؓ خاموشی سے اس بات پر غور کر رہے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گفتگو کا آغاز فرمایا، ارشاد فرمایا، اے عدیؓ! تیرا مذہب فلاں تھا اور تو یہ کام کرتا تھا جو تیرے مذہب و ملت میں جائز نہیں تھا۔ عدیؓ پھر دل میں خیال کرنے لگے کہ یہ واقعی پیغمبر ہیں۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

نے فرمایا، اے عدیؓ! شاید تم اس لیے اسلام قبول نہیں کرتے کہ مسلمانوں کے پاس مال کم ہے خدا تعالیٰ کی قسم! عنقریب ان کے درمیان اس قدر مال ہو جائے گا کہ مال کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا اور ممکن ہے اسلام کے قبول کرنے میں تجھے یہ رکاوٹ ہو کہ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی اور دشمنوں کی تعداد زیادہ ہے، خدا کی قسم! اگر تیری زندگی طویل ہوئی اور تم نے لمبی زندگی پائی تو دیکھے گا کہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ اور مسلمانوں کے دشمنوں کی تعداد کم ہو رہی ہے یہاں تک وہ ایک عورت قادسیہ سے تنہا اونٹ پر سوار خانہ کعبہ کے طواف کے لیے آئے گی اور اُسے خدا اور اس کے رسول علیہ السلام کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ تیرے لیے دین اسلام میں داخلے کے لیے یہ رکاوٹ ہو کہ تم دیکھتے ہو کہ سلطنت وحکومت مسلمانوں کے دشمنوں کے پاس ہے، خدا کی قسم! تم بہت جلد سنو گے کہ بابل کی سرزمین کا قصر ابیض مسلمانوں کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔

حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی میں نے اسلام قبول کیا اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوا اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو واقعات مجھ سے بیان فرمائے تھے ان میں سے دو واقعات کا میں نے مشاہدہ کیا ایک بابل کے محلات کی فتح اور دوسرا عورت کا اکیلی قادسیہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہونا اور مجھے کوئی شک نہیں کہ دوسرے واقعات بھی ضرور بالضرور ظہور میں آئیں گے۔

(زرقانی علی المواہب، تاریخ طبری، تاریخ اسلام، مدارج النبوۃ جلد دوم)

نصاریٰ نجران کا وفد

یہ واقعہ ہجرت کے دسویں سال میں پیش آیا جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف ممالک کے سربراہان کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے نامہء مبارک

Marfat.com

ارسال فرمائے ایسا ہی ایک نامہء مبارک نصاریٰ نجران کو بھی بھیجا گیا، اس دعوت نامہ کو دیکھتے ہوئے اُس قوم نے آپس میں مشورہ کیا اور مشورہ کرنے کے بعد اپنی قوم میں سے قابل ترین چودہ افراد کو منتخب کر کے مدینہ منورہ بھیجا اُن کا مقصد یہ تھا کہ یہ افراد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ٹھیک طرح سے تحقیق کر کے اطلاع پہنچائیں تا کہ اس پر مزید غور وفکر کیا جا سکے ان افراد کا سردار عبدالمسیح تھا جس کا لقب عاتب تھا اس کا تعلق بنی کندہ سے تھا یہ بڑا ہوشیار اور دانا آدمی تھا اس کے ساتھ ایک اور دانا آدمی ابوالحارث علقمہ تھا جس کا تعلق بنی ربیعہ سے تھا ابوالحارث کا ایک بھائی کرز بن علقمہ بھی ان کے ساتھ تھا یہ بھی عقلمندوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ یہ تمام چودہ افراد مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں ابوالحارث کا اونٹ گر پڑا، اس کے بھائی کرز نے جب بھائی کے اونٹ کو گرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا، وہ شخص گرے جو ابعد ہے (اس سے اُس کی مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھی) ابوالحارث نے اپنے بھائی کی یہ بات سنی تو غصے سے کہا، تو سر کے بل گرے۔ کرز نے حیران ہو کر پوچھا، اے میرے بھائی! آپ ایسا کیوں کہتے ہیں۔

ابوالحارث نے کہا، خدا کی قسم! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں میں ان کے ظہور کا انتظار کرتا رہا ہوں۔ کرز کہنے لگا اے بھائی جان! جب آپ کی یہ حالت ہے تو پھر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو قبول کیوں نہیں کرتے اور اُن کی اطاعت سے آپ کو کون سی چیز روکتی ہے۔ ابوالحارث نے کہا، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو قبول کرنے سے قوم کی مخالفت لازم آتی ہے اگر ہم نے اس چیز کو قبول کر کے اس کا ظہور کر دیا تو پھر نصاریٰ کے نزدیک ہمارا کوئی اعتبار نہیں رہے گا اور نصاریٰ نے جو مال و دولت ہمیں دیا ہے وہ ہم سے واپس چھین لیں گے۔

کرز نے اپنے بھائی کی زبانی یہ باتیں سنیں تو اُس کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور اُس نے اپنے اونٹ کو تیز رفتاری سے بھگانا شروع کر دیا تا کہ جلد از جلد مدینہ منورہ پہنچ سکے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام کی زیارت سے مشرف ہو جائے چنانچہ

Marfat.com

جب وہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت اقدس میں پہنچا تو انتہائی عقیدت ومحبت کا مظاہرہ کیا اور آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لاکر دولتِ اسلام سے مشرف ہوا۔

باقی لوگ جب مدینہ منورہ میں پہنچے تو اُنہوں نے سونے کی انگوٹھیاں اپنی انگلیوں میں پہنی ہوئی تھیں انتہائی قیمتی اور ریشمی لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور ان کے دامن زمین پر گھسٹتے تھے اسی حالت میں یہ لوگ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ السلام مسجد میں تشریف فرما تھے ان لوگوں نے سلام کیا مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ لوگ منبر کی جانب منہ کر کے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئے جب انہوں نے نماز سے فراغت حاصل کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کرنے کی کوشش کی مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی کسی بھی بات کا جواب نہ دیا اس سے اُن کو بڑی حیرانی ہوئی کہ کیا بات ہے ہماری کسی بھی بات کا جواب نہیں دیا جارہا آخر مایوس ہو کر وہ مسجد نبوی سے باہر آ گئے۔

جب یہ لوگ مسجد نبوی سے باہر نکلے تو ان کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر آئے یہ لوگ ان اصحاب کو پہلے سے جانتے تھے اس لیے پرانی شناسائی کی بناء پر ان لوگوں نے پوچھا، آپ نے ہمیں خط لکھ کر دعوت دی تھی ہم نے حاضر ہو کر سلام و گفتگو کی مگر کوئی جواب نہیں ملا ہم نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح آپس میں بات چیت ہو جائے لیکن ہمیں سوائے خاموشی کے اور کچھ نہیں ملا۔ اب آپ ہمیں بتائیں کہ ہمارے لیے کس چیز میں مصلحت ہے واپس اپنے ملک میں چلے جائیں یا ادھر ٹھہریں۔ اس مجلس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے پوچھا، اے علیؓ! اس معاملے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ سونے کی انگوٹھیاں اور ریشمی کپڑے اپنے آپ سے الگ کر دیں اور عام کپڑے پہن لیں اور پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام کی مجلس پاک میں حاضری

Marfat.com

دیں۔

ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے کے مطابق عمل کیا اور ریشمی کپڑے اور سونے کی انگوٹھیاں اپنے سے دور کر دیں پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام کی مجلس پاک میں حاضر ہوئے اور سلام کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور پھر ارشاد فرمایا مجھے اُس پاک ذات کی قسم ہے جس نے مجھے سچائی کے ساتھ مخلوقات کی طرف بھیجا ہے کہ جب یہ قوم پہلی مرتبہ میری مجلس میں آئی تو ان کے ساتھ شیطان بھی تھا اس کی وجہ سے میں نے ان کو جواب نہ دیا اور ان کے ساتھ گفتگو نہیں فرمائی۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے ان کے ساتھ گفتگو فرمائی اور ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی مگر ان لوگوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور بحث و تکرار کرتے رہے پھر انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اور اُس کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔

(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

واقعہ مباہلہ

ان لوگوں میں سے ایک شخص اسقف نے سوال کیا کہ کیا آپ ؐ کو معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا جس سے وہ پیدا ہوئے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ اسقف کہنے لگا کہ پھر آپ ؐ نے یہ کیسے فرمایا ہے کہ وہ بندہ اور مخلوق ہے حالانکہ کوئی بندہ اور مخلوق ایسا نہیں ہے جس کا باپ نہ ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں آج اس کا جواب نہیں دیتا اس شہر میں قیام کرو تا کہ اپنے سوال کا جواب تمہیں ملے دوسرے روز اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں آیت نازل فرمائی جو کہ قرآن پاک میں مذکور ہے حضور

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ السلام نے ان کو طلب کیا اور آیت مبارکہ اُن کو سنائی مگر اُنہوں نے تسلیم نہ کیا اور اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے دیکھا کہ یہ لوگ کسی طرح بھی نہیں مان رہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا جب تم تسلیم نہیں کرتے تو پھر آؤ ایک دوسرے کے ساتھ مباہلہ کریں یعنی ایک دوسرے کے حق میں دعا کریں اور یہ کہیں کہ جھوٹوں پر لعنت ہو۔ ان سب نے یہ بات سن کر کہا کہ ہمیں کچھ مہلت دیں تا کہ ہم جا کر اس معاملے میں آپس میں غور و فکر اور مشورہ کریں اور کل آ کر مباہلہ کریں گے۔ چنانچہ وہ گئے اور اپنے سردار عبدالمسیح کے ساتھ مشورہ کیا اور اس سے پوچھا کہ اس بارے میں آپ کا کیا مشورہ ہے؟

عبدالمسیح نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ میں تو اس معاملے میں یہ کہتا ہوں کہ خدا کی قسم! تم یقیناً یہ جانتے ہو کہ محمد علیہ الصلوٰۃ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بارے میں ظاہر اور روشن دلیل لائے ہیں، تم ہرگز مباہلہ نہ کرنا۔ خدا کی قسم! جس قوم نے بھی کسی نبی کے ساتھ مباہلہ کیا ہے وہ ہلاک ہوئی ہے اور اگر تم لوگ بھی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مباہلہ کرو گے تو یقیناً ہلاکت سے نہیں بچو گے۔ جب تم یہ پسند کرتے ہو کہ اپنے دین پر قائم رہو تو پھر اس سے بہتر اور اچھی کوئی چیز نہیں کہ ان کے ساتھ مصالحت کر لو اور جزیہ قبول کر لو اور اپنے ملک میں واپس چلے جاؤ۔

جب دوسرے دن کا سورج طلوع ہوا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام اپنے حجرۂ اقدس سے مباہلہ کی غرض سے باہر تشریف لائے آپؐ کے ہمراہ حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اہل بیت کے ہمراہ مباہلہ کے لیے روانہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ جب میں دعا کروں تم آمین کہنا۔ نصاریٰ نجران نے جب یہ منظر دیکھا تو اُن پر خوف نے غلبہ کیا وہ دُعا اور آمین کی بات سن کر ڈر گئے وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ رہے تھے اُن میں سے ایک دانا اور عقلمند شخص ابوالحارث آگے بڑھا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا، اے

Marfat.com

میرے ساتھیو! یقیناً میں جو مقدس چہرے آج دیکھ رہا ہوں مجھے مکمل یقین ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کریں کہ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے تو وہ یقیناً ان کے لیے ایسا کرے گا اس لیے میرا مشورہ ہے کہ ان کے ساتھ ہرگز مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر کوئی نصرانی نہیں بچے گا۔

چنانچہ اُن لوگوں کے دلوں پر خوف طاری ہوا اور وہ ڈر گئے اور کہنے لگے، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم آپؐ کے ساتھ مباہلہ نہیں کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا تو پھر اسلام قبول کرلو، اُنہوں نے کہا ہم یہ نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا تو پھر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگے کہ ہم میں اتنی طاقت وقوت نہیں کہ ہم عربوں کے ساتھ جنگ کر سکیں۔ ہم آپؐ سے مصالحت کرنا چاہتے ہیں ہم آپؐ کو ہر سال دو ہزار حلہ دیں گے اور ایک ہزار حلہ تو ماہ صفر میں دیں گے جبکہ ایک ہزار حلہ رجب میں دیں گے اور ہر حلہ کی قیمت چالیس درہم ہوگی اور آپؐ کے قاصد جو ہمارے ملک سے گزریں گے ان کی مہمان داری کریں گے لیکن شرط یہ ہے کہ آپؐ ہمیں اپنے دین پر رہنے دیں اور اپنی حفاظت اور ذمہ داری میں لے لیں اور ہمارے ساتھ جنگ نہ کریں۔ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ تیس اونٹ، تیس گھوڑے، تیس نیزے اور تیس زرہ دیں گے چنانچہ اس کے بعد مسلمانوں اور نصاریٰ کے مابین صلح ہوگئی اور صلح نامہ تحریر میں لایا گیا۔

جب صلح نامہ کی کارروائی مکمل ہوگئی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے ان میں سے ایک شخص اسقف سے فرمایا تو گویا اپنے گھر میں گیا ہے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ سویا اور اس کے بعد اپنے اونٹ کے پالان کو تم نے اُونٹ کی پشت پر اُلٹا رکھا ہے چنانچہ اس گفتگو کے بعد جب اسقف اپنے گھر گیا اور سویا پھر اس کے بعد اُٹھا اور بے دھیانی میں اونٹ کے پالان کو اس کی پشت پر اُلٹا رکھ دیا اچانک ہی اُسے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام کی بات یاد آ گئی اُس کا دل ایمان کی روشنی سے منور ہو گیا اُس نے اُسی وقت کلمہء شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

Marfat.com

ایک روایت میں آیا ہے کہ اس مباہلہ والی صورت حال کے بارے میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا، مجھے اُس اللہ کی قسم ہے جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے اگر نصاریٰ نجران مباہلہ کرتے تو ہلاک ہوجاتے اللہ تعالیٰ ان کو خنزیروں کی شکل میں تبدیل کردیتا اوران کی وادی پر آگ برستی اور تمام اہل نجران اپنی بنیادوں سے اُکھڑ جاتے جس طرح کہ پرندے درختوں کی ٹہنیوں پر ہلاک ہوجاتے ہیں اور ایک سال بھی نہ گزرنے پاتا کہ تمام نصاریٰ ہلاک ہوجاتے۔

(معارج النبوۃ، مدارج النبوۃ جلد دوم، تاریخ اسلام، سیرت النبی ﷺ)

غزوۂ تبوک کی تیاری

یہ واقعہ غزوۂ تبوک کے موقع کا ہے تمام صحابہ کرامؓ اپنی اپنی بساط کے مطابق اس معرکہ میں حصہ لینے کے لیے اپنے اپنے طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے حکم کے مطابق جدوجہد فرمارہے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گھر میں جو کچھ تھا وہ سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کردیا اوراس احسان کی وجہ سے تمام نیکی کرنے والوں میں سبقت لے گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا آدھا مال خرچ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے لشکر اسلام کی تیاری کے لیے اس قدر زور دیا کہ تمام صحابہ کرامؓ نے اس سلسلے میں بڑھ چڑھ کو کوششیں کیں۔ اُس وقت میرے پاس کافی مال تھا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر بار مجھ سے سبقت لے جاتے ہیں چنانچہ آج موقعہ ہے کہ میں ان سے بڑھ جاؤں۔ یہ سوچ کر میں نے اپنا نصف مال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت اقدس میں پیش کردیا تاکہ لشکر اسلام کے کام آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے اہل وعیال کے

Marfat.com

لیے کیا چھوڑا ہے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اتنا ہی مال میں ان کے لیے چھوڑ آیا ہوں اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سب مال لے کر جو کچھ بھی ان کے پاس تھا آئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا، اے ابو بکرؓ! اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کیا چھوڑا ہے عرض کیا، اللہ اور اُس کا رسولؐ۔ میں نے کہا اے بو بکرؓ! میں تجھ سے کسی بھی چیز میں سبقت نہیں لے جا سکتا۔ اس وقت جب یہ واقعہ پیش آیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف قافلہ بھیجنے کی تیاری فرمار ہے تھے اُن کو جب غزوۂ تبوک کے لیے لشکرِ اسلام کی تیاری کی خبر ملی تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی مجلس پاک میں کھڑے ہو کر وہ تمام سواریاں اور سامان جو ملک شام کے لیے تیار کیا گیا تھا اور اس کے علاوہ سو اونٹ بھی لشکرِ اسلام کے لیے دینے کا اعلان کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام منبر مبارک پر رونق افروز ہو کر دولت مند صحابہ کرامؓ کو اس لشکر کی تیاری کے لیے اُبھار رہے تھے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سب کچھ بارگاہ نبویؐ میں پیش کر دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوبارہ صحابہ کرامؓ کو اس نیکی کی طرف رغبت دلائی اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید سو اونٹ بڑھا دیے تیسری مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے پھر پہلی بات دہرائی تو حضرت عثمان غنیؓ نے مزید ایک سو اونٹ کا اضافہ کر دیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر صحابہ کرام کو ترغیب دی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مرتبہ ہزار مثقال طلائے سرخ کا اور اضافہ کر دیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مزید تین سو اونٹ دیے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ہزار اونٹ ساز و سامان سے لدے ہوئے اور دو ہزار مثقال سرخ سونا عطا فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اس موقع پر فرمایا، یا اللہ! قیامت کے حساب کو عثمان سے اُٹھا لے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ تمام دولت مندوں سے چھوٹی چھوٹی چیز کا حساب ہوگا عثمان کا حساب نہیں ہوگا۔

اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم لا کر

Marfat.com

حضور صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں پیش کیے اور کہا، میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے نصف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور ثواب کے حصول کے لیے لایا ہوں اور نصف کو اپنے گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا، جو کچھ تو نے دیا ہے اور جو کچھ محفوظ رکھا ہے اس میں اللہ تعالیٰ برکت دے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی دُعا کی برکت سے ان کا مال اس حد تک بڑھ گیا کہ ان کے انتقال کے بعد ان کی بیوی جسے مرض موت میں طلاق دے دی تھی جو چار بیویوں میں سے ایک تھی اور اس کی عدت ختم نہیں ہوئی تھی اس کا حصہ اسی ہزار درہم تھا ایک روایت میں آیا ہے کہ اسی ہزار مثقال سونے سے اس کے ساتھ صلح کی۔

خواتین میں سے بعض نے اپنے زیوارت اس مقصد کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیے ایک صحابی حضرت ابو عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے لیے رات سے صبح تک پانی کھینچا اور اس نے مزدوری کے طور پر دو صاع کھجوریں لیں ان میں سے ایک صاع اپنے اہل وعیال کے لیے چھوڑیں اور ایک صاع بارگاہِ نبوی میں پیش کر دیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان ایک صاع کھجوروں کو تمام صدقات کے اوپر رکھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مال سے ضرورت کی تمام چیزیں خریدیں اور لشکرِ اسلام پر خرچ کیا جوتے خریدنے کی زیادہ ہدایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جوتے پہنو کیونکہ یہ سواری کے حکم میں ہے۔ اس موقع پر چند صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم پیدل رہ گئے ہیں ہمارے پاس گھوڑے نہیں ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آپؐ کے ہمرکاب میدانِ جنگ میں پہنچیں حضور علیہ الصلوٰۃ واسلام نے ارشاد فرمایا کہ صدقات میں سے کوئی چیز جو تمہاری مہم کو کافی ہو فی الحال موجود نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ غریب صحابی رونے لگے اس پر کچھ صحابہ کرامؓ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان صحابہ کرامؓ

Marfat.com

کے لیے سواریوں کا انتظام کیا اس طرح لشکرِ اسلام کی مہم مرتب ہوئی۔

(زرقانی علی المواہب، سیرت ابن ہشام، ضیاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، غزوات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب المغازی)

منافقین کے بارے میں آگاہی

یہ واقعہ بھی غزوۂ تبوک کے موقع کا ہی ہے اور اُس وقت پیش آیا جب غزوۂ تبوک سے واپسی کے دوران ایک دشوار گزار گھاٹی راستے میں پڑی یہ رات کا وقت تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمادیا اور منادی سے ارشاد فرمایا کہ وہ ندا کردے کہ اس گھاٹی پر اُس وقت تک کوئی نہ جائے جب تک رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اُوپر نہ چلے جائیں۔

چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمار بن یاسر اور حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ کو عقب سے ہنکار ہے تھے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اچانک چودہ سوار دیکھے جو ہماری طرف متوجہ ہوئے ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حال سے خبردار کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان افراد کو ڈانٹا اور وہ سب بھاگ گئے پھر ارشاد فرمایا، کہ کیا تم نے اس قوم کو پہچانا ہے، ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن لوگوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے، آپؐ نے فرمایا یہ ایک جماعت ہے جو قیامت تک منافق رہیں گے اور تمہیں کچھ علم نہیں کہ ان کی نیت اور مقصد کیا تھا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم نہیں جانتے، ارشاد فرمایا وہ چاہتے تھے کہ اس گھاٹی میں میرے مزاحم ہوں اور میرے اونٹ کو بھگا دیں تاکہ میں گر پڑوں اور وہ مجھے قتل کر دیں۔

Marfat.com

ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! قبیلہ کو پاس کیوں نہیں بھیجتے کہ وہ ان تمام کو قتل کر دیں اور ان کے سر آپؐ کے پاس لے آئیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے یہ بات پسند نہیں عرب کہیں گے کہ ایک قوم کی مدد سے اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ کی اور پھر اس قوم کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا، یا اللہ! ان کو دوپیلہ کی بیماری میں مبتلا کر، میں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دوپیلہ کیا ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا، آگ کا شعلہ ان کے دل میں پیدا ہوگا اور انہیں ہلاک کر دے گا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے ان کے باپوں کے ناموں کو حضرت عمار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیان فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ ان کو ظاہر نہ کریں اور اس قوم کو رسوا نہ کریں۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھیوں میں سے بہت سے ایسے منافق ہیں جو اُس وقت تک بہشت کا منہ نہیں دیکھیں گے اور نہ اس کی خوشبو سونگھیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ سے نہ گزر جائے اور ان میں سے آٹھ وپیلہ کی تکلیف میں مبتلا ہوں گے اور ان کے سینوں میں آگ کے شعلے ظاہر ہوں گے اور آگ کے شعلے ان کے سینوں سے آگ کے شعلے باہر نکلیں گے۔

اس واقعہ کی وجہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدر و منزلت صحابہ کرامؓ میں بہت زیادہ تھی اور انہوں نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق ساری زندگی اس راز کو چھپائے رکھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو یہ حالت مبارک تھی کہ جب کبھی کوئی جنازہ حاضر ہوتا تو حضرت عمرؓ جناب حذیفہؓ کی جانب دیکھتے اگر وہ اس پر نماز جنازہ پڑھتے تو وہ بھی پڑھتے اور اگر وہ نہ پڑھتے تو خود بھی ادا نہ فرماتے ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی کبھی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتے تو ان کو قسم دیتے تھے کہ مجھے اتنا ہی بتا دو کہ جس وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام منافقین کا ذکر فرماتے تھے تو عمرؓ کو ان میں ذکر فرماتے تھے؟ حضرت حذیفہؓ

Marfat.com

فرماتے کہ نہیں۔

(غزوات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حجۃ الوداع کے موقع پر

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور آپ ؐ کو چار دن یعنی اتوار، پیر، منگل، اور بدھ گزر گئے تو جمعرات کے دن سورج کے بلند ہونے کے بعد چاشت کے وقت منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اُس وقت تمام صحابہ کرام ؓ نے حج کا احرام باندھ لیا تھا اور آپ ؐ کے ساتھ تھے جب منیٰ میں پہنچے تو اقامت فرما کر نماز ظہر وعصر ادا فرمائی اور رات وہیں پر قیام فرمایا۔

دوسرے روز سورج کے طلوع ہونے کے بعد منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہو گئے بعض صحابہ کرام ؓ تکبیر کہتے اور بعض تلبیہ کہتے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی پر اعتراض نہ فرمایا اس لیے کہ اُن کا مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر و تسبیح تھا لیکن تلبیہ کے الفاظ افضل ہیں۔ جب غرہ پہنچے جو کہ عرفات کے قریب ایک جگہ کا نام ہے یہاں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے خیمہ لگایا گیا۔ آپ ؐ نے وہاں پر نزول فرمایا اور جمعہ کے دن صبح کی نماز وہاں پر ادا فرمائی جب سورج ڈھل گیا تو ارشاد فرمایا، سواری پر زین رکھیں اس کے بعد ناقہ ء قصویٰ پر سوار ہوئے اور بطن وادی میں تشریف لائے یہاں پر نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبہ میں مسلمانوں کے لیے احکام وقواعد بیان فرمائے، ارشاد فرمایا تمہاری جانیں اور تمہارا مال اس دن اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت کی مانند تم پر حرام ہیں (یعنی عرفہ کا روز، ذی الحجہ کا مہینہ اور مکہ مکرمہ کا شہر)۔ پھر فرمایا جو چیزیں (طریقے) جاہلیت کی مقرر کردہ ہیں میرے قدموں کے نیچے ہیں اور جاہلیت کے تمام خون یعنی جو اسلام سے پہلے ہوئے اور اس کے وارث بدلہ لینے کی کوششوں میں ہیں وہ ختم اور باطل ہیں اور پہلا

Marfat.com

خون جو میں باطل قرار دیتا ہوں ابن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا ہے جو کہ میرے باپ کے بھائی کا بیٹا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا جاہلیت کے تمام سود نا پید ہیں سب سے پہلے سود جو میں نابود کرتا ہوں وہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کا سود ہے۔

اس کے بعد چند باتیں اپنے خطبہ میں عورتوں کے بارے میں وصیت فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ مراعات اور حسن سلوک کریں اور ان کے حقوق میں احسان کریں۔ پھر وہ حقوق جو عورتوں کے شوہر پر اور شوہروں کے عورتوں پر ہیں بیان فرمائے اور فرمایا عورتوں کے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرو اور ان حقوق کا لحاظ رکھو جو مرد نے اپنے اوپر لازم کر کے انہیں حلال بنایا اور جس کلمہ سے ان کی شرم گاہوں کو اپنے تصرف میں لیا اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے عہد سے تم ان کو نکاح میں لائے۔

پھر ارشاد فرمایا، تمہارے حقوق عورتوں پر یہ ہیں کہ وہ تمہارے بستر کو کسی شخص سے پامال نہ کریں جن کو تم مکروہ نا گوار جانتے ہو (یعنی کسی غیر مرد کو اپنے قریب نہ آنے دیں) اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو مگر ایسی مار نہیں جو انتہائی تکلیف دہ ہو۔ اور عورتوں کا تم پر نان و نفقہ اور عُرف کے مطابق لباس اور انصاف فرض ہے پھر ارشاد فرمایا بلاشبہ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے۔ یہ چیز قرآنِ پاک ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے دریافت فرمایا کہ کل قیامت کے روز تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ میں نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اور میں نے تم میں کس طرح زندگی گزاری تھی تو تم کیا جواب دو گے اور کیا کہو گے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم گواہی دیں گے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان واحکام ہمیں پہنچا دیئے اور امت کو بہترین نصیحت فرمائی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ادائیگی رسالت کے جو حقوق تھے وہ اچھی طرح ادا فرمائے اور دعوت دی اور جو امانتیں آپؐ کے پاس تھیں انہیں ادا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں

Marfat.com

جہاد کیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سنا تو اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف بلند کر کے اشارہ فرمایا اور سرِ اقدس اُٹھا کر فرمایا، اے اللہ تو گواہ ہو...... اے اللہ! تو گواہ ہو۔ پھر فرمایا، اے مسلمانو! تین چیزیں سینوں کو کینوں سے پاک کرتی ہیں، ایک عمل میں اخلاص دوسرے مسلمان کی خیر خواہی، تیسرے مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔ پھر فرمایا حاضرین کو چاہیے کہ جو کچھ میں نے فرمایا ہے وہ غائب اور غیر موجود لوگوں کو پہنچائیں۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم۔ ضیاء النبی ﷺ۔ معارج النبوۃ۔ سیرت سید المرسلین ﷺ۔ سیرت النبی ﷺ۔ تاریخ اسلام)

وصال سے قبل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہو، خبردار بغیر اجازت کے داخل نہ ہونا اور بغیر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت کے روح قبض نہ کرنا۔

چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک اعرابی کی صورت میں دروازے کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا، اے نبیؐ کے اہلِ بیت! السلام علیکم، مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں داخل ہوں تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اُس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آواز سنی تو جواب دیا کہ نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حال میں مشغول ہیں اس وقت ملاقات نہیں فرما سکتے، دوسری مرتبہ اجازت مانگی تو پھر یہی جواب ملا اس کے بعد تیسری مرتبہ بلند آواز سے اجازت مانگی اور جتنے اصحاب اُس وقت حجرۂ مبارک میں موجود تھے اس آواز کی ہیبت سے ان پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مبارک آنکھوں کو کھولا اور دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے، عرض کیا گیا یہ صورت حال ہے

Marfat.com

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے فاطمہؓ! تمہیں علم ہے کہ یہ کون ہے، یہ لذتوں کو توڑنے والا، آرزوؤں اور تمناؤں کا کچلنے والا، اجتماعی بندھنوں کو کھولنے والا، بچوں اور بچیوں کو یتیم بنانے والا اور بیویوں کو بیوہ کرنے والا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ باتیں سنیں تو آنسو بہانے لگیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے میری بیٹی! روؤ نہیں کیونکہ تمہارے رونے سے حاملین عرش روتے ہیں۔ پھر اپنے دستِ اقدس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرۂ مبارک سے اشکوں کو پونچھا اور ان کی دل جوئی فرمائی۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، اپنے بچوں کو لاؤ چنانچہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آپؐ کے سامنے لایا گیا جب ان صاحبزادگان نے یہ رقت انگیز صورتحال ملاحظہ فرمائی تو چشمانِ مبارک سے آنسو نکل پڑے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بوسہ دیا اور ان کی تعظیم وعزت اور ان سے محبت کے بارے میں صحابہ کرام اور تمام اُمت کو وصیت فرمائی۔ اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگے بڑھیں اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے وصیت فرمایئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے عائشہؓ! کل جو وصیت کی ہے وہی ہے اور تم اسی پر عمل کرنا۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگے بڑھیں آپؐ نے ان سے بھی وہی گفتگو فرمائی جو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمائی اس کے ساتھ ہی تمام ازواجِ مطہرات کو وصیت فرمائی پھر ارشاد فرمایا، میرے بھائی علیؓ کو بلاؤ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور سرہانے بیٹھ گئے اور اپنے زانو پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک کو رکھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علیؓ! فلاں یہودی کے چند درہم میرے ذمہ ہیں جو میں نے اس سے لشکرِ اُسامہؓ کی تیاری کے لیے قرض لیے تھے، خبردار، اس کے حق کو میری طرف سے تم اُتارنا، پھر ارشاد فرمایا، اے علیؓ! حوضِ کوثر پر سب سے پہلے تم ہی مجھے ملو گے میرے بعد بہت سی ناگوار باتیں تمہیں پیش

Marfat.com

آئیں گی مگر تم دل تنگ نہ کرنا اور صبر کرنا اور جب تم یہ دیکھو کہ لوگ دنیا کو پسند کرتے ہیں تو تم آخرت کو اختیار کرنا۔

کہا جاتا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیتیں فرمائیں تو اس کے بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اندر داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ ملک الموت اندر داخل ہوئے اور عرض کیا، اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! السلام علیکم! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور مجھے یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ ؐ کی اجازت کے بغیر آپ ؐ کی روح قبض نہ کروں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری روح قبض کرنے میں اتنی عجلت نہ کرو، جبرائیل علیہ السلام کو آ لینے دو۔ پھر ارشاد فرمایا، اے عزرائیلؑ! جبرائیل علیہ السلام کو کہاں چھوڑ آیا ہے، ملک الموت نے کہا آسمانِ دنیا پر۔

(شرف النبی ﷺ، سیرت ہادی عالم ﷺ، سیرت سرکار دو عالم ﷺ، سیرت سید المرسلین ﷺ)

اُمت کی فکر

ابھی یہ گفتگو جاری تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا، اے میرے رفیق! ایسے وقت میں آپ نے مجھے تنہا کیوں چھوڑ دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ ؐ کو خوشخبری ہو کہ میں آپ ؐ کے لیے ایک ایسی چیز لایا جو آپ ؐ کو مطلوب اور پسندیدہ ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے جبرائیل! کیا خوشخبری لائے ہو، عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آج جہنم کی آگ کو بجھا دیا گیا ہے اور بہشت کے باغات کو سجا دیا گیا ہے حورعین نے اپنے آپ کو آراستہ کیا ہے اور فرشتے صف باندھے ادب سے کھڑے ہیں اور آپ ؐ کی تشریف آوری کے انتظار میں آنکھیں بچھائے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، بے

Marfat.com

شک یہ تمام چیزیں دل کو خوش کرنے والی ہیں لیکن مجھے ایسی چیز کی بشارت دو جس سے میری جان خوش ہو۔

یہ بات سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا، جب تک آپؐ اور آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو جائے گی تمام انبیاء کرام کی اُمتوں پر اُس وقت تک جنت حرام ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری بشارت کو اور زیادہ کر۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے چند چیزیں آپ کو عطا فرمائی ہیں کہ وہ دوسرے انبیاء کرام میں سے کسی کو بھی نہیں عطا کیں، مقامِ محمود، حوض کوثر اور اُمت کی شفاعت۔ کل قیامت کے روز آپ کی اُمت میں سے اس قدر بخش دے گا کہ آپؐ راضی ہو جائیں گے۔ پھر کہا، اللہ تعالیٰ جس شخص کی سفارش سب سے پہلے قبول فرمائے گا اور اس کی مراد پوری کرے گا وہ آپؐ ہوں گے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حمد و ثناء اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، پھر ارشاد فرمایا، اے جبرائیل علیہ السلام! میں اور خوشخبری چاہتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اور بشارت یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کے لیے مشتاق ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرمائی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس سے زیادہ کیا ہوگا جو آپؐ چاہتے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم نے فرمایا، میرا سارا غم اُمت کے لیے ہے مجھے بتایئے کہ ان کا حال کیا ہوگا ان کا کیا بنے گا اور کل قیامت کے روز ان کے ساتھ کیا معاملہ کریں گے۔

یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے رجوع کیا اور کہا یا اللہ! یہ تمام خوشخبریاں میں نے تیرے حبیب علیہ السلام تک پہنچادی ہیں مگر ابھی تک ان کے خاطر مبارک کو پوری طرح سے خوشی نہیں حاصل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، اے جبرائیلؑ! محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ آپ کا پروردگار کہتا ہے کہ آپ کی اُمت کا ہر وہ

Marfat.com

بندہ جس نے اپنی ساری زندگی گناہ میں گزاری ہوگی اگر وہ اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کرلے گا اور اپنے گناہوں پر پشیمان ہوگا تو میں اُس کو بخش دوں گا۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے رب تعالیٰ کا یہ پیغام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیلؑ! موت سے ایک سال پہلے کا عرصہ بہت زیادہ ہے جب موت ایک ایسا حکم ہے جس کے وقت کا کوئی علم نہیں اور نفس اور شیطان ڈاکو ہیں شاید وہ بندہ موت سے سال پہلے توبہ نہ کرسکے۔ اس سے بہتر بشارت مجھے پہنچاؤ، حضرت جرائیل علیہ السلام نے پھر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کیا اور رجوع کرنے کے بعد کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ ؐ کو سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہر وہ شخص جو موت سے ایک ماہ پہلے توبہ کرلے گا اگرچہ اُس نے اپنی عمر گناہ اور غفلت میں گزاری ہوگی میں اُسے بخش دوں گا۔ ارشاد نبوی ہوا، اے جبرائیل علیہ السلام! مہینہ بھی زیادہ ہے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے پھر اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ؐ کو سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے آپ کی اُمت سے جس شخص نے اپنی ساری زندگی گناہوں میں گزاری ہوگی جب وہ موت سے ایک ہفتہ پہلے توبہ کرلے گا تو میں اس کے گذشتہ تمام گناہوں کو بخش دوں گا۔ ارشادِ نبوی ہوا، اے جرائیل علیہ السلام! ہفتہ بھی زیادہ ہے چنانچہ حضرت جرائیل علیہ السلام نے پھر رب تعالیٰ سے رجوع کیا اور رجوع کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا کہ جو شخص موت سے ایک روز پہلے توبہ کرے گا میں اس کے تمام گذشتہ گناہوں کو بخش دوں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اے جرائیل علیہ السلام! ایک روز بھی بہت ہے، جرائیل علیہ السلام نے پھر رب تعالیٰ کی بارگاہ سے رجوع کیا اور پیغام لائے کہ جو شخص موت سے ایک ساعت پہلے توبہ کرلے گا اس کے تمام زندگی کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ایک ساعت بھی بہت ہے شاید میری اُمت کو میسر نہ ہو۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے پھر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کیا حکم باری تعالیٰ ہوا، جس شخص نے اپنی ساری زندگی گناہوں میں بسر کی ہوگی

Marfat.com

جب اس کی جان نکل رہی ہوگی اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر آنکھوں سے آنسو بہاتا ہوگا میں اُس کو بخش دوں گا اور اگر وہ یہ بھی نہ کر سکا تو پھر قیامت کے روز آپ ؐ کو اس کا شفیع بناؤں گا اور اسے آپ ؐ کے حوالے کروں گا۔

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ باتیں کیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہو گئے اس کے ساتھ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے میں اپنی تین ضروریات پوری کرنے کی نیاز مندی رکھتا ہوں اول یہ کہ مجھے اپنی اُمت کے تمام گناہ گاروں کا قیامت کے دن شفیع بنائے دوم یہ کہ میری اُمت کو گناہوں کی زیادتی کی وجہ سے دنیا میں تباہ نہ کرے بلکہ اگر عذاب مقرر ہو تو قیامت پر چھوڑ دے۔ سوم یہ کہ ہر ہفتہ میں دو دن شنبہ اور پنجشنبہ کو میری اُمت کے اعمال میرے سامنے پیش کیے جائیں کیونکہ میں اپنی اُمت کی جدائی کو برداشت نہیں کر سکتا۔

یہ بات سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور واپس آ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تینوں حاجتوں کو قبول فرمالیا ہے اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ ؐ کی اُمت کے بارے میں اتنی محبت کس نے آپ ؐ کے دل میں رکھی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے میرے پروردگار! تو نے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں ان پر تین ہزار مرتبہ زیادہ رحیم ہوں انہیں میرے سپرد کر دیں۔

(مشکوٰۃ شریف۔ سیرت ابن ہشام۔ تاریخ طبری۔ معارج النبوۃ۔ مدارج النبوۃ جلد دوم)

حالت نزع اور وصال مبارک

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ میری اُمت پر میرا خلیفہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطمئن ہو گئے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام سے

Marfat.com

فرمایا آگے آؤ اور جس کام پر مامور ہوئے ہو انجام دو۔ چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک کو قبض کرنا شروع کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سکرات موت نے اس طرح غلبہ کیا کہ چہرے کی رنگت پاک کبھی سرخ اور کبھی زرد ہوتی کبھی دایاں دست مبارک اور کبھی بایاں دست مبارک کھینچتے تھے اور رخسار انور پر پاک پسینہ آیا ہوا تھا پانی کا پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا اپنا دست مبارک اس میں ڈالتے اور چہرۂ مبارک پر اس سے مسح کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد کسی ایسے شخص پر رشک نہیں کیا جس نے آسانی سے کے ساتھ جان دی اگر یہ طریق اچھا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے حبیب علیہ السلام کے لیے اختیار فرماتا۔

کہا جاتا ہے کہ نزع کے عالم میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اُمت کو نہیں بھولے ایسی حالت میں بھی یاد رکھا چنانچہ اُس وقت ارشاد فرمایا، اے عزرائیل علیہ السلام! کیا میرے اُمتیوں کی جان بھی اس شدت سے ہی قبض کرے گا؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! خدا کی قسم! کسی شخص کی جان کو اس قدر آسانی کے ساتھ قبض نہیں کیا جیسا کہ آپ کی پیاری جان کو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عزرائیلؑ! میری تجھ سے یہ درخواست ہے کہ میری اُمت کی موت کی سختی اور جان کنی کی تلخی میری جان پر رکھ دے اور ان کی روح آسانی سے قبض کرنا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نزع کی حالت میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر مبارک میری گود میں تھا کہ اُس وقت حضرت عبدالرحمٰن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے اور ان کے ہاتھ میں سبز مسواک تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نظر مبارک مسواک کی طرف فرمائی۔ میں سمجھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی مسواک کو پسند فرمارہے ہیں اور اس کی ضرورت محسوس فرمارہے ہیں چنانچہ میں نے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

Marfat.com

آپ مسواک چاہتے ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرِ انور سے اشارہ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے اسے لے لیا اور پھر اپنے دانتوں سے نرم کر کے وہ مسواک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں دے دی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوب مسواک فرمائی اور اس سے زیادہ فرمائی جتنی کہ آپ کی عادت کریمہ تھی اس کے بعد مجھے واپس کی تو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے آخری دن میں میرے لعاب دہن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعابِ دہن میں ملا دیا جو کہ روزِ آخرت کا پہلا دن تھا۔ آپؐ نے جلدی سے مسواک کی آپ کی نگاہ پاک مکان کی چھت پر تھی اور اپنے دست مبارک اُٹھا کر فرماتے تھے الرفیق الاعلیٰ۔ اسی حالت میں تھے کہ یکدم دست مبارک نیچے ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رُوح اطہر اعلیٰ علیین کی طرف رحلت کر گئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحِ پاک جسم اطہر سے جدا ہوئی تو میں نے آپؐ سے ایسی خوشبو سونگھی کہ اس سے پہلے ایسی خوشبو میں نے کہیں اور نہ سونگھی تھی۔

(زرقانی۔ سیرت ابن ہشام۔ سیرت حلبیہ۔ معارج النبوۃ۔ مدارج النبوۃ جلد دوم۔ سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

اخلاق حسنہ

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے ضمن میں کتب سیر میں یہ واقعہ مذکور ہوا ہے کہ ثمامہ بن آثال جو کہ اہل یمامہ کا سردار تھا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور اس ناپاک مقصد کے لیے کوشاں رہتا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! اس کو میرے قابو میں کر دے چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف بھیجا تا کہ وہ بنو حنفیہ میں سے ثمامہ بن آثال کو پکڑ کر لائے۔ یہ مہم کامیاب ہوئی ثمامہ بن آثال پکڑا گیا اور اس کو مسجد کے ایک

Marfat.com

ستون سے باندھ دیا گیا۔رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی طرف نکلے تو اس سے پوچھا، ثمامہ! کیا کہتے ہو؟ ثمامہ نے کہا، یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک قاتل کو قتل کریں گے اور اگر احسان فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے۔ اگر آپ زر فدیہ چاہتے ہیں تو جس قدر مانگیں گے میں دے دوں گا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر کوئی جواب نہ دیا دوسرے روز بھی اسی طرح کی گفتگو ہوئی۔ تیسرے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا وہی جواب سن کر حکم دیا کہ ثمامہ کو کھول دو۔ یہ حسن سلوک دیکھ کر ثمامہ نے مسجد کے قریب ایک درخت کی آڑ میں غسل کیا اور مسجد میں آ کر کلمہ شہادت پڑھا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! پہلے کوئی چہرہ روئے زمین پر میرے نزدیک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرے سے زیادہ مبغوض نہ تھا لیکن اب وہی چہرہ میرے نزدیک سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی دین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب وہی دین میرے نزدیک تمام دینوں سے زیادہ محبوب ہے اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی شہر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب وہی شہر میرے نزدیک تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی)

ہدایت کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ مشرک تھیں۔ یہ ان کو دعوت اسلام دیا کرتے تھے ایک دن انہوں نے اپنی والدہ کو دعوتِ اسلام دی تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کر کے

Marfat.com

دعائے ہدایت کی درخواست کی۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی، "اے اللہ! ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دعا سے خوش ہو کر گھر آئے تو دیکھا کہ کواڑ بند ہیں۔اُن کی والدہ نے ان کے قدموں کی آہٹ سن کر کہا، ابو ہریرہ! یہیں ٹھہرو، تھوڑی دیر بعد والدہ نے غسل کر کے جلدی سے لباس تبدیل کیا اور دروازہ کھولتے ہوئے کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوئیں۔

(صحیح مسلم باب عن فضائل ابو ہریرۃ)

رزق حلال کی تلقین

ایک مرتبہ کا ذکر ہے ایک شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور خیرات کا طلبگار ہوا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ ایک تومند آدمی ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، تمہارے پاس کوئی اثاثہ ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کچھ نہیں صرف ایک کمبل اور لکڑی کا پیالہ ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ لے کر آؤ، یہ شخص اپنے گھر گیا اور یہ چیزیں لے کر واپس آ گیا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ چیزیں دو درہم میں فروخت کر دیں۔ پھر فرمایا، ایک درہم کا راشن خرید کہ اپنے گھر پہنچا دو اور دوسرے کا کلہاڑا خرید کر لے آ۔اس شخص نے اسی طرح کیا اور کلہاڑا خرید کر لے آیا۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا دستہ اپنے پاس سے ٹھونک دیا اور فرمایا، جنگل میں جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرو۔اس طرح اپنی گزر بسر کرو۔چنانچہ چند ہی دنوں میں وہ شخص معاشی طور پر خوشحال ہو گیا۔

(ابو داؤد۔ابن ماجہ)

Marfat.com

پانی میٹھا ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ جس کا پانی قدرے کھاری تھا، انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک اس پانی میں ملا دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ اس کنویں کا پانی اس قدر میٹھا ہو گیا کہ پورے مدینہ طیبہ میں اس کی شہرت ہو گئی کیونکہ سب کنوؤں سے اس کا پانی زیادہ میٹھا تھا۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

سر کے بال سفید نہ ہوئے

ایک مرتبہ حضرت عمر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ ابھی چھوٹے سے تھے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر کے ان کے لیے برکت کی دعا کی درخواست کی گئی۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سر پر پیار سے اپنا دست اقدس پھیرا جس کا یہ اثر ا ہو کہ اخیر عمر تک ان کے سر کے بال سفید نہ ہوئے حالانکہ ان کا انتقال ۸۰ برس کی عمر میں ہوا۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

کھانا کم نہ ہوا

ایک مرتبہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے کچھ مانگا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے نصف وسق جو عطا فرمائے وہ ان کو لے گیا اور کافی عرصہ تک وہ خود اور اس کے اہل و عیال اس میں سے

Marfat.com

نکال نکال کر کھاتے رہے جتنے جو وہ نکال کر پیتا اتنے کا مزید اضافہ ہو جاتا یعنی ان میں کمی واقع نہ ہوتی کچھ مدت کے بعد اس نے انہیں ناپا اس کے بعد وہ ختم ہو گئے۔ اس نے آ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسے نہ ناپتے تو وہ تجھے ساری عمر کے لیے کافی ہوتے۔

(مسلم شریف)

کھانے میں برکت

یہ غزوۂ خندق کا واقعہ ہے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین دن سے فاقہ میں تھے کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے اس سلسلہ میں بات کی۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں ایک صاع بھر جو موجود ہیں میں انہیں پیس کر روٹی تیار کر دیتی ہوں تم ایک بکری ذبح کر کے گوشت بنا لو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا کر کھانا کھلا دیتے ہیں۔ چنانچہ روٹی تیار کی گئی جو تقریباً چار افراد کے لیے کافی ہو گی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی بھوکے ہیں تو یہ مناسب نہ سمجھا کہ اکیلے ہی کھانا کھا لیں پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ جاؤ سب کو بلا لاؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حکم سن کر سب کا بلانے کے لیے چلے گئے مگر ان کے دل میں بار بار یہ خیال غلبہ کرتا تھا کہ کھانا تو بہت ہی کم مقدار ہے ان سب لوگوں کو کیسے پورا ہوگا مگر چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم تھا اس لیے سب کو بلا کر لے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک سالن اور روٹیوں پر لگا دیا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر اس قدر برکت ہوئی کہ تقریباً ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے شکم سیر

Marfat.com

ہو کر کھانا کھایا اور جس قدر روٹیاں اور گوشت تھا وہ اتنا ہی موجود بھی رہا۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف)

مہمان کی رضامندی کا خیال

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں زمانہ کفر میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مہمان ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کا دودھ دوہا اور مجھے دیا میں سارا پی گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا' اور چاہیے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسری بکری کا دودھ دوہا میں وہ بھی پی گیا پھر تیسری کا دوہا پھر چوتھی کا اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساتوں بکریوں کا دودھ دوہا اور میں سب کا سب پی گیا یہاں تک کاشانہ نبوت کے تمام افراد اس دن فاقہ سے رہے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ میرے اس رویہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جبین مبارک پر شکن ہے یا نہیں؟ لیکن اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کشادہ دلی سے دودھ لا رہے تھے اور دل میں خوش ہو رہے تھے کہ مہمان راضی ہو گیا۔

(مسلم شریف)

یہودی کا قرضہ

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے قرضہ لیا۔ اس یہودی نے مقررہ میعاد سے پہلے ہی ادائیگی کا مطالبہ شروع کر دیا۔ ایک دن تو اس کا مطالبہ حد سے بڑھ گیا اور اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چادر اطہر کو پکڑ کر سخت سست

Marfat.com

کہنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی مقررہ میعاد میں تین دن باقی ہیں۔ اسی اثناء میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے انہوں نے جو یہ دیکھا تو اس یہودی پر ہاتھ اُٹھایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روکا اور فرمایا، عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تمہارا یہ حق نہ تھا کہ اسے مارتے البتہ اتنا کہہ سکتے تھے کہ ابھی مقررہ میعاد سے قبل مطالبہ کرنا درست نہیں ہے اور مجھے یہ کہتے کہ جہاں تک ہو سکے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرض کو جلدی ادا کرنے کی فکر کریں۔

(مدارج النبوۃ)

عظیم سخاوت

ایک مرتبہ ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سوال کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے تم میرے نام پر قرض لے لو پھر میں اسے اتار دوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! پروردگار نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ تکلیف نہیں دی کہ قدرت سے بڑھ کر کام کریں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پاس سے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! خوب دیجئے اللہ رب العرش مالک ہے، تنگدستی کا کیا ڈر ہے۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے اور چہرۂ اقدس پر خوشی کے کچھ آثار نمایاں ہوئے اور فرمایا ہاں مجھے یہی حکم ملا ہے۔

(ترمذی شریف)

Marfat.com

ایک مسلمان اور یہودی کا جھگڑا

ایک مرتبہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کے مابین تکرار ہوگئی مسلمان نے اپنی گفتگو کے دوران اس طرح قسم کھائی کہ قسم ہے اس اللہ کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے افضل پیدا کیا۔ اس کے جواب میں یہودی نے بھی اسی طرح قسم کھائی کہ، ''قسم ہے اس اللہ کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب سے افضل پیدا کیا۔'' اس پر مسلمان کو غصہ آ گیا اور اس نے یہودی کو تھپڑ مار دیا۔ یہ معاملہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش ہوا۔ جھگڑا تو معمولی سی بات پر تھا جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوری طور پر سلجھا دیا البتہ تھپڑ مارنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمان کو خوب ڈانٹا اور فرمایا کہ ''جب اس نے یہ کہہ ہی دیا تھا تو تمہیں خاموش ہو جانا چاہیے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام میرے بھائی ہیں جب ان کے مقابلہ میں میری بڑائی بیان ہوگی تو یقیناً اس میں ان کی تحقیر ہوگی اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی نبی کی تحقیر کرے پس خبردار! آئندہ مجھے کسی نبی پر ترجیح نہ دینا خصوصاً اس حیثیت میں جبکہ دو کا مقابلہ ہو۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف)

عدل وانصاف کا معاملہ

ایک مرتبہ ایک عورت فاطمہ بن الاسود چوری کے جرم میں پکڑی گئی۔ یہ عورت شرفائے قریش سے تعلق رکھتی تھی۔ اس عورت کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا، تمام ثبوت اس کے خلاف ہونے کی صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔ عمائدین قریش نے شرافت نسب کے باعث اس سزا کو باعث عار سمجھ کر کوشش کی کہ کسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاطمہ کو بری کر دیں۔ اس

Marfat.com

کام کی غرض سے انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سفارش بنا کر بھیجا (کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت کرتے تھے) مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خفگی کے لہجہ میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا میں سفارش کو دخل دیتے ہو؟ خبردار آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ سب کو مسجد میں جمع کرو۔ جب لوگ آگئے تو اس موقع پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ارشاد فرمایا،

"تم سے پہلی قومیں اس لیے ہلاک ہوگئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور غریبوں کو سزا دیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ ضرور کاٹ دیتا۔"

(بخاری شریف، مسلم شریف)

دنیا سے بے رغبتی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر فاقے سے رہتے تھے بعض اوقات ایسا ہوتا کہ بھوک کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رات بھر نیند نہ آتی لیکن اگلے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر روزہ رکھ لیتے تھے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فاقہ کی حالت کو دیکھ کر رو پڑتی اور کہتی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دنیا سے اتنا تو قبول کر لیجئے جو جسمانی طاقت کو قائم رکھنے کے لیے کافی ہو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواب میں فرماتے، عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مجھے دنیا سے کیا کام، میرے بھائی اولوالعزم رسول تو اس سے بھی زیادہ حالت پر صبر کیا کرتے تھے اور اس انداز پر چلے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا اکرام کیا۔ اب اگر میں آسودگی کو پسند کروں

Marfat.com

تو مجھے حیا آتی ہے کہ میں اس صفت میں کل ان سے کم رہ جاؤں گا۔

(کتاب الشفاء جلد اول)

کفار کا ایک سپہ سالار

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں میں عرب کا ایک مشہور سپہ سالار ابی بن خلف بھی تھا بدر کے دن جب وہ فدیہ دے کر رہا ہوا تو اس نے قسم کھائی کہ آج سے میں اپنے گھوڑے کی ایسی پرورش کروں گا جو کسی نے نہ کی ہو، پھر اس پر سوار ہو کر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کروں گا چنانچہ اس نے اپنے گھوڑے کی خوب پرورش کی روزانہ تین صاع دانہ گھوڑے کو دیتا رہا۔ پھر جب غزوۂ احد ہوا تو وہ اس غزوہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر للکارتا ہوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے مقابلے کے لیے بڑھے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب کو پیچھے ہٹا دیا اور اکیلے ہی اس کی طرف بڑھے۔ ابی بن خلف جسے اپنی بہادری اور دلیری پر بڑا غرور تھا اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لیے بیتاب ہو رہا تھا ابھی وار بھی نہ کرنے پایا تھا کہ حضور اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی گردن میں وہ نیزہ رسید کیا کہ یکدم اس کے پاؤں اکھڑ گئے وہ پیچھے کی طرف بھاگا اور شور مچاتا گیا کہ "میں مارا گیا" "میں مارا گیا" چنانچہ وہ مقام سرف پر پہنچ کر گرا اور جہنم رسید ہو گیا۔

(سیرت ابن ہشام، البدایہ والنہایہ)

Marfat.com

حلم وکرم کی عظیم مثال

دور جاہلیت میں صفوان بن امیہ اشراف قریش میں سے تھے اور اسلام کے بدترین دشمن تھے فتح مکہ کے دن بھاگ گئے۔ حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ صفوان میری قوم کے سردار ہیں وہ بھاگ گئے ہیں تاکہ اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے احمر اور اسود کو امان دی ہے ان کو بھی امان دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے چچیرے بھائی کو لے آ، اسے امان ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ امان کی کوئی نشانی چاہیے جو میں اسے دکھادوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا عمامہ مبارک جو فتح مکہ کے دن پہنے ہوئے تھے عطا فرمایا۔ صفوان بن امیہ جدہ میں جہاز پر سوار ہونے کو تھے کہ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا پہنچے اور ان کو امان کی خوشخبری سنائی صفوان بن امیہ نے کہا مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلم وکرم اس سے بلند تر ہے۔ غرضیکہ صفوان خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے امان دی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سچ کہتا ہے، یہ سن کر صفوان نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے دو ماہ کی مہلت دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے چار ماہ کی مہلت ہے۔ چنانچہ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ طائف کے بعد برضا ورغبت اسلام قبول کیا۔

(الاصابہ، سیرت حلبیہ)

Marfat.com

پرندوں کی ماں

ایک مرتبہ ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس پر اس نے کمبل لپیٹا ہوا تھا اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! درختوں کے جنگل میں میرا گزر ہوا میں نے اس میں ایک پرندے کے بچوں کی آوازیں سنیں میں نے ان کو پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں رکھ لیا ان کہ ماں آئی اور میرے سر پر منڈلانے لگی میں نے کمبل کو بچوں پر سے دور کر دیا وہ ان گر پڑی۔ میں نے ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا اور وہ سب میرے پاس ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ان کو رکھ دے۔ اس شخص نے ان کو رکھ دیا لیکن پرندوں کی ماں نے ان کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، کیا تم بچوں پر ماں کے رحم کرنے پر تعجب کرتے ہو۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے تم ان کو واپس لے جاؤ اور ان کو ماں سمیت وہیں رکھ دو جہاں سے انہیں پکڑا ہے پس وہ شخص ان کو واپس لے گیا۔

(مسند بزار)

عطایا و عنایات

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے بہت سے مال آیا یہ بہت زیادہ مال تھا۔ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈال دو۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اس مال کے قریب تشریف فرما ہو گئے اور تقسیم فرمانے لگے آپ صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے اس مال میں سے عطا کیجئے کیونکہ جنگ بدر کے دن میں نے فدیہ دے کر اپنے آپ کو اور عقیل بن ابی طالب کو آزاد کروایا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، لے لو۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں ڈال لیا پھر اٹھانے لگے تو اُٹھا نہ سکے۔ عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کسی سے فرمادیں کہ اٹھا کر مجھ پر رکھ دے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں کسی سے اٹھانے کے لیے نہیں کہتا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسے نہیں اٹھاتا۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ہی اٹھانے کی کوشش میں کچھ گرادیا پھر اسے اپنے کندھے پر اٹھالیا اور روانہ ہوگئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعجب سے ان کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہوگئے۔ غرضیکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وہاں سے اُٹھے تو ایک بھی درہم باقی نہیں تھا سب تقسیم فرمادیا۔

(صحیح بخاری شریف)

چادر مبارک

ایک مرتبہ ایک عورت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اس کے پاس ایک چادر تھی اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہننے کے لیے لائی ہوں۔ آپ کو ضرورت تھی اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ چادر لے لی۔ اسی چادر کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہبند کے طور پر باندھ کر باہر نکلے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا، کیا اچھی چادر ہے یہ مجھے پہنا دیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

وسلم نے فرمایا ہاں۔ کچھ دیر کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس سے اُٹھ گئے پھر لوٹ آئے اور وہ چادر مبارک لپیٹ کر اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم نے یہ اچھا نہیں کیا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس چادر کا سوال کیا حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! میں نے صرف اس لیے سوال کیا کہ جس دن میں مر جاؤں یہی چادر مبارک میرا کفن بنے۔ راوی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ چادر مبارک اس کا کفن ہی بنی۔

(صحیح بخاری شریف)

ناگواری کی وجہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی واپسی کا انتظار کیا کرتی تھی ہمارے ہاں ایک رنگین کپڑا تھا میں نے اسے چھت کے ایک شہتیر پر لپیٹ دیا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا، السلام علیك یارسول اللہ و رحمة اللہ و بر کاته سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرف و بزرگی عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھر میں رنگین بساط دیکھ کر میرے سلام کا جواب نہ دیا میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر ناگواری کے آثار دیکھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بساط کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس کے بارے میں ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ اینٹ پتھر کو پہنا دیں۔ چنانچہ میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے جن میں کھجور کی چھال بھر دی۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر اعتراض نہ فرمایا۔

(ابوداؤ شریف)

میں ثواب کا زیادہ مستحق ہوں

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سرق تھا ان سے جب اس نام کی وجہ تسمیہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی دو اونٹ لے کر آیا میں نے وہ اونٹ خرید لیے پھر میں (قیمت لانے کے بہانہ سے) اپنے گھر میں داخل ہوا اور پچھلی طرف سے نکل گیا اور ان اونٹوں کو فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کر لی۔ میں نے خیال کیا کہ اعرابی چلا گیا ہوگا۔ میں واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کھڑا ہے۔ وہ مجھے پکڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گیا اور واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے اونٹوں کو بیچ کر اپنی ضرورت پوری کی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعرابی کو قیمت ادا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سرق ہو۔ پھر اعرابی سے فرمایا کہ تم اس کو بیچ کر اپنی قیمت وصول کرلو۔ چنانچہ لوگ اس سے میری قیمت پوچھنے لگے وہ اعرابی ان سے کہتا تھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہتے تھے کہ ہم خرید کر اس کو آزاد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر اعرابی نے کہا کہ میں تمہاری نسبت ثواب کا زیادہ مستحق وخواہاں ہوں اور مجھ سے کہا کہ جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا۔

(معجم صغیر طبرانی)

Marfat.com

قرض ادا ہو گیا

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن میرے والد نے جام شہادت نوش کیا اور چھ لڑکیاں اور بہت سا قرض چھوڑ گئے۔ جب کھجوروں کے توڑنے کا وقت آیا تو میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد احد کے دن شہید ہو گئے اور بہت سا قرض چھوڑ گئے میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کریں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ہر ایک قسم کی کھجوروں کا الگ الگ ڈھیر لگا دو۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلانے آیا جب قرض خواہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو مجھے اور تنگ کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین مرتبہ پھرے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قرض خواہوں کو بلاؤ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو ماپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ میرے والد کا قرض اللہ تعالیٰ نے ادا کر دیا۔ میں اسی پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کا قرض ادا کرے خواہ ایک بھی کھجور میری بہنوں کے لیے نہ بچے۔ لیکن اللہ کی قسم! وہ سارا ڈھیر اسی طرح موجود رہا۔ میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے، اس میں سے ایک بھی کھجور کم نہ ہوئی تھی۔

(صحیح بخاری شریف)

اونٹ نے سجدہ کیا

ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک اونٹ تھا جس سے وہ پانی لانے کا کام لیا کرتے تھے وہ اونٹ سرکش ہو گیا اور اپنی پیٹھ پر پانی نہیں اٹھاتا تھا۔ اونٹ

Marfat.com

کے مالک رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارے ہاں ایک اونٹ ہے جس سے ہم آب کشی کیا کرتے تھے وہ سرکش ہوگیا ہے اور اپنی پیٹھ پر پانی نہیں اٹھاتا ہماری کھجوریں اور کھیتی سوکھ رہی ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اُٹھو، وہ اُٹھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ساتھ ایک باغ میں داخل ہوئے وہ اونٹ اس باغ کے ایک گوشہ میں تھا۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی طرف بڑھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ اُونٹ کاٹنے والے کتے کی مانند ہوگیا ہے، ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں اس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے اس سے کوئی ڈر نہیں۔اونٹ نے جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف آیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ لیے اور وہ ایسا مطیع ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو کام پر لگا دیا۔یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ حیوان جسے عقل نہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرتا ہے اور ہم عقل والے ہیں۔اس لیے ہم اس کی نسبت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کو سزاوار نہیں کہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے اگر ایک انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ شوہر کا عورت پر بڑا حق ہوتا ہے۔

(احمد، بزار، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

لہسن والا سالن

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان کے نچلے حصے میں ٹھہرے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع عیال کے اوپر والے حصے میں رہے۔ ایک رات حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک کے اوپر چلتے پھرتے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اس جگہ سے ہٹ کر ایک جانب رات بسر کی۔ پھر صبح کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اوپر والی منزل میں ہمارے رہنے سے آپ ؐ کی بے ادبی ہے۔ اس لیے آپ اوپر والے حصے میں اقامت فرمائیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نچلے حصے میں میرے لیے آسانی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس چھت پر نہیں چڑھتا جس کے نیچے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوپر کے حصے میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نچلے حصے میں چلے آئے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کھانا بھیجا کرتے تھے اس میں سے جو بچ جاتا خادم سے دریافت کرتے کہ طعام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیاں کس جگہ تھیں پھر اس جگہ سے کھاتے۔ ایک روز کھانا تیار کیا گیا جس میں لہسن تھا۔ جب کھانا واپسی آیا تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسبِ معمول خادم سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں والی جگہ دریافت کی تو خادم نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانا تناول ہی نہیں فرمایا۔ یہ سن کر ضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈر گئے اور اوپر جا کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم! کیا یہ (لہسن) حرام ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرام تو نہیں لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا میں بھی اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناپسند کرتے ہیں۔ (رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کراہت کی وجہ یہ تھی کہ) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس فرشتے اور وحی آیا کرتی تھی۔
(صحیح مسلم شریف)

فارس کے بادشاہ کے لیے بددُعا

بحرین کا علاقہ کسریٰ کے زیر فرمان تھا وہاں پر اس کی طرف سے مندر بن ساوی عبدی تمیمی نائب السلطنت تعینات تھا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا نامہ مبارک حضرت عبداللہ بن حذافہ قرشی سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر حکم فرمایا کہ اسے بحرین کے حاکم کے پاس لے جاؤ۔ بحرین کے حاکم نے وہ نامہ مبارک ایران میں خسرو پرویز کے پاس بھیج دیا، پڑھنے کے بعد خسرو پرویز نے نامہ مبارک پھاڑ دیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پرویز اور اس کے معاونین پر بددُعا فرمائی کہ ''وہ ہر طرح پارہ پارہ کیے جائیں۔'' چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا فارس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر برباد ہوگئی اس کا واقعہ یوں ہے کہ خسرو پرویز نے نامہ مبارک چاک کرنے کے بعد اپنے گورنر یمن باذان کو لکھا کہ اپنے دو دلیر آدمیوں کو حجاز میں بھیجو تاکہ اس مدعی نبوت کو پکڑ کر میرے پاس لائیں۔ باذان نے اس مقصد کے لیے دو آدمی بابویہ اور خرخسرہ مدینہ طیبہ میں بھیجے اور بابویہ کو خصوصی تاکید کی کہ اس مدعی نبوت سے کلام کرنا اور اس کے حال کے بارے میں اطلاع دینا۔ چنانچہ یہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے بابویہ نے حقیقت حال عرض کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میرے پاس

Marfat.com

آؤ۔ جب وہ دوسرے دن حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں مہینے کی فلاں رات کو اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کردیا اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کردیا۔ وہ بولے یہ آپ کیا فرمارہے ہیں؟ کیا ہم اپنے بادشاہ (باذان) کو یہ اطلاع کردیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں میری طرف سے اسے یہ خبر دے دو اور کہہ دو کہ میرا دین اور میری حکومت کسریٰ کے ملک کی انتہا تک پہنچ جائے گی اور (باذان سے) یہ بھی کہہ دینا کہ اگر تم اسلام قبول کرلو تو تمہارا ملک تم ہی کو دیا جائے گا۔ دونوں نے واپس جاکر باذان سے سارا واقعہ بیان کیا ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ شیرویہ کا خط باذان کے نام آگیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے اپنے باپ پرویز کو قتل کر ڈالا کیونکہ وہ اشراف فارس کا قتل جائز سمجھتا تھا اس لیے تم لوگوں سے میری اطاعت کا عہد لو اور اس مدعی نبوت کو جس کے بارے میں کسریٰ نے تم کو کچھ لکھا تھا بالکل کچھ نہ کہنا۔ یہ دیکھ کر باذان نے فوراً اسلام قبول کرلیا اور وہ ایرانی جو یمن میں تھے سب مسلمان ہوگئے اس کے چھ ماہ بعد شیرویہ بھی مرگیا فارس کا آخری بادشاہ یزدگرد بن شہریار بن شیرویہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں قتل ہوا اور اس طرح فارس کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔

(صحیح بخاری، الاصابہ)

ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہجرت سے قبل رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے مکہ مکرمہ میں ملے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی میں نے کہا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! تجھ سے تعجب ہے کہ تو چاہتا ہے کہ میں تیری پیروی کروں حالانکہ تو نے اپنی قوم کے دین کی مخالفت کی ہے اور ایک نیا دین لایا ہے۔، ہم دور جاہلیت میں خانہ کعبہ کو سوموار اور جمعرات کے دن کھولا

Marfat.com

کرتے تھے ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ کعبۃ اللہ میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درشت کلامی کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درگزر کیا اور مجھ سے فرمایا، عثمان! یقیناً تو بہت جلد ایک دن اس کی کنجی کو میرے ہاتھ میں دیکھے گا کہ جہاں چاہوں رکھ دوں۔ میں نے کہا، بے شک اس دن قریش ہلاک ہو جائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے۔ اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بلکہ زندہ رہیں گے اور عزت پائیں گے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے مجھ پر اثر کیا میں نے گمان کیا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عنقریب ویسا ہی ہو جائے گا۔ اور ارادہ کیا کہ اسلام قبول کرلو مگر میری قوم مجھ سے نہایت درشت کلامی کرنے لگی۔ پھر جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، عثمان! کنجی لاؤ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنجی مجھ سے لے لی پھر وہی کنجی مجھے عطا کرتے ہوئے فرمایا، لو یہ پہلے سے تمہاری ہے اور تمہارے ہی پاس ہمیشہ رہے گی اسے ظالم کے سوا کوئی تم سے نہیں چھینے گا۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے گھر کا امین بنایا ہے پس اس گھر کی خدمت کے سبب سے جو کچھ تمہیں ملے اس دستور عرشی کے موافق کھاؤ۔ جب میں واپس پلٹا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے پکارا میں پھر حاضر خدمت ہوا تو ارشاد فرمایا، کیا وہ بات نہ ہوئی جو میں نے تجھ سے کہی تھی۔ اس پر مجھے ہجرت سے قبل والی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ بات یاد آ گئی جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! (بے شک وہ بات پوری ہوگئی) میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع پر تجدید شہادت کی تھی کیونکہ آپ فتح سے قبل مسلمان ہو چکے تھے)۔

(طبقات ابن سعد، سیرت ہادئ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

Marfat.com

ہم گواہی دیتے ہیں

یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے اس روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافی دیر تک مسجد میں تشریف فرما رہے جب نماز کا وقت آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔ ابوسفیان بن حرب، عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے اذان کی آواز سن کر عتاب بن اسید نے کہا، کہ ربِ کعبہ نے اسید کو یہ عزت عطا فرمائی کہ اس نے یہ آواز نہیں سنی ورنہ اسے رنج پہنچتا۔ حارث بن ہشام بولا، رب کعبہ کی قسم! اگر یہ حق ہوتا تو میں اس کی پیروی کرتا۔ جناب ابوسفیان نے کہا، میں تو کچھ نہیں کہتا۔ اگر کہوں تو یہ کنکریاں ان کو میرے قول کی خبر دے دیں گی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس سے ہو کر نکلے تو فرمایا، کہ مجھے تمہاری گفتگو کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے تم نے ایسا ایسا کہا ہے۔ حارث اور عتبہ نے یہ سنتے ہی بے اختیار کہا، ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ان باتوں کی خبر کسی اور کو نہ تھی ورنہ ہم کہہ دیتے کہ اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتا دی ہیں۔

(سیرت ابن ہشام)

خوشبو کی مہک نہ گئی

حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں موصل کو فتح کیا تھا ان کی زوجہ محترمہ حضرت اُم عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں اور ہم میں سے ہر ایک خوشبو لگانے میں کوشش کرتی تھی تاکہ دوسری سے اچھی لگے جبکہ عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی

Marfat.com

خوشبو نہیں لگاتے تھے لیکن اپنے ہاتھ سے تیل مل کر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر لیتے تھے اور ہم سب سے زیادہ خوشبو دار تھے جب وہ باہر نکلتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ ہم خوشبو کے استعمال میں کوشش کرتی ہیں اور آپ ہم سے زیادہ خوشبوار ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور مبارک میں میرے جسم پر آبلے پڑ گئے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بیماری کی شکایت کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کپڑے اتار دو۔میں نے کپڑے اتار دیے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دھن مبارک اپنے دست اقدس پر ڈال کر میری کمر اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہو گئی۔

(طبرانی اوسط)

دست مبارک کی خوشبو

سیدنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس شخص سے بھی مصافحہ فرماتے اُس شخص کے ہاتھ سے سارا دن خوشبو آتی رہتی اور جس بچے کے سر پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا دست مبارک رکھ دیتے تو وہ بچہ خوشبو میں دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا اسی حوالے سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کی طرف نکلے میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔بچے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے ہر ایک کے رخسار کو اپنے دست مبارک سے مس فرمانے لگے۔میرے رخسار کو بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مس

Marfat.com

فرمایا۔ پس میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس عطار کے صندوقچہ سے نکالا تھا۔
(صحیح مسلم، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی کے پاس بطور غلام کام کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے سے انہوں نے یہودی سے اس بات پر مکاتبت کر لی کہ وہ اس یہودی کو چالیس اوقیہ سونا ادا کریں اور اس کے لیے کھجوروں کے تین سو پودے لگا کر ان کی دیکھ بھال کریں یہاں تک کہ وہ بار آور ہو جائیں۔ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ خبر دی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پودے دے دیے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کو لگایا وہ سب لگ گئے اور اسی سال پھل لائے۔ ایک روایت میں ہے کہ تین سو پودوں میں سے ایک پودا کسی اور نے لگایا وہ پودا پھل نہ لایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اکھاڑ کر اپنے دست مبارک سے پھر لگا دیا وہ بھی دوسروں کے ساتھ ہی پھل لایا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کسی جگہ سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا آیا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ سونا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اس کی چالیس اوقیہ کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا کہ یہی لے جاؤ اللہ تعالیٰ اسی کے ساتھ تمہارا قرض ادا کر دے گا۔ چنانچہ وہ لے گئے اور اسی میں سے چالیس اوقیہ سونا تول کر یہودی کو دے دیا اس کے بعد یہودی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کر دیا۔

(ترمذی شریف، الاستیعاب، مدارج النبوۃ)

پسینہ مبارک کی خوشبو

ایک مرتبہ ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے اب میں اس کی رخصتی کرنا چاہتا ہوں اور اسے اس کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں میرے پاس کوئی خوشبو نہیں ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ عطا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس موجود نہیں ہے البتہ کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ مبارک ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ شیشی بھر گئی پھر فرمایا، اسے لے جا اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔ پس جب وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو کی مہک پہنچتی یہاں تک کہ ان کے گھر کا نام "بیت المطیبین" خوشبو والوں کا گھر ہو گیا

(طبرانی، ابن عساکر، خصائص الکبریٰ)

Marfat.com

بچوں سے پیار

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں کو چومتے اور پیار کرتے تھے ایک روز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوم رہے تھے کہ حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ دیکھ کر کہنے لگے کہ میرے دس لڑکے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح ایک اعرابی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں کو چومتے ہیں ہم نہیں چومتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے رحمت نکال لے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

(صحیح بخاری شریف، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

زمانہء جاہلیت کا رواج

دور جاہلیت میں بعض عربوں میں یہ رواج تھا کہ وہ افلاس کے ڈر سے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے چنانچہ ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ہم اہل جاہلیت و بت پرست تھے اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے میرے ہاں ایک لڑکی تھی میں نے اسے بلایا وہ خوشی خوشی میرے پیچھے آئی جب میں نزدیک ہی اپنے اہل کے ایک کنویں پر پہنچا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنویں میں گرا دیا وہ مجھے ابا ابا کہتی تھی۔ یہ سن کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان اطہر سے آنسو جاری ہو گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ واقعہ مجھے پھر سناؤ اس شخص نے

Marfat.com

دوبارہ سنایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قدر روئے کہ مبارک آنسوؤں سے داڑھی مبارک تر ہوگئی۔

(مسند دارمی)

اختیار کی بات

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی ''ابو مسعود! جان لو کہ تم کو جس قدر اختیار اس غلام پر ہے اس سے زیادہ اللہ کو تم پر اختیار ہے۔'' میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے اس کو رضائے الٰہی کی خاطر آزاد کر دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تمہیں جلاتی۔

(مشکوٰۃ شریف)

اونٹ کی شکایت

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے وہاں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کو دیکھا اونٹ نے جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو وہ رو پڑا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس اونٹ کے پاس آئے اور اس کے کانوں پر دست مبارک پھیرا وہ چپ ہوگیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے عرض کیا کہ یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا' کیا تو اس چوپائے کے بارے میں جس کا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو مالک بنایا ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا؟ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرت سے تکلیف دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

اللہ کے نزدیک گراں قدر

حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بدوی صحابی تھے اکثر جنگل کے پھل سبزی وغیرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بطور ہدیہ لایا کرتے تھے۔ جب وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رخصت ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہر کی چیزیں کپڑا وغیرہ ان کو دے دیا کرتے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے محبت تھی۔ ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بازار کی طرف نکلے تو دیکھا کہ حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی متاع بیچ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیچھے سے جا کر ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھا اور ان کو قابو کرلیا۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ پھر مڑ کر دیکھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے پس حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پشت اور بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینۂ اقدس سے لپٹانے لگے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی ہے جو ایسے غلام کو خریدے، وہ بولے، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر آپ بیچتے ہیں تو آپ مجھے کم قیمت پائیں گے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک گراں قدر ہے۔

(شمائل ترمذی)

Marfat.com

شانِ بے نیازی

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خزانہ کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہ رہتا تھا۔ بعثت مبارکہ سے وصال مبارک تک یہ کام میری تحویل میں تھا جب کوئی ضرورت مند ننگا بھوکا مسلمان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آتا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے حکم دیتے میں کسی سے قرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اوڑھاتا اور کھانا کھلاتا۔ ایک روز ایک مشرک مجھے ملا اور کہنے لگا، بلال! میرے پاس کافی گنجائش ہے میرے علاوہ کسی اور سے قرض نہ لیا کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ ایک روز میں وضو کر کے اذان دینے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ چلا آرہا ہے اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا، او حبشی! میں نے جواب میں لبیک کہا پھر اس نے بڑی ترش رُوئی کے ساتھ میری نسبت سخت الفاظ کہے اور کہنے لگا، تمہیں کچھ معلوم ہے وعدے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے کہا، وعدہ کا وقت نزدیک ہے۔ اس نے کہا کہ صرف چار دن باقی ہیں اگر اس مدت میں تم نے قرضہ ادا نہ کیا تو تجھے غلام بنا کر بکریاں چرواؤں گا جیسا کہ تم پہلے چرایا کرتے تھے۔ یہ سن کر مجھے فکر و غم لاحق ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد بیت اطہر میں تشریف لے گئے میں وہیں پر حاضر خدمت ہوا ور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا آج اس نے مجھ سے ایسا ایسا کہا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس قرض کی ادائیگی کے لے کچھ موجود نہیں اور نہ ہی میرے پاس ہے وہ مجھے تنگ کرے گا اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں بھاگ کر مسلمانوں کے کسی قبیلہ میں چلا جاؤں جب قرض کی ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ کچھ سامان کردے گا تو واپس آجاؤں گا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے گھر گیا اور

Marfat.com

تلوار، تھیلا، جوتا اور ڈھال اپنے سرہانے رکھ لیے صبح کاذب ہوتے ہی میں چلنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آرہا ہے اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجھے یاد فرمار ہے ہیں میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ چار لدے ہوئے اونٹ بٹھائے ہوئے ہیں۔ میں اجازت لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے قرض کی ادائیگی کا سامان کر دیا تم نے چار اونٹ بیٹھے ہوئے دیکھے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اونٹ حاکم فدک نے بھیجے ہیں یہ اور غلہ اور کپڑے جو ان پر ہے سب تمہاری تحویل میں ہیں۔ ان کو بیچ کر قرضہ ادا کر دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی پھر مسجد میں آیا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرض کی ادائیگی کا حال پوچھا، میں نے عرض کیا کہ سارا قرضہ ادا ہو گیا ہے کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کچھ بچا تو نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں کچھ بچ بھی گیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اس سے سبکدوش کرو جب تک یہ ٹھکانے نہ لگے گا میں گھر نہ جاؤں گا۔ پھر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء پڑھ چکے تو مجھے بلا کر اس بقایا کے متعلق پوچھا میں نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس ہے مجھے کوئی سائل نہیں ملا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو مسجد ہی میں رہے دوسرے روز عشاء کے بعد مجھے پھر بلایا میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سبکدوش کر دیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور وہ مال میرے پاس ہو پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بیت اطہر میں تشریف لے گئے۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

صبر و برداشت

ہجرت مدینہ سے قبل کفار نے مسلمانوں پر اس قدر ظلم و ستم کیے کہ بعض مسلمانوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اور انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ان پر بدُعا فرمائیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس سرخ ہو گیا اور فرمایا، تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں جس سے گوشت پوست سب علیحدہ ہو جاتا اور ان کے سروں پر آرے رکھے جاتے تھے اور چیر کر دو ٹکڑے کر دیے جاتے لیکن یہ اذیتیں ان کو دین سے برگشتہ نہ کر سکتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو کمال تک پہنچائے گا یہاں تک وہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔

(صحیح بخاری شریف)

طاقت وقوت

رکانہ پہلوان قریش میں سب سے طاقتور پہلوان تھا ایک روز وہ مکہ مکرمہ کے راستے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، رکانہ! کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور میری دعوتِ اسلام کو قبول نہیں کرتا؟ اس نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہ سچ ہے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں تجھے کشتی میں پچھاڑ دوں تو کیا مان جائے گا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں سچ ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پکڑتے ہی چاروں شانے چت گرا دیا، رکانہ کہنے لگا، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ

Marfat.com

مجھ سے دوبارہ کشتی لڑیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ بھی اسے پچھاڑ دیا۔ اس پر رکانہ نے کہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! رب کعبہ کی قسم! آپ کا مجھے پچھاڑنا عجیب ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور مجھ پر ایمان لائے تو میں اس سے عجیب امر تجھ کو دکھاتا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درخت جو تو دیکھتا ہے میں اسے بلاتا ہوں اور وہ میرے پاس چلا آئے گا۔ اس نے کہا کہ آپ اس بلائیے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلانے سے وہ درخت پاس آ کھڑا ہوا۔ رکانہ نے کہا کہ اسے حکم دیجئے کہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے وہ درخت اپنی جگہ پر چلا گیا۔ رکانہ نے اپنی قوم میں جا کر کہا کہ میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بڑھ کر کسی کو جادوگر نہیں دیکھا پھر اس نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا۔ یہ رکانہ فتح مکہ کے مواقع پر میں ایمان لے آئے تھے۔

(صحیح بخاری شریف، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

دلیری و بے خوفی

ایک مرتبہ رات کے وقت مدینہ طیبہ کے لوگ ڈر گئے اور شور وغل برپا ہوا گویا کہ کوئی چور یا دشمن آتا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا ایسا جو سست رفتار اور سرکش تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی پیٹھ پر بغیر زین کے سوار ہو گئے اور تلوار لٹکائے ہوئے جنگل کی طرف اکیلے ہی تشریف لے گئے۔ جب لوگ اس آواز کی طرف گئے تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو راستے میں واپس آتے ہوئے ملے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دی کہ ڈر مت، ڈر مت، اور گھوڑے کی نسبت فرمایا کہ ہم نے اسے دریا کی مانند تیز رفتار پایا۔

(مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

آخرت ہمارے لیے ہے

یہ ایلاء کے دنوں کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بالا خانہ میں تشریف رکھتے تھے جہاں کھانے پینے کا سامان رکھا جاتا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ایلاء کی اطلاع ملی تو گھبرائے ہوئے حاضر خدمت ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک کھردری چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں جو کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ہے اور جس پر کوئی چادر وغیرہ نہیں۔ کھجور کے پتوں کے نشان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے ہیں اور جسم اطہر پر ایک تہبند کے سوا کچھ نہیں۔ سرہانے ایک تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خزانہ کو دیکھا ایک کونے میں مٹھی بھر جو رکھے ہوئے تھے پاؤں مبارک کے نزدیک درخت سلم کے کچھ پتے (جو دباغت میں استعمال ہوتے ہیں) پڑے ہوئے تھے اور سر اقدس کے پاس ایک کھونٹی پر تین کھالیں لٹک رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا، ابن خطاب! کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہ روؤں کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چارپائی کے نشان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے ہیں یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خزانہ ہے اس میں جو کچھ ہے وہ نظر آ رہا ہے قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور اللہ کے برگزیدہ رسول کے خزانہ کا یہ حال ہو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ابن خطاب! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ آخرت ہمارے لیے ہو اور دنیا ان کے لیے ہو۔

(صحیح بخاری، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

سب سے زیادہ امانت کا ادا کرنے والا ہوں

ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطری موٹے کپڑے کا ایک جوڑا بدن مبارک پر پہنے ہوئے تھے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تو وہ لباس پسینہ مبارک سے بوجھل ہو جاتا۔ ایک یہودی کے ہاں شام سے کپڑے آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کے ہاتھ اس سے ایک جوڑا قرض منگوالیں چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو اس یہودی کے پاس بھیجا تو یہودی نے کہا، میں سمجھا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ میرا مال یا دام یوں ہی اڑا لیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا، اس نے جھوٹ کہا، اسے معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ امانت کا ادا کرنے والا ہوں۔

(سیرت ابن ہشام)

یہ شاعروں کا کلام نہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام ضماد تھا وہ ان لوگوں کا علاج کرنے میں مہارت رکھتا تھا جن پر آسیب یا جن کا سایہ تھا وہ مکہ مکرمہ میں آیا لوگوں نے اُسے بتایا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجنون ہے، ساحر ہے کاہن ہے اور شاعر ہے اس کا علاج کرو۔ ضماد نے کہا جب تک میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھ نہ لوں علاج نہیں کر سکتا، کفار اسے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لے گئے۔ ضماد کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں آپ کا علاج کرتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرما دے، حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

ارشاد فرمایا:

"سب تعریفیں اللہ کے لیے۔ ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں جس کو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں جس کو وہ گمراہ رکھے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

ضماد نے یہ کلام سنا تو کہنے لگا دوبارہ کہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر یہ الفاظ پڑھے ضماد نے کہا پھر فرمایئے آپ نے تیسری مرتبہ دہرائے۔ ضماد کہنے لگا میں نے کاہنوں کی باتیں سنی ہیں ساحروں کی چالیں دیکھی ہیں شاعروں کے شعر سنے ہیں لیکن ایسی حکمت والی باتیں کبھی نہیں سنیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنا دست مبارک بڑھایئے میں آپ کے دست پاک پر بیعت کرنا چاہتا ہوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست اطہر اسے پکڑا دیا ضماد نے اسلام قبول کرلیا بیعت کی اور پھر اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کی۔

(معارج النبوۃ، سیرت ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

وہ دیکھ ہی نہ سکی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب تبت یدا والی سورۃ نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس عورت کو دیکھتے ہی کہنے لگے یا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ بدزبان عورت ہے مجھے ڈر ہے کہ آپ کو دیکھ کر بکواس نہ کرے اور آپ دل آزردہ ہوں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ وہ نزدیک آئی اور کہنے لگی یا ابوبکرؓ!

Marfat.com

آپ کے دوست نے میری ہجو کہی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں نہیں وہ تو کسی کو ہجو نہیں کرتے وہ کہنے لگی تم سچ کہتے ہو اور واپس چلی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ اُسے نظر نہیں آئے آپؐ نے فرمایا! ایک فرشتہ میرے اردگرد پر پھیلائے کھڑا رہا۔

(معارج النبوۃ، خصائص الکبریٰ جلد اول)

سوسمار کی گواہی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں (اور یہی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہے) کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود تھے مہاجر بھی تھے اور انصار بھی تھے۔ بنی سلیم کے قبیلہ سے ایک اعرابی آیا جس کا نام سعد یا سعید یا معاذ تھا اُس نے ایک سوسمار یعنی گوہ اُٹھا رکھی تھی اور اپنی آستین میں چھپائی ہوئی تھی آتے ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہنے لگا، مجھے خدا کی قسم! آج تک کسی ماں نے آپ سے زیادہ جھوٹا پیدا نہیں کیا اور میں نے آپ سے زیادہ دشمن اور کوئی نہیں پایا اگر میرا بس چلتا تو میں تلوار کے ایک وار سے آپ کا سر قلم کر دیتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رہا نہ گیا۔ اُٹھے اور چاہا کہ اسے پکڑ کر ختم کر دیں لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نرمی کرو، نرمی کرو، اے عمرؓ! صبر کرو۔ یہ پیغمبروں کی نشانی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس اعرابی کو مخاطب فرمایا، اللہ کی قسم! میں اس آسمان کے نیچے امین ہوں اور آسمانوں پر فرشتے بھی میری تعریف کرتے ہیں میں زمین پر امین ہوں اور زمین والے بھی میری تعریف کرتے ہیں اے اعرابی! میری مجلس پاک میں اچھی بات کہو اور میرے بارے میں اچھے کلمات کہو۔ اعرابی کہنے لگا، یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وسلم)! مجھے لات وعزیٰ کی قسم ہے میں اُس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ سوسمار آپؐ کی رسالت کی گواہی نہیں دے دیتی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوسمار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ میں کون ہوں اور تیرا رب کون ہے؟ سوسمار نے کہا، میرا اللہ زمین وآسمان کو بنانے والا ہے تری اور خشکی پر اس کی بادشاہی ہے آپ محمد بن عبداللہ ہیں آپؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ پیغمبروں کے رہنما اور پیشوا ہیں متقیوں کے امام اور اُمت کے قائد ہیں جو آپؐ پر ایمان لائے گا نجات پائے گا آپؐ کی اتباع کرنے والا اللہ کا محبوب ہوگا اور جس نے آپؐ کی نافرمانی کی وہ ہمیشہ خسارے میں رہے گا اور دروغ گو ہوگا۔

اعرابی سوسمار کی یہ باتیں سن کر بڑا خوش ہوا اور خوشی خوشی واپس جانے لگا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مذاق کرتے ہو وہ کہنے لگا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں مذاق نہیں کرتا حقیقت یہ ہے کہ جب میں آپؐ کے پاس آیا تو ساری زمین پر مجھے آپؐ جیسا کوئی دشمن دکھائی نہیں دیتا تھا مگر اب مجھے ساری زمین پر آپؐ جیسا محبت کرنے والا نظر نہیں آتا، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسلام قبول کرلو وہ کہنے لگا اب مجھے کسی معجزے کی ضرورت نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اعرابی کے اسلام لانے پر بے انتہا خوش ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھے اس کے ہاتھ پر تین بار اپنا دست مبارک رکھا اور ارشاد فرمایا' اے اعرابی! تم آئے تھے تو کافر تھے اب واپس جارہے ہو تو ایمان کی دولت لے کر جارہے ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کیا تمہارے پاس دنیا کی دولت ہے؟ اعرابی کہنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے اللہ کی قسم ہے کہ بنی سلیم میں سے مجھ سے کوئی شخص بھی غریب تر نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا، آج کون اس اعرابی کو ایک اونٹنی دے گا میں ضامن ہوں کہ اس شخص کو قیامت کے دن میں اونٹنی دوں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے اُٹھے اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ

Marfat.com

آپؐ پر قربان ہوں میرے پاس دس ماہ کی سرخ اونٹنی ہے یہ اشعث بن قیس نے مجھے غزوۂ تبوک کے موقع پر تحفہ دی تھی اگر آپؐ حکم فرمائیں تو اعرابی کو دے دوں۔ حضور نبی کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے ابن عوف! تم نے اپنی اونٹنی کی تعریف کی ہے میں بھی اس اونٹنی کی تعریف کرتا ہوں جو میرے پاس ہے ارشاد فرمایا، میری اونٹنی سرخ موتی سے بنی ہے اس کی گردن سرخ یاقوت کی ہے اس کے کان زمرد کے ہوں گے ہاتھ پاؤں جواہرات سے مزین ہوں گے اس پر کپڑے ریشم اور کمخواب کے ہوں گے اے ابن عوف! تم اس اونٹنی پر چڑھ کر خراماں خراماں میرے حوض کے پاس آؤ گے۔ اس کے بعد اعرابی سے فرمایا، اے اعرابی! اس خوبصورت اونٹنی پر بیٹھ جاؤ جو کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ لے کر آئے ہیں۔ اعرابی بیٹھا تو وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا آپؐ نے فرمایا۔ اے اعرابی! ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک نماز نہ ہو اور نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک قراءت قرآن نہ کی جائے پھر فرمایا تم قرآن پاک کی چند سورتیں یاد کر لو تا کہ تمہارا دین درست ہو جائے۔ اعرابی نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے یاد کرائیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے قرآن پاک کی چند سورتیں یاد کرا دیں اعرابی ان سب سورتوں کو یاد کرتا گیا اور کہنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کتنا پاکیزہ کلام ہے جو آپؐ مجھے سکھا رہے ہیں کتنا اچھا دین ہے جو آپؐ مجھے سکھا رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم شکر ادا کیا کرو اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہ سوسمار مانگا تا کہ اسے پالوں اور کچھ چیز کھلاؤں مگر اس دن کے بعد اس نے کوئی بات بھی نہ کی۔

(دلائل النبوۃ ابونعیم جلد دوم، بہجۃ المحافل جلد دوم، مجمع الزوائد جلد ہشتم، خصائص الکبریٰ جلد دوم، زرقانی جلد پنجم، مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر جلد دوم)

Marfat.com

سانپ کی حاضری

حضرت سہیلؓ بن بیضاء روایت فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اپنا ردیف بنایا ہوا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلند آواز سے بلایا کہ یا سہیل! میں نے بھی بلند آواز سے جواب دیا دوسری مرتبہ پھر بلایا میں نے جواب دیا لوگوں نے خیال کیا کہ ان کو بلاتے ہیں چنانچہ چاروں طرف سے لوگ آپؐ کے گرد اکٹھے ہو گئے اچانک راستہ پر ایک بڑا سانپ نظر آیا لوگ اس سے ڈر گئے اور راستہ سے دور ہو گئے وہ سانپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آ گیا اور کھڑا ہو گیا لوگ کافی دیر تک اسے دیکھتے رہے اور حیرت کا اظہار کرتے رہے پھر وہ بل کھا کر راستہ سے ایک طرف کو چلا گیا اور دور جا کر کھڑا ہو گیا لوگ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جمع ہو گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جانتے ہو یہ سانپ کون ہے لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان دس جنات میں سے ہے جنہوں نے میرے پاس آ کر قرآن پاک سنا تھا اس کا گھر اس کے نواح میں ہے میری آمد کی خبر سن کر سلام کے لیے حاضر ہوا ہے اور اپنی مشکلات کا حل مجھ سے پوچھا اور ان کا جواب سنا وہاں کھڑا تمہیں سلام پہنچاتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وعلیکم السلام کہا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں کو سلام کہو جو کوئی بھی ہو۔

(معارج النبوۃ، الکلام المبین)

دعا کی برکت

شیبہ بن ابی طلحہ روایت فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

حنین کی طرف روانہ ہوئے اور میں اس خیال سے ساتھ چل پڑا کہ ہوسکتا ہے کہ جنگ کے دوران کوئی ایسا موقع مل جائے اور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لے سکوں جب دونوں لشکر آپس میں لڑنے لگے اور اسلامی فوج میں بھگدڑ مچ گئی اس وقت حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری سے اُتر کر اسباب درست فرمارہے تھے میں اپنی سواری سے اُترا اور میں نے ارادہ کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دائیں طرف سے حملہ کروں میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ اپنی ڈھال لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کے لیے مستعد کھڑے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے گرد صاف کررہے ہیں چنانچہ میں اس طرف سے حملہ آور نہ ہوسکا میں نے چاہا کہ بائیں طرف سے حملہ کروں لیکن میں نے دیکھا کہ ابوسفیانؓ الحارث آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بائیں جانب مسلح کھڑے ہیں میں نے دل میں سوچا کہ اس طرف سے بھی موقع نہیں ملے گا پھر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقب سے آیا اور آپؐ پر تلوار سے حملہ کرنا چاہا اچانک بجلی کی مانند آگ کا ایک شعلہ ظاہر ہوا اور میرے اور ان کے درمیان حائل ہوگیا قریب تھا کہ وہ آگ مجھے جلا کر راکھ کردے انتہائی خوف اور دہشت سے میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اُسی وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے شیبہ! میرے قریب آؤ جب میں قریب ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ کر میرے لیے دُعا فرمائی خدا کی قسم! اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اپنی آنکھوں اور کانوں سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر جنگ شروع کی میں کفار کے ساتھ جنگ کررہا تھا اور اللہ جانتا ہے کہ میں چاہتا تھا کہ اپنی جان حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نچھاور کردوں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اونٹ کو لایا گیا آپؐ سوار ہوکر کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور دشمن شکست کھا کر بھاگ اُٹھا اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم اپنے خیمہ میں لوٹ آئے میں بھی لوٹ آیا تا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور کو

Marfat.com

دیکھوں میرے آنے کی غرض صرف زیارت سے مشرف ہونا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اے شیبہ! تیرے متعلق اللہ تعالیٰ کا جو ارادہ تھا وہ اس سے بہتر تھا جو تم نے خود اپنے لیے کیا تھا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ میرے دل میں تھا بیان فرمادیا اور وہ چیزیں بیان فرمادیں جو کبھی کسی نے بیان نہ کی تھیں میں نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر میں نے توبہ کی۔

(زرقانی، معارج النبوۃ، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے تمہارا قصور معاف کردیا

جب فتح مکہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے ایک خفیہ خط قریش کی طرف لکھا جس میں تحریر تھا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرامؓ کا لشکر جمع کرنے میں مصروف ہیں اور غالب گمان یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کسی اور جگہ کا ارادہ نہیں رکھتے میں چاہتا ہوں کہ تم پر حق ثابت ہو جائے اسی لیے میں نے یہ خط لکھا ہے۔"

حاطب نے یہ خط مزینہ کی ایک عورت جس کا نام سائرہ یا سارہ تھا کو دیا کہ وہ اسے قریش کے پاس پہنچا دے۔ اُس عورت نے وہ خط اپنے بالوں میں چھپایا اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئی۔ ان حالات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس واقعہ کی خبر دے دی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ روضہ خاخ تک جاؤ وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے آؤ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ روضہ خاخ تک گئے اور اس عورت کو پکڑ کر اس سے خط طلب کیا عورت نے انکار کیا

Marfat.com

تلاشی لینے پر بھی اُس سے خط برآمد نہ ہوا اس پر صحابہ کرامؓ نے واپسی کا قصد فرمالیا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اللہ کی قسم! نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے جھوٹ نہیں کہا پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میان سے تلوار نکالی اور عورت کے پاس پہنچ کر اُسے قتل کرنے کی دھمکی دی اُس عورت نے اپنی جان کے خوف سے وہ خط بالوں سے نکال کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیا حضرت علیؓ وہ خط لے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جناب حاطبؓ کو طلب فرما کر پوچھا کہ اس کا سبب کیا تھا۔ حاطبؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! خدا کی قسم! میں اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کے دین میں میں نے اپنا اعتقاد تبدیل نہیں کیا میں منافق یا مرتد نہیں ہوں مکہ مکرمہ میں میرے اہل وعیال ہیں اور میرا کوئی نہیں جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور اموال کی نگرانی کرے بخلاف باقی مہاجرین کے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں شامل ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے لیے اس کا اپنا رشتہ دار وہاں پر موجود ہے جو اس کے مال و اسباب اور اہل وعیال کی حفاظت کرتا ہے، اس خط سے میری مراد یہ تھی کہ قریش پر میرا حق ثابت ہو جائے تا کہ وہ لوگ میرے اہل وعیال اور مال و اسباب کی حفاظت سے غافل نہ ہوں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، آگاہ ہو جاؤ کہ حاطبؓ نے تمہیں سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاطبؓ سے کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے راستوں کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے تا کہ آپؐ کے ارادے کی خبر مکہ مکرمہ میں نہ پہنچ پائے اور تم نے مکہ میں خط بھیجا ہے تا کہ قریش آگاہ ہو جائیں۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تا کہ میں اس منافق کی گردن اُتار دوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی

Marfat.com

دیتے ہوئے فرمایا، اے عمرؓ! حاطبؓ اہل بدر سے ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اسے مسجد سے نکال دو اور حاطبؓ اس خیال سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر مہربانی فرمائیں گے پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ مبارک پر نظر ڈالتے تھے۔ اسی اثناء میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے واپس لے آؤ۔ جب حاطبؓ واپس آئے تو حضور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارا قصور معاف کر دیا ہے اور تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کر اور تجھے چاہیے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے۔

(زرقانی، معارج النبوۃ، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

فتح و کامیابی کی پیشین گوئی

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں حذیفہؓ نعمانؓ اور سلمانؓ اور چھ دیگر اصحاب کے ساتھ چالیس گز خندق کھود رہے تھے اچانک خندق میں ایک پتھر ظاہر ہوا ہم سب اُس پتھر کے توڑنے میں ناکام رہے ہم نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اس معاملے کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کرو۔ چنانچہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کا تذکرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا اس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور خندق میں داخل ہوئے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کے ساتھ موافقت کی ہم نو افراد کنارے پر کھڑے تھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کدال حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے لیا اور اُس پتھر پر اس طرح مارا کہ پہلی مرتبہ وہ پھٹا اور اس سے بجلی چمکی جس سے یکدم روشنی پھیلی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تکبیر کہی تمام صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے ساتھ موافقت کی۔ دوسری مرتبہ اس پر ضرب لگائی تو پہلے کی طرح

Marfat.com

اس سے بجلی چمکی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر تکبیر کہی تمام مسلمانوں نے آپؐ کے ساتھ موافقت کی تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں یہ کیا تھا جو ہم نے دیکھا ہم نے کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا۔حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا تم نے وہ کچھ دیکھا جو سلمانؓ نے دیکھا ہم نے عرض کیا، ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، پہلی ضرب میں نے لگائی بجلی چمکی اوراس کی روشنی میں میں نے کسریٰ کی مملکت سے حیرہ کے محلات کو بڑے بڑے مکانات کی شکل میں دیکھا اور جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ آپؐ کی اُمت اس طرف غالب ہوگی اور دوسری چمک کی روشنی میں روم کے سرخ محلات کو دیکھا اور مجھے بتایا گیا کہ آپؐ کی اُمت ان ممالک پر قبضہ کرے گی اور تیسری روشنی میں صنعا کے محلات کو دیکھا اور مجھے بتایا گیا کہ آپؐ کی اُمت ان شہروں پر قابض ہوگی۔اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے کسریٰ کے محل کی خصوصیات وصفات جو کہ مدائن میں واقع ہے بیان فرمائیں۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، اُس خدا کی قسم! جس نے آپؐ کوسچائی کے ساتھ لوگوں کی طرف بھیجا محل کے حالات کی جو نشانیاں آپؐ نے بیان فرمائیں ہیں واقع کے مطابق ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری اُمت وہاں پہنچے گی اور میرے بعد مسلمان ان ممالک کو فتح کریں گے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد اسی طرح جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔

(بخاری شریف جلد دوم، سیرت النبی ﷺ، غزوات رسول ﷺ، تاریخ اسلام)

Marfat.com

اونٹ کی فریاد

بنی ثعلبہ کے غزوہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک اُونٹ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دوڑتا ہوا آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہتا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، اللہ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ اُونٹ میرے پاس فریاد لایا ہے کہ اس کا مالک آج تک اس سے سخت کام لیتا رہا ہے حتیٰ کہ اس کی پشت زخمی ہوگئی ہے اب اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ اس اونٹ کے ساتھ اس کے مالک کے پاس جائیں اور اُسے بلا لائیں۔ چنانچہ حضرت جابر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُونٹ کے ساتھ اُس کے مالک کے گھر گئے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا اس اونٹ کا مالک کون ہے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا کہ یہ اونٹ میرا ہے۔ میں نے اُس کو بتایا کہ تمہیں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلب فرمایا ہے۔ اس پر وہ شخص، اونٹ اور میں تینوں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُونٹ کے مالک کو کہا کہ یہ اونٹ تمہاری یہ شکایت کرتا ہے، اُس نے کہا کہ بات تو بالکل ٹھیک ہے اور بالکل ایسا ہی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس اونٹ کو میرے پاس بیچ دو۔ اُس نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ اسے بغیر قیمت کے لے سکتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، نہیں میں اس کی قیمت ضرور ادا کروں گا۔ چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ اُونٹ خرید لیا اور مدینہ منورہ کے مضافات میں اُسے کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تھوڑی ہی مدت میں اُس اونٹ کے زخم ٹھیک ہوئے اور

Marfat.com

اگر کسی صحابی کو کہیں جانا ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے وہ اونٹ کو لے جاتا تھا۔

(زرقانی جلد پنجم، معارج النبوۃ، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

جھوٹے اور گستاخ کا انجام

روایات میں آتا ہے کہ ابو جدعہ نامی ایک شخص اہل قبا کی ایک عورت پر عاشق ہو گیا لیکن وہ اُس کو حاصل کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا اس مقصد کے لیے وہ طرح طرح کے منصوبے بنانے لگا کہ کسی طرح اُس عورت کو حاصل کیا جائے آخر اُس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی وہ بازار گیا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباس مبارک جیسے کپڑے خریدے اور ان کو پہن کر اہل قبا کی طرف چل پڑا اُس عورت کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اُس عورت کے لواحقین نے اُس کے آنے کا مدعا پوچھا تو کہنے لگا مجھے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھیجا ہے اور یہ کپڑے ان کے میرے پاس بطور نشانی کے ہیں مجھے انہوں نے اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ میں تمہارے پاس قیام کروں اور تم لوگ میری مہمان داری کرو۔ مسلمانوں نے اسے بڑی عزت اور احترام کے ساتھ اپنے پاس جگہ دی لیکن اُسے دیکھا کہ وہ عورتوں کو گھور گھور کر دیکھتا ہے اُس کی یہ حرکت اہل قبا کو بہت ناگوار گزری انہیں کچھ شک ہوا چنانچہ اُنہوں نے اپنے دو آدمی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں روانہ کیے تا کہ صحیح صورت حال کا علم ہو سکے جب وہ دو آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچے تو صورت حال دریافت کی وہ کہنے لگے، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ نے ابوجُدعہ کو ہمارے گھر بھیجا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کون ابوجُدعہ؟ اُنہوں نے بتایا کہ آپؐ کی چادر مبارک اُس کے پاس ہے اور وہ کہتا ہے کہ اُسے آپؐ نے عطا فرمائی ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سنا تو

Marfat.com

بڑے خشمناک ہوئے اور غصہ سے آپ ؐ کی چشمانِ مبارک سرخ ہوگئیں اور ارشاد فرمایا، جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو حکم فرمایا کہ فوراً جائیں اور اسے قتل کر کے آگ میں پھینک دیں اللہ کرے آپ لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اس کا کام تمام ہوگیا ہو۔ جب وہ لوگ اہل قبا کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابو جدعہ قضائے حاجت کے لیے باہر گیا تھا اُسے سانپ نے ڈس لیا اور وہ وہیں مردہ پڑا تھا یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک کا معجزہ تھا کہ آپ ؐ کی زبانِ اطہر سے ابو جدعہ کی موت کے الفاظ نکلے اور اُن آدمیوں کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی پورے ہوگئے۔

(معارج النبوۃ، سیرت سرکار دو عالم ﷺ، سیرت ہادیٔ عالم ﷺ)

اللہ تعالیٰ نے پردہ اُٹھا دیا

جنگ موتہ کے دوران جب لڑائی عروج پر تھی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس وقت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سے تمام حجابات اُٹھا دیے گئے تھے اہل موتہ کے تمام حالات آپ ؐ کی مبارک نگاہوں کے سامنے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میدانِ جنگ کو چشمانِ مبارک سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر میدانِ جنگ کے حالات بیان فرمانا شروع کیے کہ اب حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اٹھایا، شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ پیدا کیا اور اُن کے دل میں دنیا کی محبت کو مستحکم اور موت کو مکروہ کرنے لگا لیکن حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ وہ وقت ہے کہ ایمان مومنوں کے دلوں میں راسخ ہوجاتا ہے اے شیطان! تو اس وقت میرے دل میں دنیا کو آراستہ کرتا ہے یہ کہہ کر زید ؓ

Marfat.com

آگے بڑھے اور لڑائی کرتے ہوئے شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لیے دعائے خیر فرمائی اور صحابہ کرامؓ کو بھی فرمایا کہ ان کے لیے بخش طلب کریں یقیناً وہ جنت میں ہے اور بہشت کے باغوں میں ٹہلتا ہے۔ حضرت زیدؓ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا اُٹھایا شیطان ان کے پاس بھی آیا اور وسوسہ کرنا شروع کیا مگر انہوں نے شیطان کی طرف چنداں دھیان نہ دیا اور جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لیے بھی دعائے خیر فرمائی اور صحابہ کرامؓ کو بھی ان کی بخش کی دعا کرنے کو فرمایا۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جعفرؓ بہشت میں داخل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے یاقوت سرخ کے دو پر عنایت فرمائے جن سے بہشت کی فضا میں اُڑنے لگے۔ روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے جاتے تھے اور چشمان مبارک سے آنسو بہاتے جاتے ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ خالدؓ بن ولید جھنڈا اُٹھائے ہوئے ہیں اور اس کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔ جب جنگ موتہ ختم ہوگئی تو صحابہ کرامؓ میں سے حضرت یعلیٰ بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان جنگ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے یعلیٰؓ! میں تجھے بتاؤں یا تم مجھے بتاؤ گے؟ حضرت یعلیٰؓ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ بیان فرمائیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح میدان جنگ میں واقعات پیش آئے تھے بیان فرمائے تو حضرت یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، مجھے قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے آپ ؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے ایک بات بھی غلط نہیں ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کے سامنے سے پردہ اُٹھا دیا تھا اور اس زمین کو میرے سامنے کر دیا یہاں تک کہ میں نے جنگ موتہ کو اپنی چشمان مبارک سے خود دیکھا۔

(زرقانی، اسلامی جنگیں، تاریخ اسلام)

Marfat.com

ہجرت کے سفر کے دوران

جس رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط تھے۔ راستہ دکھانے کے لیے عبداللہ بن اریقط ساتھ تھے جن کو اُجرت پر لیا گیا تھا جب یہ تمام حضرات اُم معبد عاتکہ بنت خالد خزاعی کے خیمہ میں جو کہ ''قدید'' میں تھا پہنچے تو وہاں پڑاؤ کیا۔ (اُم معبد بڑی عقل مند، دانا اور ہوشیار بوڑھی عورت تھی وہ اپنے خیمہ کے دروازے پر بیٹھ کر مسافروں کی مہمان نوازی اور خاطر داری کیا کرتی تھیں اور ان کو خورد ونوش کی اشیاء دیا کرتی تھیں) حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُم معبد سے کھجوریں، گوشت اور دودھ طلب فرمایا مگر اس کے پاس کوئی بھی چیز موجود نہ تھی، کہنے لگی کاش آج میرے پاس کوئی چیز ہوتی تو میں مہمانی کرسکتی اور مجھے کسی چیز کے خریدنے کی بھی ضرورت نہ ہوتی، یہ سال ہمارے لیے سخت قحط سالی کا ہے اور بہت تنگدستی میں ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیمہ کے ایک کونے پر نگاہ مبارک ڈالی دیکھا ایک بکری بندھی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اُم معبد! یہ بکری کس کی ہے؟ کہا یہ بکری ہماری ہی ہے مگر لاغری اور ناتوانی سے اس کو ریوڑ سے جدا کردیا گیا ہے لور یہ اپنی جگہ پر رہ گئی ہے اور گلے کے ساتھ چلنے سے معذور ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیا اس میں دودھ ہے؟ اُس نے کہا یہ بکری اتنی کمزور اور لاغر ہوچکی ہے کہ اس سے دودھ کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم اجازت دے دو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں؟ اُس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ ایسا کرسکتے ہیں تو مجھے کیا انکار ہے؟ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکری کے پاؤں کو دوسرے پاؤں سے ملایا اور اس کے تھنوں پر دست اقدس پھیرا اور بسم اللہ پڑھ کر زبان اطہر سے ارشاد فرمایا، یا اللہ! ان کی

Marfat.com

بکری میں برکت دے، تو اس بکری کے تھن دودھ سے اتنے بھر گئے کہ اس کے دونوں پاؤں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اُم معبد سے دودھ کے لیے برتن طلب فرمایا جب وہ دودھ سے بھر گیا تو پہلے اُم معبد کو دیا تا کہ وہ سیر ہو کر پی لے پھر اپنے ہمراہیوں کو پلایا جب وہ سب سیر ہو کر پی چکے تو سب کے آخر میں خورد نوش فرمایا اور ارشاد فرمایا، قوم کو پلانے والا پینے میں آخر ہوتا ہے۔" پھر دوبارہ دودھ دوھنا شروع کیا تو خیمہ کے تمام برتن دودھ سے بھر دیے اس کے بعد بکری کو اُم معبد کے پاس چھوڑا۔ کچھ دیر بعد اُم معبد کا خاوند دوسری بکریاں لیے گھر آیا خیمہ میں دودھ دیکھا تو پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا، گھر میں تو دودھ دینے والی کوئی بکری بھی نہ تھی اور جو دودھ والی بکریاں تھیں وہ بھی دور چراگاہ میں تھیں اُم معبد نے کہا، آج ایک مبارک ہستی کا یہاں سے گزر ہوا اور تمام واقعہ سنایا، اُم معبد کا شوہر کہنے لگا جن لوگوں کا تم ذکر کر رہی ہو وہ تو قریشی سردار ہے اسے تمام مکہ والے تلاش کرتے پھر رہے ہیں مجھے اُن کے اوصاف اور شکل وصورت بتاؤ، اُم معبد نے کہا وہ مبارک ہستی ایک روشن چہرہ، کشادہ رو، خوش خو، سیاہ چشم، پیوستہ ابرو، سر کے بال مبارک سیاہ، بلند گردن، گھنی ریش مبارک والے انسان تھے۔ خاموش رہتے تو باوقار نظر آتے بات کرتے تو بزرگی اور سنجیدگی ظاہر ہوتی باتیں موتی کی لڑیاں تھیں بات کرتے تو حلاوت جھڑتی بلند آواز دور و نزدیک کو سنائی دیتی نزدیک والے آواز کی شیرینی سے مسحور ہو جاتے، میانہ قد، بلند قامت مگر بلند قامتی و دراز قدی سے نہ ملتی نہ لمبے نہ کوتاہ قد تھے وہ دونوں ساتھیوں کے درمیان ایک شاخ گل نظر آتے تھے۔ آپؐ کے ساتھی بات سنتے تو ادب سے خاموشی اختیار کرتے، اگر بات کرنے کی اجازت پاتے تو انتہائی آہستگی سے گفتگو کرتے، اُم معبد کے شوہر اکثم بن الجون نے کہا، خدا کی قسم! یہ شخصیت وہی ہوگی جس کی تلاش میں قریش سرگرداں ہیں اور ان کے نام مبارک کا شہرہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے اگر میں اس وقت یہاں موجود ہوتا تو میں ان کی خدمت کی سعادت حاصل کرتا اور ان کی خدمت اقدس میں ہمیشہ رہتا اور میں خواہش رکھتا ہوں کہ اگر اب بھی وہ مجھے مل گئے تو میں ایسا ہی کروں گا اور ان کے ساتھ مل جاؤں گا اور اُن کے زمرہ

Marfat.com

میں شامل ہو جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اُم معبد اور اُس کے شوہر نے ہجرت کی اور اسلام قبول کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بکری جو اُم معبد کے خیمہ میں تھی اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اطہر کے چھونے کی برکت سے دودھ دینے لگ گئی تھی اٹھارہ سال تک زندہ رہی اور اس کی موت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی تھی۔

(زرقانی، سیرت ابن ہشام، معارج النبوۃ، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

دودھ کا پیالہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اور اُنہوں نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے کہ مجھے بھوک برداشت کرنے کی بہت زیادہ صلاحیت تھی اور میں بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں راستے میں بیٹھ گیا میرے نزدیک سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے، میں نے ان سے قرآن پاک کی ایک آیت پوچھی اور میں نے اُن سے یہ آیت اس لیے پوچھی تھی کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے لیکن انہوں نے مجھے ساتھ نہیں لیا، (تھوڑی دیر بعد) ادھر سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے میں نے ان سے بھی آیت مبارکہ پوچھی اور صرف اس لیے پوچھی کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے لیکن انہوں نے بھی مجھے ساتھ نہیں لیا۔ (اس کے بعد) حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور جو بات میرے دل میں پوشیدہ اور چہرے پر عیاں تھی آپؐ نے اُسے پہچان لیا اور مجھ سے ارشاد فرمایا، میرے ساتھ چلو، میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چل پڑا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان میں داخل ہوئے تو میں نے بھی اجازت چاہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی تو میں بھی اندر داخل ہو گیا میں نے دیکھا کہ وہاں پر دودھ کا ایک پیالہ

Marfat.com

رکھا ہوا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں صحابی نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدیہ بھیجا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپؐ نے فرمایا کہ تم اہل صفہ کو پاس جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی چیز آتی جو کہ صدقہ کے طور پر ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے اہل صفہ کے پاس بھیج دیا کرتے اور اس میں سے کچھ نہ لیتے تھے اور جس وقت کوئی چیز ہدیہ کے طور پر آتی تو خود بھی رکھتے اور اصحابہ صفہ وک بھی اس میں شریک فرماتے۔ مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصحاب صفہ کو بلانے کے لیے بھیجا تو میں نے دل میں سوچا کہ دودھ تو صرف ایک آدمی کے لیے کافی ہے اور اتنے سارے حضرات کا اتنے سے دودھ سے کیا بنے گا؟ جبکہ بھوک کے باعث مستحق میں ہوں میرا خیال تھا کہ پیاس بجھانے کے بقدر مجھے مل جاتا، اب چونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے بھیجا ہے تو جب اصحاب صفہ آئیں گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے ہی فرمائیں گے کہ میں ان کو دودھ دے دوں پھر اس دودھ میں سے مجھے کیا ملے گا، بہر حال حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم تھا میں جملہ اصحاب صفہ کو بلا لایا، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، ابو ہریرہؓ! یہ پیالہ لے کر انہیں دودھ پلاؤ، میں نے پیالہ پہلے آدمی کو دے دیا انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر دوسرے صحابی کو دے دیا انہوں نے بھی شکم سیر ہو کر پی لیا اور پیالہ تیسرے ساتھی کو پکڑا دیا غرضیکہ تمام اصحاب صفہ پیٹ بھر کر دودھ پی چکے تو میں پیالہ لے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے پیالہ لیا اور اپنے دست اقدس پر رکھا پھر میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا، اے ابو ہریرہؓ! اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے سچ فرمایا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، بیٹھ جاؤ اور دودھ پی لو، میں نے پیالہ لے کر پیٹ بھر کر دودھ پیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور پیو میں نے تھوڑا سا اور پیا لیکن آپؐ بار بار یہی فرما رہے تھے کہ اور پیو آخر کار مجبور ہو کر مجھے عرض کرنا پڑا، یا رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے قسم ہے اُس ذاتِ اقدس کی جس نے حق کے ساتھ آپ ﷺ کو معبوث فرمایا ہے اب مجھے اپنے پیٹ میں کوئی گنجائش نظر نہیں آتی یہ کہہ کر میں نے پیالہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دیا آپ ﷺ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ،بِسمِ اللّٰہ فرما کر پیالہ مجھ سے لے لیا اور باقی دودھ خود نوش فرمالیا۔

(بخاری شریف، سیرت سرکار دوعالم ﷺ، سیرت رسول عربی ﷺ)

فرشتوں کی مدد

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم غزوۂ حنین میں متفرق ہو گئے اور صحیح ترین روایت کے مطابق چند صحابہ کرام ؓ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ باقی رہ گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے عباس ؓ! دوستوں کو اس طرح سے آواز دو کہ اے گروہ انصار اے اصحاب اسمرہ! اے اصحاب سورۃ البقرہ! حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند آواز تھے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہوئے آواز بلند کی وہ اصحاب جنہوں نے حضرت عباس ؓ کی آواز سنی اطراف و جوانب سے لبیک کہتے ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں بھاگے ہوئے حاضر ہوئے سب سے پہلی جماعت جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی وہ انصار تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تمہارے ساتھ کوئی اور ہے انہوں نے کہا نہیں لیکن یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر آپ ﷺ برک الغماد تک بھی جائیں گے تو بھی آپ ﷺ کی خدمت سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور اپنی جانوں کو آپ ﷺ پر نچھاور کر دیں گے۔ اس کے بعد جب صحابہ کرام ؓ اکٹھے ہو گئے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اب جنگ کی بھٹی گرم ہوئی اور جنگ کی آگ بھڑکی اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اونٹ سے اُترے اور ایک مٹھی مٹی لے کر کفار کی طرف پھینکی اور ایک

Marfat.com

روایت میں ہے کہ اونٹ کی طرف اشارہ فرمایا اونٹ فوری طور پر بیٹھ گیا اور پھر حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشتِ خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی اور زبان اقدس سے فرمایا کہ شاہت الوجوہ۔ ہوازن میں سے کوئی دشمن ایسا نہ تھا جس کی آنکھیں اور منہ خاک سے پر نہ ہو گیا ہو۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشت خاک اور سنگریزوں کو اپنی ہتھیلی مبارک سے باہر پھینکا تو سنگریزوں کی آواز میرے کانوں میں اس طرح معلوم ہوئی کہ جیسے آسمان سے طشت گرتے ہیں۔ روایت میں آتا ہے کہ اس کے بعد ہر درخت اور ہر پتھر جو میدان جنگ میں تھا کفار کی نظروں میں سوار دکھائی دیتا تھا اور حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ جب لشکرِ اسلام نے نیام سے تلواریں نکال کر کفار کا رخ کیا تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے سیاہ گدھوں کی مانند کوئی چیز ظاہر ہوئی جو ہمارے اور کفار کے درمیان آکر گری میں نے دیکھا تو وہ سیاہ چیونٹے تھے جو صحرا میں منتشر ہو گئے اور تمام وادی اس سے بھر گئی مجھے کوئی شک نہ رہا کہ وہ آسمانی لشکر تھا اور میری نظر میں یوں دکھائی دیتا تھا۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس جنگ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کے لیے پانچ ہزار فرشتے آئے یہاں تک کہ اس لشکر کے بعض لوگ جنگ ختم ہونے کے بعد کہتے تھے کہ وہ مرد کہاں چلے گئے جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور لشکرِ اسلام کے ساتھ مل کر جنگ کرتے تھے۔ یہ بات جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ فرشتے تھے۔ حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میرے چند آدمی جو میدان جنگ میں تھے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے سنگریزوں اور خاک کی مٹھی ہماری جانب پھینکی تو کوئی شخص باقی نہیں بچا جس کی آنکھوں میں وہ نہ پڑی ہو ہمارے دلوں میں بے چینی پیدا ہوئی اور ہم پر بڑا اضطراب طاری ہو گیا اور زمین و آسمان کے درمیان ہم نے سفید پوش مردوں کو دیکھا کہ جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے، انہوں نے رسیاں دونوں کندھوں کے

Marfat.com

درمیان رکھی ہوئی تھیں، ہم میں اتنی طاقت اور ہمت نہ تھی کہ ان کی طرف آنکھ بھر کر بھی دیکھ سکیں۔ (حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے اور ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔)

(سیرت ابن ہشام، غزوات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

اونٹ کی گمشدگی

ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اونٹ گم ہوگیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کی تلاش میں جنگل کی طرف بھاگے۔ ایک یہودی جو بنی قینقاع سے تھا اس کا نام وزید اللصت تھا اور یہ مسلمان ہو کر منافق ہوگیا تھا اور عمارہؓ بن خرام جو کہ اہل عقبہ اور اہل بدر سے تھے کے گھر میں ٹھہرا ہوا تھا اُس نے گھر میں ایک بات کی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آسمان والوں کی خبر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں پیغمبر ہوں اور یہ نہیں جانتے کہ ان کا اونٹ کہاں ہے۔ جب وزید نے یہ بات کہی تو اُس وقت حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسی وقت نورِ نبوت سے یہ بات معلوم کر کے ارشاد فرمایا، اے عمارہؓ! ایک شخص نے ابھی یہ بات کہی ہے، اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کسی چیز کو جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا اب اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ میرا اونٹ کہاں ہے لہٰذا فلاں وادی میں جاؤ میرا اونٹ اس جگہ ہے اس کی نکیل ایک درخت کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق اس وادی میں گئے تو دیکھا کہ جو حالت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹ کی بیان فرمائی تھی بالکل اسی طرح تھی اس کی نکیل درخت کے ساتھ اٹکی ہوئی تھی چنانچہ وہ نکیل کو درخت سے چھڑا کر اونٹ لے آئے اس کے بعد حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر پہنچے اور گھر والوں کو اس واقعہ کی اطلاع

Marfat.com

دی کہ وزید نے ایسے ایسے بات کہی ہے پھر حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسی وقت اُٹھے اور ایک گھونسہ وزید کی گردن میں مار کر فرمایا، میرے گھر میں اس قدر بُری بکواس اور اتنا بڑا شر ہوا اور میں اس سے غافل رہا۔ پھر وزید کو اپنے گھر سے باہر نکال دیا۔

(معارج النبوت، سیرت ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

غریب مسافر کی مدد

ابو جہل لعین کا شمار حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدترین دشمنوں میں ہوتا تھا اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت اور ایذا رسانی میں ہر وقت پیش پیش رہتا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ شہر بابل سے ایک مسافر مکہ مکرمہ آیا ابو جہل نے اُس سے اونٹ کا سودا کیا لیکن جب ابو جہل نے اُس مسافر سے اونٹ خرید لیا تو اُس کو روپے دینے سے صاف انکار کر دیا وہ مسافر بے چارہ بہت پریشان ہوا اس وطن میں وہ اجنبی تھا نہ تو کوئی اُسے جانتا تھا اور نہ ہی وہ کسی کو جانتا تھا اُس نے دیکھا کہ اہل قریش کی ایک محفل جمی ہوئی ہے وہ اپنی فریاد لے کر اُن کے پاس گیا اور انہیں رب کعبہ کی قسم دے کر امداد کے لیے پکارا لیکن اُن لوگوں نے اُس کا مذاق اُڑایا آخر جب وہ دلبرداشتہ ہو گیا تو اُس سے تمسخر کے طور پر کہنے لگے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس چلے جاؤ کیونکہ ابو جہل صرف اُنہی کی بات مانتا ہے وہ تمہیں اس سے رقم دلا دیں گے۔ اُن کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خفت ہو گی۔ اُس اجنبی پریشان حال مسافر نے قریش کی بات کو سچ سمجھا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس پردیسی کو ساتھ لے کر ابو جہل کے دروازے پر تشریف لے گئے اور دستک دے کر ابو جہل کو باہر بلایا جب ابو جہل باہر نکلا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی اس پر رقت طاری ہو گئی اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کی ہیبت و جلال سے تھر تھر کانپنے لگا اپنے آپ پر قدرے قابو پا کر کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کیسے تشریف لائے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اس مسافر کے روپے کیوں نہیں دیتے۔ ابو جہل اُسی وقت اندر گیا اور رقم لا کر غریب مسافر کے حوالے کر دی، وہ مسافر خوش خوش واپس آیا اور قریش کی اُسی مجلس میں پہنچا اور اُن کا شکریہ ادا کر کے کہنے لگا کہ آپ لوگوں نے مجھے ایسی شخصیت کے پاس بھیجا جس کے سامنے ابو جہل دم نہ مار سکتا تھا قریش اُس کی بات سے بڑے حیران ہوئے ابو جہل کو بلایا اور اُسے سرزنش کرنے لگے کہ تم ہمارے سامنے تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مخالفت میں بڑھ چڑھ کر بولتے ہو اور مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہو مگر آج تم نے یہ کیا کر دیا۔ ابو جہل کہنے لگا کہ میں تو اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن ہوں مگر کیا کرتا جس وقت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس مسافر کو میرے پاس لے کر آئے تو میرے سر پر ایک اژدھا منہ کھولے کھڑا تھا مجھے ہمت نہ ہوئی کہ میں ذرہ بھر بھی پس و پیش کروں اگر میں ذرہ بھی چوں چرا کرتا تو وہ اژدھا مجھے اُسی وقت نگل لیتا۔ قریش نے ابو جہل کی اس بات کو سچ جانا۔

(کتاب الشفاء، مدارج النبوۃ، سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

درخت بھی حکم مانتے ہیں

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حج کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں ایک عورت اپنے بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! جب سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اُس دن سے اس پر کوئی ایسا مرض مسلط ہے جیسے کوئی جن ہو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچے کو اُٹھایا اور لعاب دہن مبارک اس کے منہ میں ڈال کر فرمایا "اے اللہ کے دشمن نکل جاؤ میں اللہ کا رسول ہوں۔" پھر بچے کو اس کی ماں کے سپرد کر دیا اور اس کے

Marfat.com

بعداس بچے کو کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ جب حج سے واپسی پر اُسی مقام سے گزرے تو وہی عورت ایک بھنی ہوئی بکری لے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں وہی عورت ہوں جس کے بچے کو آپؐ نے صحت دلائی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچے کا حال دریافت فرمایا تو اس نے بتایا کہ اس دن سے اُسے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ بکری کی ران مجھے دو میں نے پیش کی تو جب وہ آپؐ تناول فرما چکے تو فرمایا دوسری بھی مجھے دے دو۔ میں نے پیش کی تو پھر ارشاد فرمایا، اُسامہ! ایک اور دو، میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ایک بکری کی دو ہی تو رانیں ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم یہ بات نہ کہتے تو میں جتنی رانیں اور مانگتا جاتا اتنی ہی مہیا ہوتی رہتیں، تھوڑی دیر گزرنے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا، باہر جا کر دیکھو قضائے حاجت کے لیے کوئی پردے کی جگہ ہو تو بتاؤ۔ میں نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی مگر دور تک مجھے کوئی اوٹ نہ دکھائی دی واپس آ کر صورت حال عرض کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی درخت یا پتھر نظر آیا؟ میں نے عرض کیا دور دو تین کھجوروں کے درخت ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جاؤ اوران کو کہو کہ ایک جگہ پر جمع ہو کر میرے لیے پردہ بنائیں۔ میں نے باہر نکل کران درختوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دیا مجھے قسم ہے اللہ پاک کی میں نے ان تینوں درختوں کو دیکھا کہ جڑوں سے اُکھڑ کر چلے آرہے ہیں اور ایک دیوار کی صورت میں آ کر کھڑے ہو گئے یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ تینوں درخت نہیں بلکہ ایک ہی درخت ہے اور پتھر کی دیوار کی طرح اوٹ بن گئے پھر میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر صورت حال عرض کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں پانی کا لوٹا لے کر چلوں، چنانچہ میں نے وہاں پانی رکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؐ خیمہ میں واپس تشریف لائے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور اُن درختوں سے کہہ دو کہ اپنی

Marfat.com

اپنی جگہ واپس چلے جائیں۔ مجھے قسم ہے اللہ پاک کی میرے کہنے پر وہ درخت پھر اُکھڑے اور واپس اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔

(کتاب الشفاء، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اعرابی کا ہاتھ ٹھیک ہوگیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ نے بھوک اور تنگدستی کی شکایت کی اور کہا کہ تین دنوں سے کھانا نہیں ملا۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے شکم مبارک سے کپڑا اُٹھا کر دکھایا کہ چار پتھر شکم مبارک پر بندھے ہوئے ہیں اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکل کر ایک طرف کو نکل گئے۔ آپؐ کا قلبِ منور بچوں کی بھوک اور پیاس کے سبب انتہائی غمزدہ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحرا میں دیکھا کہ ایک اعرابی اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا، اعرابی سے ارشاد فرمایا کہ تمہارا کوئی ایسا کام ہے جو میں کرسکوں۔ اعرابی نے کہا ہاں مجھے ایک کام کرنے والے کی ضرورت ہے اور پھر اس اعرابی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کام بتایا کہ آپؐ اس کنویں سے پانی نکال کر میرے اونٹوں کو پلائیں اور ہر ڈول پر تین کھجوریں مزدوری دوں گا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈول لیا اور کنویں سے پانی نکالنا شروع فرمایا اچانک نویں ڈول پر رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنویں میں جا گرا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیرت سے کھڑے دیکھنے لگے۔ اعرابی غصے سے بھرا ہوا آیا اور نادانستہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ مبارک پر ایک طمانچہ مار دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چوبیس کھجوریں دے دیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنویں کی جانب اپنا دست مبارک بڑھا کر ڈول باہر نکال لیا اور اعرابی کے سپرد کر دیا اُس

Marfat.com

اعرابی نے یہ عجیب وغریب منظر دیکھا تو اس پر حیرانی کی کیفیت طاری ہوگئی وہ اپنے کیے پر پشیمان ہوگیا اس دوران حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے تشریف لے گئے۔ وہ اعرابی حیران وششدر کھڑا اپنی حرکت پر نادم کھڑا سوچ رہا تھا اُس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ اس نے جو یہ منظر دیکھا ہے وہ یقیناً کسی نبی کا فعل ہی ہوسکتا ہے اُس کے دل پر چوٹ لگ چکی تھی نبوت کی حقیقت اُس کے دل پر آشکارا ہو چکی تھی اُس نے اسی وقت اپنے آپ کو سزا دینے کا فیصلہ کرلیا اُس نے اپنے موزے سے ایک چھری نکالی اور اپنا وہ ہاتھ جو اُس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر مارا تھا اُس کو کاٹ کر رکھ دیا اور زخم کے درد کی شدت سے بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد لوگ وہاں سے گزرے تو اس اعرابی کو اس حالت میں پایا اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مار کر اسے ہوش دلایا گیا لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہوگیا؟ اس نے کہا میں نے نادانی اور ناسمجھی کی وجہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طمانچہ مار دیا تھا اب اس ہاتھ کو کاٹ دیا ہے۔ لوگ اعرابی کی بات سن کر حیران ہوئے۔ وہ اعرابی اپنا کٹا ہوا ہاتھ اُٹھا کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت اطہر کی جانب چل دیا راستے میں اسے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ملے، ان حضرات نے اعرابی سے پوچھا کہ تم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا چاہتے ہو؟ اُس نے جواب دیا کہ مجھے ایک بہت ہی ضروری کام ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر موجود تھے۔

اعرابی نے زور سے پکارا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ دیکھو کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ایک اعرابی ہے جس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے اور اُس نے اپنا دایاں کٹا ہوا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا ہے اور خون بہہ رہا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لائے تو اعرابی معافی کا خواستگار ہوا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے پوچھا، تمہیں کیا

Marfat.com

ہو گیا؟ اس نے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے غلطی سے آپؐ کے چہرۂ مبارک پر طمانچہ ماردیا تھا، اسی لیے میں نے اپنا یہ ہاتھ کاٹ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اعرابی؟ اسلام قبول کرلو تاکہ تمہیں صحت عطا ہو۔ اعرابی کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! بے شک آپؐ پیغمبر برحق ہیں میرا ہاتھ ٹھیک فرمادیجئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ہاتھ اپنی جگہ پر رکھا اور اپنا مبارک لعاب دہن بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر لگادیا اور وہ تندرست ہو گیا۔ اعرابی کا یہ ہاتھ اس قدر مضبوط ہو گیا کہ پہلے سے بھی زیادہ طاقت ور تھا، اعرابی کی ماں بھی اس وقت وہاں موجود تھی اُس نے یہ معجزہ دیکھا تو اُس نے اور اعرابی دونوں نے کلمہء اسلام پڑھا اور اسلام قبول کرلیا۔

(معارج النبوۃ، سیرت ہادیٔ عالم ﷺ، سیرت سرکار دو عالم ﷺ)

گھی اور جو میں برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت اُم شریکؓ کا تعلق قبیلہ بنی دوس سے تھا جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ کسی ایسے آدمی کی تلاش میں تھیں کہ جو انہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں لے جائے ایک یہودی سے بات ہوئی وہ ساتھ چلنے پر رضامند ہو گیا اُس نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ حضرت اُم شریکؓ نے کہا ذرا ٹھہرو میں مشکیزہ میں پانی بھرلوں اس یہودی نے کہا کہ پانی میرے پاس موجود ہے چنانچہ دونوں سفر پر روانہ ہو گئے جب شام ہوئی تو یہودی اپنی سواری سے نیچے اترا اور دستر خوان بچھا کر حضرت اُم شریکؓ کو کھانے کی دعوت دی اور انہوں نے فرمایا کہ میں تو پہلے پانی پیوں گی۔ اس پر یہودی کہنے لگا کہ میں تجھے اُس وقت تک ہرگز پانی نہیں دوں گا جب تک کہ تو یہودی مذہب نہ اختیار کرے، حضرت ام شریکؓ نے جواب دیا میں کبھی بھی یہودیت اختیار نہ کروں گی یہ کہہ کر آپؓ اپنے اونٹ کی طرف

Marfat.com

آئیں اور اس کو باندھ دیا اور اس کے ساتھ ہی خود اس پر سر رکھ کر سو گئیں۔

حضرت اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں سو گئی تو میں نے اپنی پیشانی پر ایک برتن کی خنکی کو محسوس کیا میں نے دیکھا کہ شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید پانی موجود ہے میں نے خوب جی بھر کر اُسے پیا اور پھر اپنی مشک بھی بھر لی اس کے بعد میرے سامنے سے پانی والا برتن اُٹھالیا گیا اور وہ برتن آسمان میں غائب ہو گیا جب صبح کے وقت میری آنکھ کھلی تو وہ یہودی میرے پاس آیا اور مجھ سے دریافت کیا اے اُم شریکؓ! کیا حال ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے پانی پلایا، اُس نے پوچھا پانی کہاں سے آیا، میں نے کہا آسمان سے مجھ پر پانی اُتارا گیا اور پھر وہ آسمان میں ہی غائب ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچیں اور اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہبہ کر دیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نکاح حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اور انہیں تیس صاع جو دیے اور ارشاد فرمایا کہ ان کو کھاتے رہنا لیکن ناپنا نہیں۔ حضرت اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھی کا برتن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہدیہ کے طور پر لائی تھیں انہوں نے اپنی کنیز سے کہا کہ اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں پہنچا دے چنانچہ کنیز گھی کا برتن لے کر بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرامؓ نے وہ برتن لے کر اُسے خالی کر دیا، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اس برتن کو ڈاٹ لگائے بغیر لٹکا دینا۔ چنانچہ برتن کو حضرت اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں لٹکا دیا گیا۔ جب حضرت اُم شریکؓ گھر تشریف لائیں تو دیکھا کہ برتن تو گھی سے بھرا ہوا ہے انہوں نے اُس کنیز سے کہا کہ میں نے تجھے گھی کا یہ برتن حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچانے کا کہا تھا، کنیز نے عرض کیا کہ میں تو لے کر گئی تھی اور میں نے اس کو آخر تک ٹپکایا تھا لیکن اس میں کچھ بھی نہیں تھا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس کو لٹکا دینا اور برتن کا منہ نہ باندھنا میں

Marfat.com

نے اسے لٹکا دیا ایک مدت تک وہ اس برتن سے گھی نکال نکال کر کھاتے رہے اور جو بھی استعمال کرتے رہے اور پھر ایک دن جو ناپے تو تیس صاع سے کم نہ ہوئے تھے (چونکہ ناپ لیے تھے اس لیے اس کے بعد رفتہ رفتہ ختم ہو گئے)

(معارج النبوۃ، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

کھجوروں میں برکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہء اسلام میں میرے اوپر تین مصیبتیں نازل ہوئیں ایک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک، دوسرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور تیسرے توشہ دان کا ضائع ہو جانا۔ لوگوں نے پوچھا کہ توشہ دان کا کیا واقعہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک غزوہ میں تھے مسلمانوں کے پاس کھانے کی قلت ہو گئی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے توشہ دان میں کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا، کچھ کھجوریں ہیں، ارشاد فرمایا، میرے پاس لے آؤ۔ جب میں نے توشہ دان بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا تو آپؐ نے چمڑے کا دستر خوان بچھایا اور توشہ دان میں سے مٹھی میں بھر کر وہ کھجوریں نکال لیں انہیں پھیلایا اور برکت کے لیے دعا کی پھر ارشاد فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ چنانچہ دس آدمی آئے اور خوب کھا کر چلے گئے پھر دس آدمی بلائے گئے اور وہ بھی پیٹ بھر کر چلے گئے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سارے لشکر کو پیٹ بھر کر کھجوریں کھلا دیں پھر (مجھ سے) ارشاد فرمایا یہ اپنی کھجوریں سنبھال کر رکھنا اور اس میں سے مٹھی بھر کر اپنے کھانے کے لیے نکال لیا کرنا اسے الٹانہ

Marfat.com

کر دینا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جتنی کھجوریں میں نے پیش کی تھیں ان سے زیادہ مٹھی بھر کر اپنے کھانے کے لیے نکال لیں ان کھجوروں سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور تک کھاتا رہا افسوس، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت وہ توشہ دان مجھ سے لوٹ لیا گیا اس طرح وہ کھجوریں ختم ہوگئیں اور میں اس برکت سے محروم ہوگیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ میں نے اسی توشہ دان کی کھجوریں ساٹھ صاع یعنی تقریباً سات من تو لوگوں کو فی سبیل اللہ کھلا دی تھیں۔

(صحیح بخاری شریف، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

دنیا کے خزانوں کی پیش کش

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دِن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کوہ صفا پر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جبرائیل! آلِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے مٹھی بھر آٹا اور ستو نہیں ہوئے۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات ختم نہ کی تھی کہ یکا یک آسمانی چرچراہٹ سنائی دی پھر اسی وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے سُن لیا ہے تو اب مجھے زمین کے تمام خزانوں کی یہ چابیاں دے کر بھیجا ہے اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خدمت کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ میں تہامہ کے پہاڑ سونے، چاندی، زمرد اور یاقوت کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

ہمراہ لے کر چلتا رہوں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ چاہیں تو نبوت کے ساتھ بادشاہت رکھیں یا چاہیں تو نبوت کے ساتھ عبدیت رکھیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبدیت اختیار فرمائیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں تو نبی عبد ہی رہنا چاہتا ہوں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں کہہ دیتا میں نبوت کے ہمراہ بادشاہی چاہتا ہوں تو پھر پہاڑ میرے ہمراہ سونا بن کر چلتے۔ (طبرانی، بیہقی)

اسی طرح ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے پہاڑ سونا بنا دینے کی پیش کش فرمائی تھی مگر میں نے عرض کیا، پروردگار! میں یہ نہیں چاہتا میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ایک دِن بھوکا رہوں اور ایک دِن سیر ہو کر کھاؤں۔ پھر جس دِن بھوکا رہوں تو تیری یاد میں تیری ہی طرف رجوع کروں اور جس دِن شکم سیر ہو جاؤں تو اِس دِن تیری حمد و سپاس بجا لاؤں۔ (ابن سعد۔ ابو نعیم)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دنیا کے خزانوں کی کنجیاں ایک چتکبرے گھوڑے پر میرے پاس لائی گئیں اس گھوڑے پر ریشمی پالان تھا جسے جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے تھے۔

(مسند احمد۔ ابن حبان۔ ابو نعیم)

دشمنوں پر رعب و دبدبہ

یہ آٹھ شوال ۳ھ کا واقعہ ہے جب کفار مکہ غزوۂ اُحد کے بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹ گئے تو اِن کفار کو اپنے واپس چلے آنے پر سخت پشیمانی ہوئی، انہوں نے آپس میں کہا کہ ہم

Marfat.com

نے اس قدر تکلیف اُٹھائی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بڑے بڑے ساتھیوں کو قتل کیا اور ہم اس کام کو مکمل ختم کیے بغیر ہی واپس آ گئے چنانچہ انہوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ فوری طور پر مدینہ منورہ جائیں اور مسلمانوں پر بھرپور حملہ کریں۔

اس بات کی بھرپور تائید عکرمہ بن ابو جہل نے کی جو اُس وقت ایمان نہیں لائے تھے ان کا کہنا تھا کہ ہمیں جلد سے جلد مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کر دینا چاہیے تا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی قوت حاصل نہ کرلیں۔ لیکن صفوان بن اُمیہ نے اس بات کی مخالفت کی اس نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ فیصلہ درست ہو لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی اُس مصیبت کی وجہ سے جو انہیں پہنچی ہے اب وہ تمہارے ساتھ غضب وانتقام کے جذبے سے مقابلے پر آ جائیں اور پھر اوس وخزرج کے وہ لوگ جو اُحد میں موجود نہ تھے اب مسلمان اُن سب کو جمع کر کے تمہارے مقابلے پر آئیں گے اور اگر اُنہوں نے زبردست مقابلہ کیا اور وہ غالب آ گئے تو معاملہ اُلٹ بھی ہوسکتا ہے۔

یہ اتوار کا دِن تھا اور ابھی کل ہفتہ کے دِن ہی مسلمان غزوہ اُحد سے فارغ ہوئے تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریش کے ارادے کی خبر ہوئی تو دشمنوں پر رعب و دبدبہ ڈالنے کے ارادے سے چاہا کہ ان کو خوفزدہ کریں تا کہ کفار کو معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں میں ان کے ساتھ مقابلہ اور جنگ کرنے کی طاقت ہے چنانچہ اس مقصد کے لیے آپؐ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ منادی کر دیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے جلدی نکلو اور سوائے اُن مسلمانوں کے کوئی دوسرا ہمارے ساتھ جہاد کے لیے باہر نہ نکلے وہ مسلمان جو کہ غزوہ اُحد میں حاضر تھے۔ غزوۂ اُحد کے شرکاء نے جب یہ اعلان سنا تو دل و جان سے اس حکم پر عمل کرنے کے لیے نکل پڑے

Marfat.com

اگر چہ یہ زخمی تھے لیکن ان مسلمانوں نے اپنے زخموں کی بالکل پرواہ نہ کی اور ایمان کے جذبے سے سرشار ہو کر نکل پڑے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی غزوہ اُحد میں زخمی ہو چکے تھے اس کے باوجود آپؐ تھکے ماندے آٹھ شوال کو مجاہدین کے ساتھ دشمن کے مقابلے کے لیے چل پڑے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں اور گھر بار کی نگرانی کے عذر کے سبب غزوۂ اُحد میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ مجھے اس غزوہ میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائیں تا کہ میں آپؐ کے ساتھ رہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اجازت فرما دی اور ان کے سوا کسی بھی ایسے شخص کو جو غزوہ اُحد میں حاضر نہ تھا اجازت نہ مل سکی۔

اس کے بعد حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی پرچم عطا فرمایا ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا اور پھر مدینہ منورہ سے باہر نکل کر حمرۃ الاسد کے مقام پر پہنچے یہ مقام مدینہ منورہ سے پانچ کلو میٹر کے فاصلہ پر بائیں طرف واقع ہے اور یہاں سے ایک راستہ ذوالحلیفہ کو جاتا ہے۔

حمرۃ الاسد کے مقام پر رات کے وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے حکم فرمایا کہ پانچ سو جگہوں پر آگ جلائی جائے تا کہ دشمن پر اسلامی لشکر کی ہیبت طاری ہو۔ عین اسی دوران معبد بن ابی معبد خزاعی جو کہ ابھی اسلام کی

Marfat.com

دولت سے فیض یاب نہ ہوئے تھے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھتے تھے۔ ان کے قبیلہ بنی خزاعہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آپس میں معاہدہ تھا اور بنی خزاعہ کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے۔ اتفاق سے اُس وقت معبد بن ابی معبد مکہ مکرمہ جا رہے تھے حمرۃ الاسد میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر حضورؐ سے غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعزیت کی، اس کے بعد اپنے سفر پر آگے کو روانہ ہوگئے جب وہ ابوسفیان اور مشرکین کے لشکر میں پہنچے تو ابو سفیان نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا خبر ہے؟ معبد نے اس کو بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک بہت بڑے لشکر جرار کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر آئے ہوئے ہیں۔ مَیں نے ان کو حمرۃ الاسد میں دیکھا ہے۔ مشرکین نے جب یہ سُنا تو کہا یہ کیسی خبر ہے جو تم بتا رہے ہو؟ معبد نے کہا ربِ کعبہ کی قسم! مَیں سچ کہتا ہوں اور میرا خیال ہے اس سے پہلے کہ اس منزل سے کوچ کریں ان کے گھوڑوں کی پیشانیاں تم دیکھ لو گے۔ صفوان نے اپنے ساتھیوں سے کہا جس چیز سے مجھے ڈر تھا وہی ہوا میرا تو مشورہ یہی ہے کہ ہم اس جگہ سے کوچ کر جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان ہم پر غلبہ حاصل کر لیں۔ ان باتوں سے کفار کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت بیٹھ گئی اور وہ بڑی تیزی کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے۔

جب مشرکین مکہ مکرمہ کی طرف واپس لوٹنے کی تیاری کر رہے تھے تو معبد نے اُس وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک قاصد بھیجا اور کفار کے حالات سے آگاہ کیا۔ ادھر ابوسفیان نے بھی راستہ میں ایک جماعت کو جب مدینہ منورہ کی جانب جاتے دیکھا تو ان سے کہا وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرا یہ پیغام پہنچا

Marfat.com

دیں کہ ابوسفیان کہتا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ اور تمہیں تباہ و برباد کرنے کی خاطر پھر تمہارے ساتھ جنگ اور تمہیں تباہ و برباد کرنے کی خاطر پھر تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔ اُس جماعت نے مسلمانوں کو جب ابوسفیان کا پیغام پہنچایا تو مسلمانوں نے کہا "ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا وکیل ہے۔"

روایات میں آیا ہے کہ حمرۃ الاسد میں قیام کے دوران مسلمانوں نے دو مخالفین کو گرفتار کر کے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا ان میں سے ایک ابوغزہ شاعر تھا جو کہ بدر کے قیدیوں میں سے تھا۔ اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شرط پر آزاد فرمایا تھا کہ وہ دوبارہ کبھی مسلمانوں کے مقابلہ پر نہیں آئے گا۔ چونکہ اس نے وعدہ خلافی کی تھی اس لیے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ اس شاعر نے بہت آہ وزاری کی کہ مجھ پر دوبارہ احسان کیا جائے اور رہا کر دیا جائے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔"

پھر فرمایا، تم مکہ مکرمہ میں جاؤ گے اور وہاں حجر میں بیٹھ کر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہو گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دو مرتبہ دھوکا دیا۔ اس کے بعد حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کو قتل کر دیا۔ دوسرا شخص جو مسلمانوں نے گرفتار کیا تھا، وہ بھی واجب القتل تھا یہ شخص مسلمانوں کو ایذائیں دیا کرتا تھا اس کا نام معاویہ بن مغیرہ تھا اس کو امان دینے کی سفارش حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کی تھی چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اس شرط پر امان دی کہ وہ تین یوم سے زیادہ مدینہ منورہ میں قیام نہ کرے، تین دِن کے بعد جس مسلمان کو بھی یہ مدینہ منورہ میں مل

Marfat.com

جائے وہ اس کو قتل کر دے۔ چونکہ اُس کی موت مسلمانوں کے ہاتھ سے لکھی جا چکی تھی چنانچہ تین روز گزر گئے اور معاویہ بن مغیرہ مدینہ منورہ میں ہی موجود رہا۔ جب چوتھا دِن ہو تو اُسے مسلمانوں کی طرف سے خوف لاحق ہوا، وہ اپنی جان بچانے کی غرض سے ایک گوشے میں چھپ گیا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ وہ معاویہ بن مغیرہ کو قتل کریں، چنانچہ حضرت عمارہؓ گئے اور معاویہ بن مغیرہ کو اُس گوشہ سے نکال کر قتل کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام۔ زرقانی۔ مدارج النبوۃ۔ سیرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

یہودیوں کی سازش

یہ ۴ ہجری کا واقعہ ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عامر کے لوگوں کے کہنے پر اکتالیس منتخب صحابہ کرامؓ کو دینِ اسلام کی تبلیغ کے لیے بیر معونہ بھیجا، وہاں پر بنو سلیم نے دھوکے سے کام لیتے ہوئے چالیس صحابہ کرامؓ کو شہید کر دیا صرف ایک صحابی حضرت عمرو بن اُمیہ ضمریؓ زندہ بچے، وہ واپس آرہے تھے مدینہ منورہ کے راستے میں ان کی ملاقات بنو عامر کے دو مشرکوں سے ہوئی حضرت عمروؓ نے جوشِ انتقام میں اِن دونوں کو قتل کر دیا انہیں معلوم نہ تھا کہ اس قبیلے کے ساتھ یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر کے واسطے سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام صورتِ حال سے مطلع کیا اور بنو عامر کے دو آدمیوں کے قتل کا بھی بتایا تو اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان دو آدمیوں کی دیت ادا کرنے کی غرض سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن معاذ، حضرت اسید بن حضیر اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بنی نضیر کے قبیلہ میں تشریف لے گئے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس پہنچے تو ان

Marfat.com

سے تعاون کے لیے کہا، بنی نضیر نے جواب دیا اے ابوالقاسم! جو آپؐ چاہتے ہیں اس میں آپؐ کی مدد کی جائے گی۔ لیکن آپؐ تھوڑی دیر انتظار فرمائیں تاکہ ہم آپؐ کی ضیافت کر سکیں۔ اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بنو نضیر کے مکانوں کی ایک دیوار کے ساتھ پہلو میں بیٹھے تھے اور آپؐ کے تمام ساتھی اس مجمع میں بیٹھے تھے۔ اسی اثناء میں حیی بن اخطب یہودی نے ایک سازش کی اُس نے یہودیوں سے کہا، اے گروہ یہود! تمہیں اس سے بہتر موقع کبھی حاصل نہیں ہوگا اس مکان کی چھت پر چڑھ کر کون ان پر پتھر پھینکے گا تاکہ ہمیں ان سے نجات مل جائے۔ ان میں سے ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب نے اس پر لبیک کہا اور کہا میں اس کے لیے تیار ہوں۔ ان میں سے سلام بن مشکم نے انہیں اس فعل سے منع کیا اور کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اسی وقت آسمان سے آ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ارادے سے آگاہ کریں گے اور اس سے ہمارے لیے بہت بڑی خرابی پیدا ہو سکتی ہے۔

اُسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار کے اس فریب سے آگاہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک اُس مجلس سے اُٹھے اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔ یہودیوں نے جب اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاتے دیکھا تو ان میں سے ایک یہودی کنانہ نے اپنی قوم سے کہا، اے گروہِ یہود! کیا تمہیں علم ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری مجلس سے اُٹھ کر کیوں گئے ہیں۔

یہودیوں نے اُسے کہا کہ ہم تو نہیں جانتے اور تم بھی نہیں جانتے کہ معاملہ کیا ہے۔ کنانہ نے ان کو جواب دیا، توریت کی قسم! میں جانتا ہوں کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے دھوکے سے خبردار کر دیا ہے، اپنے آپ کو فریب نہ دو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں، تمہارا خیال تھا کہ آخری نبی حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا اُسے اس نعمت سے سرفراز فرما دیا۔ ہم نے

Marfat.com

توریت میں خاتم الانبیاء کی جو نشانیاں پڑھی ہیں وہ تمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں موجود ہیں اور مجھے اب یہ خیال آتا ہے کہ وہ یقیناً تمہیں جلاوطنی کا حکم فرمائیں گے اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم دو کاموں میں سے ایک کام کرو۔ سب سے بہتر اور ٹھیک کام تو یہ ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ تا کہ تم جلاوطنی کی سزا سے بچ سکو اس طرح تمہاری اولاد اور مال بھی محفوظ رہے گا۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو نہیں چھوڑ سکتے۔ کنانہ نے کہا کہ دوسری بات یہ ہے کہ جب وہ فرمائیں کہ وطن چھوڑ کر باہر چلے جاؤ تو فوراً قبول کر لو تا کہ تم امان میں رہ جاؤ۔ یہودیوں نے کہا کہ ہم جلاوطنی کو اختیار کرتے ہیں۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرامؓ کو بنی نضیر میں چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو صحابہ کرامؓ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد خود بھی مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حالات دریافت کیے اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو حقیقتِ حال سے مطلع فرمایا کہ یہودیوں نے کیا منصوبہ تیار کیا تھا۔ اس کے بعد آپؐ نے محمد مسلمہؓ کو قبیلہ بنی نضیر میں بھیجا اور پیغام دیا کہ اس وطن سے باہر چلے جاؤ کیونکہ تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے، تمہیں دس دِن کی مہلت ہے دس یوم کے بعد جو شخص اس جگہ پر ملے گا میں اُسے قتل کرنے کا حکم دوں گا۔

یہودی جلاوطنی کو قبول کر کے جانے کی تیاری کرنے لگے اچانک ان کے پاس مشہور منافق عبداللہ بن اُبی سلول کا قاصد پہنچا اُس نے کہا کہ تم اپنا وطن مت چھوڑو اور اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہو جاؤ اور میرا انتظار کرو میں دو ہزار بہادر اور جنگجو فوج کو ہمراہ لے کر تمہاری مدد کے لیے آ رہا ہوں اور میرے ساتھ بنی قریظہ اپنے حلیفوں کے ساتھ جو کہ بنو غطفان میں ہیں تمہاری مدد کے لیے ہوں گے۔ اس خوش فہمی سے مغرور ہو کر حی بن اخطب نے کسی کو پیغام دے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیجا کہ ہم ا

Marfat.com

گھر بار چھوڑ کر باہر نہیں جائیں گے آپ جو چاہیں کر لیں۔

حیی بن اخطب کی اس دھمکی کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور صحابہ کرامؓ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو یہودیوں سے جنگ کے لیے تیاری کر لینے اور ان کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ مدینہ منورہ میں حضرت ابن اُم مکتومؓ کو نائب مقرر فرمایا۔ حضرت علیؓ کو اسلامی پرچم عنایت فرمایا اور مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز بنی نضیر کے میدان میں ادا فرمائی جب یہودیوں نے اسلامی لشکر کو دیکھا تو اپنے قلعوں میں بند ہو گئے اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا اور اندر سے پتھر اور تیر پھینکنے لگے۔ عشاء کے وقت تک جنگ ہوتی رہی جب مسلمانوں نے عشاء کی نماز ادا کر لی تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ اپنی قیام گاہ میں تشریف لے آئے اور تمام صحابہ کرامؓ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ یا حضرت علیؓ کی کمان میں دیا۔ اس روایت میں اختلاف ہے کہ صبح تک یہودیوں کا محاصرہ کیے رکھا اور تکبیر کہتے رہے۔

روایات میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیمہ بنی خطمہ کے میدان میں تھا۔ یہودیوں کے ایک ماہر تیر انداز غرورا نامی نے ایک زبردست تیر پھینکا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ پاک میں گرا چنانچہ خیمہ پاک کو اس جگہ سے دوسری جگہ پر نصب کر دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غرورا کی اس جرأت کو دیکھتے ہوئے اُس پر گھات لگائی جب رات ہوئی تو اچانک غرورا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ننگی تلوار لیے قلعہ سے باہر آیا حضرت علیؓ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر کو جسم سے الگ کر دیا اور حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے پاس آ کر غزورا کا سرزمین پر پھینک کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اس ملعون کا سر ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ پاک کی جانب تیر پھینکا تھا۔ پھر حضرت علیؓ نے عرض کی کہ اس ملعون کے ساتھی اس قدر نزدیک ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ کچھ لوگ بھیجیں تو ہم اُن پر فتح مند ہوں گے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو دجانہؓ اور حضرت سہل بن حنیفؓ کو حضرت علیؓ کے ساتھ بھیجا سات دوسرے صحابہ کرامؓ بھی ساتھ ہو لیے، یہ سب غزورا کے ساتھیوں کے پیچھے بھاگے ان کو قلعہ کے باہر جا لیا اور تمام قتل کر کے ان کے سر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں لائے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو سیفی مازنیؓ اور حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو فرمایا کہ یہودیوں کے درختوں کو کاٹ دیں۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں کو جلا دینے کا حکم فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمتر قسم کی کھجوروں کے درختوں کو کاٹتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہے کہ عنقریب یہودیوں کی ملکیت کی ہر چیز مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائے گی اس لیے اچھے درختوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔

چونکہ عبداللہ بن ابی سلول منافق تھا اُس نے یہودیوں سے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور اُن کی مدد کو نہ آیا۔ ابنِ ہشام نے لکھا ہے کہ یہودیوں نے پریشان ہو کر پکارنا شروع کر دیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم تو فساد سے منع کرتے تھے اور جو فساد کرے اُس کی مذمت کرتے تھے اب یہ درختوں کا کاٹنا اور ان میں آگ لگانا کیا ہے؟ پھر یہودیوں نے کسی کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں بھیجا اور درخواست کی کہ انہیں جلا وطن کر دیا جائے اور خون نہ بہایا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

تمہاری درخواست اس شرط پر منظور کی جاتی ہے کہ تم اپنا تمام اسلحہ چھوڑ دو اور جو مال و متاع اپنے اونٹوں پر لاد کر لے جاسکتے ہو لے جاؤ۔ یہود اس بات پر راضی ہو گئے۔ اِس وقت اِن کی حالت یہ تھی کہ کچھ لوگ مکان گرا کر دروازوں کی چوکھٹیں تک اونٹوں پر رکھ کر لے جارہے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ چھ سو اونٹ لاد کر بعض خیبر کی طرف چلے گئے بعض نے شام کا راستہ لیا اور کچھ دوسرے اطراف میں چلے گئے اور ان کے تمام مال و جائیداد پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبضہ وتصرف فرمایا۔

روایات میں آیا ہے کہ بنی نضیر کا اسلحہ پچاس زرہیں، تین سو چالیس تلواریں اور پچاس خُود تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو جو چاہتے عطا فرماتے ان کے اموال و اسباب میں سے کچھ مسلمانوں کو بخشا اور ان کی زمینوں اور اموال سے ایک سال کا نان و نفقہ اپنے لیے مقرر فرمایا اور جو کچھ بچ گیا وہ مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ ہوتا رہا۔

(سیرت ابن ہشام، معارج النبوۃ، مدارج النبوۃ، سیرت ہادی عالم ﷺ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی

یہ غزوہ خیبر کا واقعہ ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی سرکوبی کے لیے اُن کے مضبوط مرکز خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سُن کر یہود اپنے قلعوں میں گھس گئے اور اندر سے پتھر اور تیر برسانے لگے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی لشکر کو قلعوں کے چاروں طرف اس طرح سے پھیلا دیا کہ ہر قلعے

Marfat.com

کا الگ الگ محاصرہ کرلیا، اس طرح ایک قلعے کا دوسرے قلعے سے رابطہ ٹوٹ گیا سب سے پہلے ناعم قلعہ فتح ہوا جس میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی محمود بن مسلمہؓ انتہائی بے جگری سے مقابلہ کرتے ہوئے کنانہ بن الربیع کے ہاتھوں شہید ہو گئے اس کے بعد دوسرے قلعے بھی مسلمانوں نے آہستہ آہستہ فتح کر لیے مگر خیبر کا قلعہ قموص جس میں مشہور یہودی مرحب رہتا تھا کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا۔ اسلامی لشکر بار بار اس قلعہ پر تابڑتوڑ حملے کرتا لیکن یہودیوں کی طرف سے زبردست مزاحمت ہوتی تھی۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ایک رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول چاہتا ہے اور جو اللہ اور رسول کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول چاہتا ہے تو حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھا اور پھر اس اُمید کے ساتھ اُٹھا کہ جھنڈا مجھے عنایت فرمایا جائے گا۔ حضرت سہیل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ جس رات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کلمہ زبانِ اقدس سے ادا فرمایا تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جوش وخروش پیدا ہوا کہ دیکھیں کل ہم میں سے کس کو جھنڈا عطا ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے سوائے اس دِن کے کبھی بھی امارت کو پسند نہیں کیا اور نہ ہی کبھی اس کی خواہش کی۔ حضرت بریدہ بن خصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کی ایک جماعت ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مرتبہ پر فائز ہوں گے کیونکہ وہ آنکھوں میں درد کی وجہ سے مدینہ منورہ میں ہیں اور شدتِ درد کی وجہ سے اپنے پاؤں تک نہیں دیکھ سکتے۔ جب صبح ہوئی تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا، علیؓ بن ابوطالب کہاں ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ علیؓ کو لاؤ چنانچہ حضرت علیؓ کو لایا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے سر کو اپنی ران پر رکھ کر اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگایا فوری طور پر آنکھوں کی تکلیف رفع ہوگئی اور آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ اچھی ہوگئیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی، یا اللہ! ان سے گرمی وسردی دونوں کو دور رکھ۔ ابن ابی لیلیٰ کا کہنا ہے کہ حضرت علیؓ گرمی کے موسم میں روئی سے بھرا ہوا لباس پہنتے تھے اور ان کو گرمی نہیں لگتی تھی اور سخت سردیوں میں باریک لباس پہنتے تھے اور انہیں اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد پھر کبھی حضرت علیؓ کو آنکھوں کی تکلیف بھی نہیں ہوئی۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا مرحمت فرمایا تو اُس وقت ان کی اپنی خاص زرہ بھی پہنائی اور ذوالفقار تلوار میان میں باندھ کر ارشاد فرمایا:

یہ جھنڈا لے کر جاؤ اور لڑو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''ان کو اسلام کی طرف دعوت دو اور خبر کر دو اس چیز سے جو ان پر حق تعالیٰ میں سے واجب ہے۔''

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لے کر نکلے تمام صحابہ کرامؓ ان کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ نے وہاں پہنچ کر قلعے کے نیچے پتھروں کے ایک ڈھیر پر جھنڈا گاڑ دیا۔ قلعے کی چوٹی سے ایک یہودی نے جھانک کر دیکھا اور پوچھا، تم کون ہو؟ جواب میں فرمایا، ''میں علیؓ بن ابوطالب ہوں۔'' اب یہودی نے کہا، اُس کتاب کی قسم! جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تم ہم پر غالب ہو چکے ہو۔ پھر یہودی نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا، توریت کی قسم! تم اس شخص سے مغلوب ہو گے اور یہ فتح کیے بغیر نہ لوٹے گا۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ قلعہ سے مرحب کا بھائی حارث یہودی نکلا اُس کے ساتھ اُس کی قوم کے کئی افراد تھے انہوں نے قلعہ سے باہر نکلتے ہی مسلمانوں پر حملہ کر دیا

Marfat.com

جس سے کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوری طور پر ادھر متوجہ ہوئے اور تلوار کے ایک ہی وار سے حارث یہودی کو جہنم واصل کر دیا۔ جب مرحب کو اپنے بھائی کے مارے جانے کا پتہ چلا تو وہ انتہائی غیظ و غضب کے عالم میں یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلے کے لیے آگے بڑھے اور تھوڑی دیر کے بعد مرحب کی لاش زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی۔ باقی یہودی شکست کھا کر قلعے کی طرف بھاگے اور چاہا کہ قلعے کا پھاٹک بند کر لیں مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعے کا دروازہ اُکھاڑ کر پھینک دیا اس طرح اسلامی فوج قلعے میں داخل ہو گئی۔

جب اسلامی فوج نے خیبر کے تمام قلعوں کو فتح کر لیا تو تمام قلعوں والے امان دیئے جانے کی فریاد کرنے لگے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت طلب فرمائی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے اہل خیبر کو امان دے دی گئی اور یہ شرط رکھی گئی کہ ہر آدمی اونٹ پر کھانا لاد کر لے جائے اور ان شہروں سے باہر نکل جائیں۔

نقدی، اسلحہ اور تمام سامان مسلمانوں کے پاس چھوڑ جائیں اور کسی چیز کو چھپا کر نہ رکھیں اور اگر کوئی ایسا سامان ظاہر ہو جائے جو انہوں نے بتایا نہ ہوگا تو پھر امان بھی ان کے عہد و پیمان کی مانند ختم و نابود ہو جائے گی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فتح کی خبر لے کر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آغوش میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا:

"تمہاری کوشش اور بہادرانہ کردار کی خبر مجھے پہنچی بے شک اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے اور میں تجھ سے راضی ہوں۔"

(سیرت ابن ہشام، سیرت حلبیہ، سیرت دحلانیہ، مدارج النبوۃ)

☆......☆......☆

Marfat.com